کھو گئے کہاں

ژیلہ ظفر

"کمال صاحب نے جو ن ئی لڑکی اپائی نٹ کی ہے تم لوگوں نے اسکی رپورٹ دیکھی" شہریار نے سوالیہ نظروں سے باقی دونوں کو دیکھا

ہمم--- کافی انٹیلیجنٹ لڑکی ہے بہت اچھی رپورٹ تیار کی ہے اس نے" "کافی کے مگ سے گھونٹ بھرتی ماہین نے اسکی تائید کی

کس کی بات کر رہے ہو؟" "علی نے موبائ ل پر سے نظریں اٹھا کر پوچھا۔ اس" نے غالباً انکی بات ٹھیک طرح سے نہیں سنی تھی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" مس فاطمہ کی، جسے کمال صاحب نے پچھلے ہفتے اپائی نٹ کیا تھا۔ اس نے رپورٹ تیار کی ہے، جو ہم نے کل ظہیر سنز کے سامنے پیش کرنی ہے" شہریار نے کہتے ہوئے ایک فائی ل علی کی جانب بڑھائی

" یہ دیکھو" علی نے اسکے ہاتھ سے فائی ل لی اور ایک دو پیج آگے پیچھے پلٹ کر دیکھنے لگا

" نائیس !خاصا متاثر کن کام ہے" وہ ستائی ش سے بولا

" اچھا مجھے یاد آیا، صبح تم کہہ رہے تھے کہ شہزاد کی طبیعت خراب ہے۔ سب خیریت؟" فائی ل دیکھتے علی نے سرسری سے لہجے میں شہریار سے پوچھا

" وہی جو ہمیشہ ہوتا ہے، کل رات اس نے پھر سے خودکشی کی کوشش کی تھی۔ اچھا ہوا میں وقت پر پہنچ گیا ورنہ کوئی بہت بڑا نقصان ہو جاتا" اس نے آہستگی سے کہا

" وہ کچھ بتاتی کیوں نہیں ہے؟" ماہین نے بھی فکرمندی سے پوچھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"پتہ نہیں،۔۔ اچھا یہ بتاؤ تم آج جلدی جا رہی ہو؟" اس نے بات بدل دی
صاف ظاہر تھا کہ وہ اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"ہاں۔۔۔آج ڈاکٹرز نے حنان کی ریکوری کے متعلق بات کرنی ہے مجھ سے وہیں جارہی ہوں" وہ نہ بھی بتاتی پھر بھی سب کو معلوم تھا کہ اس نے ہسپتال ہی جانا ہے

"اچھا چلتی ہوں، خدا حافظ" وہ اپنا بیگ اٹھاتی باہر نکل گ ئی۔ آفس کا شیشے کا دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی باہر آئی مختلف کیبنز میں بیٹھے کمپنی کے ایمپلائی ز کا مخصوص شور کانوں میں پڑا۔ سب اپنے کاموں میں مصروف تھے کوئی کی بورڈ پر انگلیاں چلارہا تھا۔ کوئی چائے پیتے ہوئے کسی فائ ل پر جھکا ہوا تھا، کہیں کوئی ایمپلائی کسی دوسرے ایمپلائی کے کیبین میں گھسا اسکے کمپیوٹر پر کچھ بنانے میں مصروف تھا، غرض سبھی کسی نہ کسی کام میں مصروف تھے۔ یہ کام کا ہی وقت تھا وہ تو ماہین کو آج ہسپتال جانا تھا اس لئے وہ جلدی نکل گ ئی تھے۔ اسکے پیچھے علی بھی روم سے باہر آیا اور شیشے کے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

دروازے کے برابر میں بنے دوسرے روم کی جانب چل پڑا جوکہ اسکا تھا، اور جس روم میں وہ لوگ بیٹھے تھے وہ شہریار کا آفس تھا

-------------------*--------------------*------------------

-------------*

یہ کہانی ہے علی عابد کی جو نوجوانوں کے لئے اسپائی یریشنگی حیثیت رکھتا ہے ہر شخص اسکا جیسا بننے کی خواہش رکھتا ہے لیکن وہ خود کتنا تنہا اور اکیلا ہے یہ کوئی نہیں جانتا، وہ اپنی زندگی سے اتنا ہی بے زار ہے یہ بات کوئی نہیں جانتا..!!`

یہ کہانی ہے شہریار مصطفٰی کی جو اس وقت کا سب سے کامیاب آرکیٹیکچر ہے ۔ وہ متعدد ہسپتالوں اور ہوٹلوں کے نقشے بنا چکا ہے۔ اسکے بنائے ڈیزائی ین مارکیٹ میں ہاتھوں ہاتھ بکتے ہیں۔ لیکن وہ اپنی زندگی کے مسائی ل حل کرنے میں ناکام ہے..!!!

یہ کہانی ہے ماہین سبزواری کی، جو ملک کی کم عمر ترین بزنس وومن مانی جاتی ہیں۔ جس نے اپنے باپ کی موت کے بعد بزنس کو اسطرح ٹیک اوور کیا تھا کہ لوگ حیران رہ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جاتے۔ لیکن کوئی نہیں جانتا کہ وہ اپنے آپ میں تنہا ہے، وہ اپنے آپ کو کی بے کار انسان سمجھتی ہے جسکی زندگی سے کسی کو بھی فائدہ نہیں پہنچنے والا....!!!

یہ کہانی ہے شہزاد ارتضٰی کی، جو اپنے گھر کی لاڈلی ہے، جسکے زبان سے نکلی ہوئی ہر بات بنا چوں چراں کہ مانی جاتی ہے، اگر وہ کسی چیز کو پسند کی نگاہ سے بھی دیکھ لے تو وہ اسکے سامنے لا کے حاضر کردی جاتی ہے۔ لیکن یہ شہزادیوں جیسی زندگی گزارنے والی لڑکی خود ہی اپنی جان کی دشمن ہے۔ متعدد بار خودکشی کی کوشش کرچکی ہے۔ جسے بغیر سلیپنگ پلز کے نیند ہی نہیں آتی اور وہ ایسی کیوں ہے؟ یہ راز آج تک کوئی نہ جان پایا ہے، حتٰی کے اسکا سگا باپ بھی نہیں.....!!!!

یہ کہانی ہے فاطمہ خان کی جس نے ٹرائی سرکل کمپنی میں قدم رکھتے ہی ہر طرف اپنی ذہانت کا ڈنکا بجا دیا ہے۔ مینیجر سے لے کر کمپنی مالکان اور ایمپلائیز تک ہر کسی کی زبان پر بس ایک ہی نام ہوتا ہے "مس فاطمہ" ۔ ذہانت اور خوبصورتی قدرت کی طرف سے اسے تحفے میں ملی ہے۔ لیکن وہ بیٹھے بیٹھے اکثر کہیں کھو جاتی ہے، وہ مسکراتی ہے تو

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اسکی آنکھیں اسکا ساتھ نہیں دیتی، اسکی آنکھوں میں دنیا جہاں کا دکھ، اداسی، ملال اور اذیت دکھائی دیتا ہے۔ اسے ڈاکٹروں نے ڈپریشن کی مریضہ کہہ رکھا ہے۔ کیوں؟ ایسا کیا غم ہے اسکی زندگی میں؟ یہ راز کوئی جان نہیں سکا.......!!!!!!!

اور یہ کہانی ہے حنان شاہ کی، جو بولتا ہے تو دوست، تو دشمن بھی دم سادھے سنتے ہیں، جسکی پرسنیلیٹی سے لوگ مرعوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ وہ چلتا ہے تو دنیا اسکی قدموں میں بچھنے کو تیار رہتی ہے۔ اسے پچھلے چودہ ماہ سے کسی نے نہیں دیکھا، کیونکہ وہ ہسپتال میں ہے۔ اگر اسے زندہ کہا جائے تو یہ زندوں کے ساتھ زیادتی ہوگی اور اگر اسے مردہ کہا جائے تو یہ اسکے خود کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ اسکا شمار زندوں میں کیا جاسکتاہے نہ ہی مردوں میں۔ وہ اس حال تک کیسے اور کیوں پہنچا، یہ راز بھی کوئی نہیں جان پایا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

یہ کہانی ان چھ لوگوں کی ہے۔ جن کی قسمت پر دنیا رشک کرتی ہے، دیکھنے والے دعا کرتے ہیں کہ انکی زندگیاں بھی ان چھ افراد جیسی ہو جائے۔ لیکن ان چھ افراد کے لبوں پر صرف ایک ہی دعا ہوتی ہے کہ انکے جیسی زندگی اللہ کسی کو نہ دے

------*--------------------*------------------*-----------
--------*

"علی !کوئی کام کر رہے ہو کیا؟" وہ اس وقت کمپنی کی فانینشیل اسٹیٹمینٹ کا مطالعہ کر رہا تھا جب شہریار اسکے روم میں داخل ہوا

"کچھ خاص کام نہیں کررہا۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو" اس نے شہریار سے کہا جو کہ اسکی ٹیبل کے سامنے رکھی چی ئی ر گھسیٹ کر بیٹھ رہا تھا۔

"یار !مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے ساتھ مسلہ کیا ہے"

"کیا مطلب؟" علی نے فائی ل بند کرتے ہوئے نا سمجھی سے اسے دیکھا"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

”اگر تم نے آج آفس میں زیادہ دیر بیٹھنا ہے تو یہ بات تم عابد انکل کو ایک میسج کر کے نہیں بتا سکتے؟ وہ بے چارے پریشان ہو رہ ہیں اور مجھے کال کر رہے ہیں“

”اوہ۔۔۔ تم فکر مت کرو میں انہیں گھر جاکے کہہ دوں گا کہ آئندہ سے تمہیں کال کر کے تنگ مت کریں“ اس نے بے زاری سے کہا

”مجھے انکے کال کرنے سے کوئی پرابلم نہیں ہے، میں بس اتنا کہہ رہا ہوں کے انہیں اپنے دیر سے گھر آنے کی اطلاع تو دے دیا کرو۔ نہیں تو کم از کم انکے میسج کا ہی رپلائی دے دو“

”میں انکو جواب دہ نہیں ہوں“

”وہ باپ ہیں تمہارے“ شہریار نے کہا، اسکا انداز ڈانٹنے والا تھا۔ علی نے کوئی جواب نہ دیا

”اچھا یہ بتاؤ میں کیا جواب دوں انہیں؟“ شہریار نے پوچھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"ان سے کہو کہ مر گیا علی" اس نے غصے سے کہا تو شہریار نے دہل کر اسے دیکھا

"حد ہوگئی علی۔۔۔ دماغ تو نہیں خراب ہوگیا تمہارا؟ ------" اس نے علی کو گھورا

"میں خود ہی جواب دے دیتا ہوں۔ تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے" شہریار نے کہا اور اٹھ کر باہر چلا گیا

علی نے پھر سے فائل کھول لی مگر اب اسکا دماغ کام میں نہیں لگ رہا تھا۔ آدھے گھنٹے بعد اسے گھر چلے جانا تھا۔ گھر کا خیال آتے ہی اس پر ڈھیروں بے زاریت طاری ہوگئی۔ ایسی ہی تو تھی اسکی زندگی جس انسان سے وہ نفرت کرتا تھا اسے اپنے گھر میں رکھنا اسکی مجبوری تھی۔ اور وہ انسان اسکا سگا باپ تھا۔

!!!!!......ہاں علی عابد اپنے سگے باپ عابد محمد سے نفرت کرتا تھا شدید نفرت

*________________*________________*________________

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آفس میں بنے مختلف کیبینز میں سے ایک میں فاطمہ بیٹھی تھی۔ وہ ہاتھ میں ایک شیٹ لیئے اس پر پینسل سے کچھ بنا رہی تھی۔ کافی دیر سے گردن جھکائے رہنے سے شاید وہ تھک گ ئی تھی اس لیئے اس نے چہرہ اٹھایا اور دائ یں بائ یں گردن ہلائی۔

باقی کام کل کرلونگی ویسے بھی ابھی تو دو دن مزید پڑے ہیں۔ "اس نے سوچا۔ اور " اپنا سامان سمیٹنے لگی۔

ابھی وہ فائ لیں اور شیٹ اٹھا ہی رہی تھی کہ اسے لگا کہ آس پاس کی آوازیں آنا بند ہوگ ئی ہیں۔ اس نے چہرہ اٹھا کر دیکھا تو ساکت رہ گ ئی۔ سامنے کا منظر بدل چکا تھا۔ وہ جس کیبین میں بیٹھی تھی وہ کیبین بھی کہیں غائ ب ہو چکا تھا۔

وہ آفس ایک مشہور شاہراہ میں تبدیل ہوچکا تھا اور اسکا گلابی رنگ کا لباس بھی کہیں کھو گیا تھا اور اسکی جگہ اسکے جسم پر ایک پھٹے پرانا لباس آچکا تھا۔ سر پر ایک دھول مٹی سے اٹی چادر ڈالے وہ فوٹھ پاتھ پر کھڑی سامنے بنے مزار کو دیکھ رہی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مزار کا دروازہ کھلا ہوا تھا، شام کا وقت تھا، بہت سے لوگ مزار میں آجارہے تھے۔ وہ بھی ،سڑک پار کرکے مزار کی جانب آئی، اور پرسوچ نظروں سے مزار کی سیڑھیاں دیکھنے لگی جیسے فیصلہ نہ کر پارہی ہو کہ اسے اندر جانا چاہیے یا نہیں۔ کافی دیر تک وہ اسی کشمکش میں رہی پھر چھوٹے چھوٹے قدموں سے سیڑھیاں چڑھتی مزار کے اندر آئی۔

اندر بہت سے لوگ قرآن پاک پڑھ رہیں تھے، ایک جانب دیوار سے ٹیک لگائے ملنگ بیٹھا "حق، حق" کا نعرہ لگا رہا تھا۔

وہ مزار کے صحن میں آگ ئی، وہاں پر لنگر کھل رہا تھا، بہت سے لوگ قطار میں کھڑے اپنی باری کا انتظار کر رہیں تھے۔ وہ دو دن سے بھوکی تھی، اپنی چادر سے چہرہ چھپاتی عورتوں کی لائ ن کی طرف بڑھنے لگی، جیسے اسے ڈر ہو کے کوئی اسے دیکھ نہ لے۔ قدم من من بھاری ہو رہیں تھے۔ وہ قطار میں لگ گ ئی۔ اور اپنی باری کا انتظار کرنے لگی۔ چہرہ چادر سے چھپایا ہوا تھا اس لئے کوئی دیکھ نہ سکا کہ وہ رو رہی ہے۔ ہاں--- وہ رو رہی تھی، بھیک میں ملا کھانا پہلی بار جو کھا رہی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اسکی باری بھی آگ ئی اور وہ ایک تھیلی لے کر لنگر دینے والے کے سامنے جا کھڑی ہوئی، اس نے تھیلی آگے کی تو لنگر دینے والے نے دیگ سے ایک بڑا چمچ بھر کے اسکی تھیلی میں ڈالا اور اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ وہ خاموشی سے ایک سائیڈ پر جاکے بیٹھ گ ئی جہاں اور بھی بہت سی عورتیں کھانا کھا رہی تھیں۔ اپنے گردآلود اور پھٹے پرانے کپڑوں سے وہ انہیں جیسے لگتی تھی۔ اس نے کھانا کھانے کے لئے چہرے پر سے چادر ہٹائی تو عورتیں حیران رہ گ ئی۔ شریف اور پڑھے لکھے مہذب لوگوں کی یہی تو خامی ہوتی ہے کہ وہ چاہے جتنے بھی گندے کپڑے پہن لیں لوگ پہچان جاتے ہیں کہ وہ اچھے گھر کے ہیں۔

فاطمہ کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا، لوگ اسے حیرت سے اسی لئے دیکھ رہیں تھے کہ وہ شکل اور اپنے انداز سے اچھے گھر کی ہی لگتی تھی۔ اس نے جیسے ہی پہلا نوالہ منہ میں ڈالا آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کے بہہ نکلا۔ کھانا کھایا نہیں جارہا تھا۔ لیکن اس نے پھر بھی کھایا وہ روتی جاتی تھی اور کھاتی جاتی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"مس فاطمہ۔۔۔ مس فاطمہ۔۔۔۔" کسی نے اسکے پاس آکے پکارا تو وہ اپنے حال میں واپس آئی۔ اس نے آس پاس نظریں دوڑائی، وہ آفس میں ہی بیٹھی تھی۔ اچھے خاصے لوگ جا چکے تھے۔ اور جو رہ گئے تھے وہ اپنا اوور ٹائم دے رہیں تھے۔ اسی لئے رُکے ہوئے تھے۔ وہ ایسے ہی کبھی کبھار بیٹھے بیٹھے کہیں کھو سی جاتی تھی، اور پھر اسے وقت کا ہوش بھی نہ رہتا تھا۔

"مس فاطمہ میں آپ سے بات کر رہا ہوں۔ کیا ہوا ہے؟ ہے آر یو اوکے؟" علی نے اس سے پوچھا

"کک۔۔۔ کچھ نہیں سس۔۔۔ سر۔۔۔ آپ کب آئے؟" اس نے جلدی سے پوچھا

"میں یہاں سے گزر رہا تھا تو سوچا آپ سے پوچھ لوں کہ کتنا کام کرلیا؟ میں کافی دیر سے یہاں کھڑا ہوں آپ شاید کسی اور دھیان میں تھیں اس لئے شاید دیکھا نہیں آپ نے مجھے؟" اس نے کہا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جی سر۔۔۔ بس وہ تھوڑا سا کام رہ گیا ہے وہ میں کل کرلونگی، ابھی گھر جارہی ہوں "

اس نے جواب دینے کے ساتھ ساتھ پرس کندھے میں ڈال کر نکلنے کی تیاری بھی کرلی۔

"اوکے پھر کل ملاقات ہوتی ہے۔ خدا حافظ" اس نے کہا اور جلدی سے باہر جانے کے لئے قدم بڑھا دیئے۔ پیچھے کھڑا علی الجھ کر رہ گیا۔

وہ باہر آئی تو اسکی کچھ کولیگز سڑک کنارے کھڑی وین کا ویٹ کر رہ تھیں۔ وہ بھی وہیں آگئی۔

"یہ سر علی تم سے کیا بات کر رہے تھے۔؟ میں جب باہر نکل رہیں تھیں تو میں نے انھیں تمہارے کیبن کی طرف جاتے دیکھا تھا۔" اسکی ایک کولیگ نے اسے دیکھتے ہی پوچھا

"کچھ نہیں بس وہ یہ پوچھنے آئے تھے کہ میرا کام کتنا مکمل ہوا ہے "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"واؤ--- فاطمہ تم کتنی لکی ہو کہ کمپنی کے مالکان خود تمہارے کیبین میں آکر تم سے تمہارے کام کے بارے میں پوچھتے ہیں اور ایک ہم ہیں- انکے آفس میں جاکر ہمیں بتانا پڑتا ہے کہ ہم نے کیا کیا کام کر لیا ہے؟ اور اگر زرا بھی دیر ہو جائے تو ڈانٹ الگ سننی پڑتی ہے "

"ہاں ہاں--- فاطمہ واقعی بہت خوش قسمت ہے، جس کام میں ہاتھ لگاتی ہے اسے چار چاند لگادیتی ہے" باقی کولیگز بھی اسکی تعریف کرنے لگی

"ہاں فاطمہ !!!تم واقعی میں پارس ہو پارس، جس چیز کو چھو لو اسے سونا بنا دو "

سب اسکی تعریفیں کر رہیں تھیں اور وہ خوش ہونے کے بجائے بے زار ہورہی تھی-

اتنے میں انکی وین آگ ئی تو وہ اس کی طرف بڑھ گ ئی- سارے راستے وہ خاموش ہی رہی- وین اسکے گھر کے پاس رکی تو وہ اسی خاموشی سے اتر گ ئی

اسلام وعلیکم امی "!!!گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنی امی کو سلام کیا- اور " وہیں بیٹھ کر جوتے اتارنے لگی

وعلیکم اسلام بیٹا !آج دیر نہیں ہوگ ئی تمہیں" وہ کچن سے کام کرتے ہوئے " بولی تھی لیکن فاطمہ نے جواب نہیں دیا وہ کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔"خوش قسمت۔۔۔ لکی۔۔۔۔پارس" سارے الفاظ اسکے ذہن میں گڈمڈ ہورہے تھے۔

فاطمہ کیا ہوگیا بیٹی کیا سوچ رہی ہو؟" اسکی امی نے اس کو سوچوں میں گم دیکھا تو " پوچھا

امی۔۔۔ "`!!اس نے سرخ آنکھیں اٹھا کر اپنی ماں کو دیکھا "

" فاطمہ تم رو رہی ہو؟ کیا ہوا ہے بچے؟ "

امی۔۔۔ میری دوستیں مجھے خوش قسمت سمجھتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں میں پارس "

" ہوں جسے ہاتھ لگادوں اسے سونا بنا دوں

تو میری گڑیا۔۔۔کیا غلط کہتی ہیں وہ؟ تم ہو قسمت والی" انہوں نے اسے گلے " لگاتے ہوئے پچکارا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امی--- یہ آپ کہہ رہی ہیں ، کیا آپ مجھے جانتی نہیں؟ میں نہیں ہوں خوش قسمت " --- نہیں ہوں، اللہ کسی کو میری جیسی قسمت نہ دیں۔ میں بہت بدقسمت ہوں--- "وہ روئے چلی جارہی تھی۔ اور اسکی ماں اسے چپ بھی نہ کرا سکتی تھی

------------------------*-----------

وہ گھر میں داخل ہوا تو ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔ چاچو نے اسے بتایا تھا کہ آج انہوں نے اپنے ایک دوست کی طرف جانا ہے یقیناً وہ وہیں ہوں گے۔ اور شہزاد؟ شہزاد کا خیال آتے ہی وہ اسکے کمرے کہ جانب بڑھا۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ شہریار نے اندر جھانک کر دیکھا تو وہ سو رہی تھی۔ وہ جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے واپس پلٹ گیا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔ فریش ہونے کے بعد وہ کچن میں آیا، فریج کھولا تو ایک ڈبے میں پاستا پیک ہوا رکھا تھا۔ اس نے اسے باہر نکالا اور ایک پلیٹ میں اپنے کھانے لائق پاستا نکال کر گرم کرنے کے لئے مائیکروویو میں رکھ دیا۔ جب بھی شہزاد بیمار ہوتی تھی اسے اسی قسم کے کھانے کھانے پڑتے تھے ورنہ وہ ٹھیک ہوتی ہے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تو مزے مزے کے کھانے بناتی ہے۔ اسے یاد آیا کہ شام میں شہزاد نے اسے کال کی تھی اور کہا تھا کہ اسکے سر میں درد ہورہا ہے تو اس نے اسے دودھ کے ساتھ پین کلر اور سلیپنگ پلز لینے کو کہا تھا۔

ضرور دواوں کا اثر ہے تبھی تو اب تک سو رہی ہے" شہریار نے سوچا اور پاستا نکالنے لگا

پلیٹ ہاتھ میں لے کر وہ ٹیبل پر آگیا اور بیٹھ کر ایک ہاتھ سے کھانا اور ایک ہاتھ سے موبائل دیکھنے لگا۔ دن بھر کی میلز پڑی ہوئی تھیں۔ وہ مصروف سا موبائل دیکھ رہا تھا۔ اچانک ہی اسکے موبائل پر کال آنے لگی۔ نام دیکھ کر وہ مسکرایا، مسکرایا "ڈیڈ کالنگ"

اسلام و علیکم ڈیڈ! کیسے ہیں آپ؟" اس نے خوشگوار موڈ کے ساتھ پوچھا "

وعلیکم اسلام۔۔۔ اور شہزادے صاحب گھر آگے؟" دوسری طرف سے محبت میں " ڈوبی آواز آئی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جی بلکل آگیا گھر، آپ بتائیں والد صاحب کیسے مزاج ہیں؟" اس نے بھی شوخی سے پوچھا تو وہ ہنس دیئے

"میں بلکل ٹھیک یہ بتاؤ شہزاد بیٹی کیسی ہے؟ دوبارہ تو کچھ غلط نہیں کیا نہ اس نے؟"

"نہیں ڈیڈ ابھی تک تو نہیں لیکن ہر وقت اسی کی فکر رہتی ہے کہ کہیں خود کو کوئی بڑا نقصان نہ پہنچا دیں"

"تم اسکا خیال رکھا کرو" انھوں نے اسے نصیحت کی اور چند ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد اس نے فون رکھ دیا

ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی جب اسے کسی کے چیخنے کی آواز آئی، پہلے تو وہ سمجھ نہ سکا لیکن جب دوسری بار اسے چیخ سنائی دی تو وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر شہوار کے کمرے کی جانب بھاگا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شہزاد--- شہزاد۔ !!!کیا ہوا ہے؟" وہ دونوں ہاتھ کان پر رکھے چلا رہی تھی، جب وہ اسکے کمرے میں پہنچا

"کیا ہوا ہے شہی---- "اس نے اسکے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا تو اس نے خوف زدہ نظروں سے اسے دیکھا

"شہری------ہم---- ہمارا بھائی--- ہمارا بھائی، وہ مر رہے ہیں، انہیں بچالیں شہری، انہیں بچالیں-- ورنہ وہ مرجائی یں گے" وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی اور بولتی جارہی تھی۔

"ہوش کرو شہی-- کچھ نہیں ہوا ہے، تم اس وقت اپنے گھر میں ہو" اس نے اس کے گال تھپتھپائے کہ وہ ہوش میں آجائے

"شہری آپ ہماری بات کیوں نہیں سمجھ رہیں، ہمارے بھائی کو آپ کی ضرورت ہے ورنہ وہ مر جائیںگے" وہ روئے جا رہی تھی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"ہوش میں آؤ شہی۔۔۔ پلیز، !سب ٹھیک ہے" شہریار نے اسے جھنجھوڑ دیا تو وہ جیسے کسی خواب سے جاگی

"کیا ہوا ہے؟ پھر سے وہی خواب دیکھ لیا تم نے؟" شہریار نے اس سے پوچھا

"پپ۔۔۔ پانی چاہیے ہمیں" اس نے آنسو پوچھتے ہوئے کہا تو شہریار نے اٹھ کر اسے پانی لا کے دیا۔ وہ غٹا غٹ سارا پانی پی گ ئی۔

"زخم کیسا ہے تمہارا؟ دوبارہ پٹی نہیں کی کیا؟" شہریار نے اسکی کلائی پے بندھی پٹی دیکھتے ہوئے پوچھا، کل اس نے بلیڈ سے اپنا ہاتھ کاٹ لیا تھا۔ "نہیں" اس نے جواب دیا اب وہ بہتر تھی

"ٹھرو میں کرتا ہوں" وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور تھوڑی دیر بعد فرسٹ ایڈ باکس لے کر آیا۔ اور اسکے برابر میں بیٹھ گیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہاتھ دو"   اس نے کہا تو شہزاد نے اپنا ہاتھ اسے دے دیا۔ وہ اسکی پرانی پٹی کھولنے لگا، پھر اس نے اسکے زخم پر دوا لگا کر ن ئی پٹی باندھنا شروع کردی۔

"میں تمہارے لیئے کچھ کھانے کو لاتا ہوں"   پٹی باندھنے کے بعد شہریار نے کہا اور فرسٹ ایڈ باکس لے کر کمرے سے چلا گیا۔ جب کے پیچھے بیٹھی شہزاد سوچ رہی تھی کہ یہ خواب کب اسکا پیچھا چھوڑیں گے۔

*____________*____________*____________

"آگئے بیٹا؟ کب سے تمہارا انتظار کر رہا تھا، تمہارے انتظار میں کھانا بھی نہیں کھایا میں نے"   علی جیسے ہی گھر میں داخل ہوا اسکے کانوں میں ایک فکرمند سی پرشفیق آواز پڑی لیکن اسے وہ آواز چبھی تھی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو عابد محمد پریشان سا چہرہ لیئے اسی کو دیکھ رہے تھے

"آپ نے شہریار کو کیوں کال کی تھی؟"   اس نے سخت لہجے میں پوچھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ--- تم فون نہیں اٹھا رہے تھے تو میں نے سوچا کہ---- "وہ گڑبڑاتے ہوئے " وضاحت دینے لگے تھے کہ علی نے انکی بات کاٹ دی

میں نے سوچا کہ تمہارے دوست کو کال کر کے تمہارے لئے فکرمندی کا اظہار کروں" اور انہیں یہ بتاؤں کہ مجھے اپنے بیٹے سے کتنی محبت ہے۔ فار یور کائنڈ انفارمیشن مسٹر عابد محمد میرے دوستوں کے سامنے یہ دکھاوا کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ میرے اس سو کالڈ باپ کی حقیقت اچھے سے جانتے ہیں" اس نے بدتمیزی سے کہا لہجے میں نفرت ہی نفرت تھی۔

نہیں میرے بیٹے، میرا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا میں تو بس--- "بیٹے کی آنکھوں " میں اتنی نفرت دیکھ کر انہیں رونا آنے لگا تھا

مت کہیں مجھے بیٹا--- نہیں ہوں میں آپکا بیٹا-- نہیں ہوں---"اس نے چیختے " ہوئے کہا اور پاس پڑا شیشے کا گلدان ہاتھ مار کر زمین پر پھینک دیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"آئندہ میرے دوستوں کو کال مت کیجیے گا" اس نے غصے سے کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

عابد صاحب نم آنکھوں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے، انھوں نے علی کے انتظار میں رات کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا لیکن اب انکی بھوک مر چکی تھی۔ ساری دنیا سے دھیمی اور میٹھی آواز میں بات کرنے والا ان سے ایسے ہی اونچی آواز میں بات کرتا تھا۔ وہ جس کے لہجے میں گھر کے نوکروں تک کے لئے بھی محبت ہوتی تھی، اسکے لہجے میں اپنے باپ کیلئے اتنی نفرت ہوتی تھی کہ اگر کوئی باہر کا بندہ دیکھ لے تو یقین نہ کرے کہ یہ وہی علی عابد ہے۔

"کم ختم ہوگی میری سزا؟ کب میرا بیٹا مجھے باپ کہہ کہ پکارے گا؟ کب اسکے لہجے میں میرے لئے بھی محبت ہوگی؟ کب وہ مجھے معاف کریں گا؟ معاف کریگا بھی یا میں اسی انتظار میں اپنی جان دیں دونگا؟ آخر کب؟ آخر کب؟" عابد محمد اپنے کمرے میں لیٹے سوچے جارہے تھے۔ یہ تو تہہ تھا کہ آج رات نہ وہ سو سکیں گے نہ انکا بیٹا....!

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

-------------------------*------------

اس نے شیشے کا دروازہ دھکیلا اور اندر آئی۔ سامنے بیڈ پر پڑے ہوش وحواس سے بیگانہ وجود پرنظر ڈالی پھر بیڈ کے ساتھ رکھی کرسی دھکیل کر وہیں بیٹھ گ ئی۔

کیسے ہو حنان؟ سوری آج مجھے آنے میں دیر ہوگ ئی کیونکہ آفس میں کام بہت تھا " اس نے حنان کے کان کے قریب جا ے ایسے کہا جیسے وہ ابھی اٹھ کر اسکی بات " کا جواب دے گا

پچھلے چودہ ماہ سے ماہین سبزواری کا یہی معمول تھا وہ روزانہ حنان سے ملنے ہسپتال آتی تھی۔ گرمی، سردی، بارش، ملکی خراب حالات اسکے معمول پر کبھی اثر انداز نہ ہوئے تھے وہ باقاعدگی سے اس سے ملنے آیا کرتی تھی۔

چودہ ماہ پہلے تک حنان ایسا نہیں تھا وہ بھی علی اور شہریار کی طرح ہی تھا۔ چلتا پھرتا اپنے کام میں مصروف۔۔۔۔ لیکن پھر وہ حادثہ ہوا، جس نے حنان کو کومہ لائی زکردیا۔ اور اب وہ پچھلے چودہ ماہ سے ایسے ہی خاموش پڑا تھا۔ علی، شہریار اور ماہین اسکے ہوش میں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آنے کی دعائیں مانگتے تھے۔ سب سے زیادہ دعائیں تو ماہین نے کی تھی اسکے ہوش میں آنے کی، لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ جب وہ ہوش میں آئے گا تو کتنا بڑا طوفان اپنے ساتھ لائے گا۔ کیونکہ ایک لمبی خاموشی خوفناک طوفان کی جانب ہی اشارہ کرتی ہے!!!!...

----

dont copy paste without permission

کھو_گئے_ہو_کہاں#

از ژیلہ ظفر

دوسرا حصہ

ٹرائی سرکل کمپنی کے دو پارٹنر تھے، ایک مصطفی اور دوسرے امان سبزواری۔ کافی پہلے مصطفی صاحب اپنے شئیرز شہریار کے نام کرکے خود باہر سیٹل ہوگئے تھے۔ علی اور حنان نے بھی اسے سال کمپنی کے شئیرز خرید لئے تھے اسطرح وہ بھی ٹرائی سرکل کا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

حصہ بن گئے تھے۔ انکے آنے کے بعد تو کمپنی کو چار چاند لگ گئے۔ ٹرائی اسٹار کو ینگسٹرز چلا رہے تھے۔اور یہ ایک خوش آئی ند بات تھی۔ چند مہینوں بعد امان سبزواری کا انتقال ہوگیا۔ اور انکے نام کے شئیرز انکی بیٹی کے ماہین کے نام پر ٹرانسفر ہوگئے۔ اور یوں چند مہینے بعد ماہین نے بھی کمپنی میں اپنے جگہ سنبھال لی۔

شروع شروع میں وہ کسی سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی لیکن پھر آہستہ آہستہ اسکی ان تینوں سے بھی دوستی ہوگئی۔ لیکن اس وقت وہ نہیں جانتی تھی کہ حنان شاہ اسکے لئے دوستی سے بڑھ کر جذبات رکھتا ہے۔

*__________*____________*__________

وہ چھٹی کا ایک دن تھا جب علی اور شہریار ، حنان کے گھر میں موجود تھے۔ موضوع گفتگو تھے حنان اور ماہین

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اے یار۔۔۔۔ ساری زندگی لڑکیاں تجھ پر مرتی آئی ہیں ہیں، اور تو انہیں گھاس بھی نہیں ڈالتا تھا۔ اور اب تجھے ایک لڑکی پسند آ بھی گئی ہے تو تجھ سے اتنی ہمت نہ ہوئی کہ جاکہ اسے بول ہی دے" علی نے چپس کھاتے ہوئے اسے لتاڑا

"تو کیا کروں؟" حنان نے بے بسی سے پوچھا تو باقی دونوں نے اسے گھورا

"اتنی دیر سے ہم بکواس کر رہے ہیں؟ ہمارے سمجھانے کا کوئی اثر ہی نہیں ہوا تجھ پر؟ جا اور جاکے ماہین کو بول دے کے تو اسے پسند کرتا ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے" شہریار نے اسے کہا

"اور اگر اس نے انکار کردیا تو؟" حنان نے پوچھا تو ان دونوں نے اپنا سر پیٹ لیا

"اے بھائی۔۔۔ کیوں انکار کریں گی وہ کوئی کمی ہے کیا تجھ میں؟ ایک سے ایک لڑکیوں کی لائن لگی ہے بھائی تیرے پیچھے" علی نے اسے سمجھایا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مرد بن حنان۔۔۔ مرد بن۔ اور جا جا کے اسے پرپوز کردے اور اگر اس نے تیرا سر پھاڑ دیا تو فکر مت کر ہم ہیں ناں۔۔۔ ہم تیرے چنے پڑھ دینگے" شہریار نے کہا تو علی نے بھی زور و شور سے اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔

پھر انکے سمجھانے کا یہ اثر ہوا کہ وہ لگلے دن ماہین کے سامنے تھا۔ لیکن خاصا کنفیوژ

بول بھی دو حنان کیا کہنا چاہتے ہو؟ آدھے گھنٹے سے یہاں بیٹھایا ہوا ہے مجھے لیکن نہ تم خود کچھ بول رہے ہو نہ ہی کچھ کھانے کو آرڈر کر رہے ہو" ماہین نے بے زاری سے اس سے کہا۔

وہ ۔۔۔۔ اصل میں ماہین۔۔۔۔ بات دراصل یہ ہے۔۔۔۔۔۔"وہ لڑکا ہوکہ نروس ہورہا تھا

"اف۔۔۔ اب بول بھی چکو"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں" اس نے جلدی سے بولا اور پانی کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگا لیا جیسے کوئی بہت بڑا معرکہ سر کر کے آیا ہو۔ جب کہ ماہین کی پوری آنکھیں حیرت سے پھیل گ ئی تھیں

"تت۔۔۔ تم مذاق کررہے ہو" اتنی دیر بعد ماہین نے پوچھا بھی تو کیا

"ماہین میں سچ کہہ رہا ہوں میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے آج تک کسی لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ تم وہ پہلی لڑکی ہو جسے میں نے پسند کیا ہے اور جس سے میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔ تم سوچ لو لیکن جواب ہاں میں ہی دینا"

ماہین نے سوچا اور ٹھیک دو دن بعد اسے ہاں مے ں جواب دے دیا۔ علی اور شہریار کو پتا چلا تو ان دونوں نے حنان کے کمرے میں ہی دھاوا بول دیا اور "ٹریٹ، ٹریٹ" کا وہ شور مچایا کہ حنان کو انہیں ٹریٹ دینی ہی پڑی۔

سب خوش تھے بہت خوش پھر انکی خوشیوں کو کسی کی نظر لگ گ ئی۔

---------*------------*-------------*

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ لوگ ایک دعوت میں کمال صاحب کے گھر انوائیٹ تھے۔ سب ہی موجود تھے سوائے حنان کے اس نے آنے سے معزرت کرلی تھی اور وہ بھی نہیں بتائی تھی۔ علی اور شہریار تو دوسرے لوگوں سے ملنے میں مصروف تھے، ماہین اکیلے کھڑی بور ہورہی تھی۔ جب اسکے پاس کمال صاحب کی سب سے چھوٹی سالی شنزا آکھرے ہوئی۔ اس پارٹی میں کمال صاحب کی فیملی بھی موجود تھی

"ہیلو۔۔۔"اس نے ماہین کے پاس آکے انتہائی دوستانہ انداز میں پوچھا تو ماہین کو حیرت ہوئی کیونکہ علی وغیرہ نے اسے بتایا تھاکہ شنزا بہت ہی مغرور لڑکی ہے اس سے زیادہ بات نہ کرنا

"کیا ہوا اتنا حیران کیوں ہو رہی ہو" اس نے مسکراتے ہوئے ماہین سے پوچھا

"نہیں کچھ نہیں۔۔۔آپ کیسی ہیں؟" ماہین نے اپنی حیرت پہ قابو پاتے ہوئے پوچھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تمہاری منگنی ہوگ ئی ہے ناں !!!سوری میں تمہیں مبارک باد نہیں دے سکی تھی۔ "

بہت مبارک ہو" شنزا نے کہا

" اوہ۔۔۔۔۔بہت شکریہ، اب تو میری منگنی کو ڈیڑھ ماہ ہوگئے ہیں "

اور وہ تمہارا منگیتر حنان۔۔۔۔ وہ نہیں آیا؟" شنزا نے پوچھا "

" نہیں اسے کوئی کام تھا "

" ایسا کیا کام تھا؟ "

" پتہ نہیں مجھے بتایا نہیں اس نے "

بتائے گا بھی نہیں" شنزا نے عجیب سے انداز میں کہا "

کیا مطلب؟" اس نے نا سمجھی سے پوچھا "

" کچھ نہیں یہ بتاؤ کے تم حنان کی فیملی سے ملی نہیں اب تک؟ "

" نہیں اسکی فیملی لاہور میں ہوتی ہے اور جلد ہی حنان مجھے ان سے ملوا دے گا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" نہیں ملوائے گا وہ، اس نے مجھے بھی اپنی فیملی سے نہیں ملوایا تھا "

کیا بکواس کررہی ہو" ماہین دبے دبے غصے سے بولی "

یہ بکواس نہیں یہ سچ ہے تم سے پہلے اس نے مجھے پرپوز کیا تھا اور پھر چند مہینے بعد مجھ سے دور ہوتا گیا اور پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا تمہیں تو اس نے انگھوٹی بھی پہنا دی مجھے تو نہ اس نے انگھوٹی دی نہ اپنی فیملی س ملوای "

تم جھوٹ بول رہی ہو الزام لگا رہی ہو حنان پر۔ وہ ایسا نہیں ہے اس نے آج تک کسی لڑکی کو۔۔۔۔۔۔"ماہین بول رہی تھی مگر شنزا نے اسکی بات کاٹ دی

نظر اٹھا کر نھیں دیکھا۔۔واٹ ایور یہی ساری باتیں اس نے مجھ سے بھی کہی تھی " پھر میں اسکے جھانسے میں بھی آگ ئی، اگر اسے تم سے سچی محبت ہوتی تو فیملی سے بھلے نہ ملواتا لیٹ لیسٹ تمہاری ان سے بات تو کروادیتا۔ لیکن وہ ایسا کیوں کریں گا اسے تو ایک کے بعد ایک لڑکی کے جذبات سے کھیلنے کی عادت ہے" شنزا نے چڑانے والے انداز میں کہا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بات سنو۔۔۔۔۔تمہاری کسی بھی بکواس پر مجھے کوئی یقین نہیں ہے۔"ماہین نے غصے سے کہا

"تو تم پھر بنتی رہو بیوقوف اسکے ہاتھوں" اس نے نفرت سے ہنکارا اور وہاں سے چلی گ ئی۔

"مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا" وہ غصے سے کہتی پارٹی چھوڑ کر چلی گ ئی سارے راستے وہ شنزا کی باتیں ہی سوچتی رہی۔پتہ نہیں دل میں کیا خیال آیا کہ اس نے گاڑی حنان کے گھر کی جانب موڑ لی۔گارڈ نے اسے دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا۔وہ خاموشی سے اندر کی طرف گ ئی یہ سوچ کر کہ وہ حنان کو سرپرائز دے گی۔لیکن اندر کا منظر دیکھ کر وہ ساکت رہگ ئی۔

لاؤنج میں صوفے پر حنان بیٹھا تھا اور اسکے برابر کوئی لڑکی بیٹھی تھی۔حنان نے صوفے پر اپنا بازو پھیلایا ہوا تھا اور خوشگوار انداز میں اس سے باتیں کررہا تھا۔جس طرف ماہین

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کھڑی تھی، وہاں سے وہ ان دونوں کو دیکھ سکتی تھی، البتہ لڑکی کا چہرہ نہیں دکھ رہا تھا۔
پر وہ دونوں ماہین کو نہیں دیکھ سکتے تھے

"آپ کا تو دل ہی نہیں بھرے گا مجھ سے باتیں کرکے، ٹائم کا بھی خیال نہیں ہے آپکو۔ مجھے دیر ہو جائے گی۔" لڑکی نے نخریلے سے انداز میں کہا تھا۔ ماہین اسکا چہرہ نہیں دیکھ پارہی تھی۔ حنان لڑکی کی بات پر ہنسا تھا

"ارے۔۔۔۔ کیوں فکر کرتی ہو تم، نہیں ہوگی دیر۔ ایک تو تم اتنی عرصے بعد اپنے چہرہ دیکھارہی ہو اوپر سے جلدی جلدی کا شور مچایا ہوا ہے"

"اگلی بار آؤنگی نہ تو زیادہ دیر کے لئے ٹھہرونگی۔ ابھی تو جانے دیں" لڑکی نے لاڈ اٹھانے والے انداز میں کہا تو حنان نے اسکی ناک دبائی۔

"پہلے پرامس کرو کے اگلی بار زیادہ دن کے لئے آؤ گی" حنان نے کہتے ہوئے اپنا ہاتھ اسکے سامنے پھلا دیا جسے اس نے جلدی سے تھاما

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پکا پرامس" اس نے کہا تو حنا ایک بار پھر ہنس دیا "

آؤ تمہیں چھوڑ دوں" حنان کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تو ماہین جلدی سے وہاں سے نکل گ ئی۔ گھر سے تھوڑا دور گلی کے کونے پر اسکی کار کھڑی تھی۔ وہ جلدی سے اس میں آکر بیٹھ گ ئی۔ اس نے گاڑی اسٹارٹ نہیں کی بلکہ اسی میں بیٹھ کر ان دونوں کے گھر سے باہر نکلنے کا انتظار کرتی رہی۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ دونوں باہر آئے تھے گاڑی دور ہونے کے باعث ایک بار پھر وہ لڑکی کا چہرہ نہیں دیکھ پائی تھی۔ حنان نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تو لڑکی ہنستے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گ ئی حنان نے دروازہ بند کیا اور اپنی سیٹ سنبھال کر گاری اسٹارٹ کردی اور دیکھتے دیکھتے اسکی نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ ماہین کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ذہن میں شزا کی باتیں چل رہی تھیں۔ وہ وہیں بیٹھی حنان کا انتظار کرتی رہی کہ وہ آئے تو ماہین اس کے منہ پر انگھوٹی مارے گی اور اس سے پوچھے گی کہ اس نے اسکے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ کیوں دھوکہ دیا اسے؟ لیکن حنان واپس نہ آیا پوری رات گزر گ ئی حتیٰ کہ صبح ہوگ ئی لیکن وہ نہ آیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ماہین کا دل ک ئی ٹکڑوں میں ٹوٹا تھا۔ وہ روتی رہی صبح کہ وقت اسے حنان آتا دکھائی دیا اور اتفاق سے اس نے ماہین کی گاڑی بھی دیکھ لی تھی اس لئے تیزی سے اس تک آیا۔

ماہین نے اپنا چہرہ صاف کیا اور گاڑی سے باہر آئی۔

ماہی۔۔۔ تم کب آئی" اس نے خوشگوار حیرت سے ماہین سے پوچھا "

کہاں تھے تم ساری رات؟ اور کس کے ساتھ؟" ماہین نے سرد انداز میں اس سے پوچھا "

کیا مطلب میں سمجھا نہیں" اس نے حیرت سے پوچھا "

تم ساری رات کس لڑکی کے ساتھ تھے" اس نے تقریباً چیختے ہوئے پوچھا۔ "

"کیا بکواس ہے یہ ماہی؟ میں علی کے گھر پہ۔۔۔ "

جھوٹ مت بولو حنان، میں نے خود تمہیں رات کو ایک لڑکی کے ساتھ گھر سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا اور تم ساری رات گھر نہیں آئے۔۔۔۔۔۔ صیح کہا تھا شزا نے تم بہت "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بڑے دھوکے باز انسان ہو" وہ غصے سے بول رہی تھی جبکہ حنان شزا کے نام پر بری طرح چونکہ تھا

" کیا؟ تم شزا سے ملے تھی؟ کیا بکواس کی ہے اس نے تم سے؟ "

میں اس بارے میں تمہیں جوابدہ نہیں ہوں۔ یہ پکڑو اپنی انگوٹھی اور آج کے بعد مجھے اپنی شکل مت دیکھانا" اس نے انگوٹھی اتار کر اسکے منہ پر ماری اور گاڑی میں جا بیٹھی

ماہین میری بات سنو تمہیں بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے ایسا کچھ ------"حنان" اسے روکنا چاہتا تھا لیکن وہ سنے بغیر ہی چلی گ ئی

اوہ گاڈ--- یہ کیا ہوگیا؟ مجھے اس سے بات کرنی ہوگی" وہ بیچ سڑک پر کھڑا تھا۔ وہ " جلدی سے گاڑی لے کر اسکے پیچھے بھاگا لیکن شوم ئی قسمت سامنے آتی ٹرک سے اسکا بری طرح تصادم ہوا اور اسکی گاڑی ک ئی بار بل کھاتے ہوئے درخت سے جا ٹکرائی اور درخت سے ٹکراتے ہی اسکی گاڑی کے پچھلے حصے میں آگ لگ گ ئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

------------------------*------------

"ماہین تم کہاں ہو؟ حنان کا ایکسیڈینٹ ہوگیا ہے اور وہ i.c.u میں ہے" وہ اپنے گھر پر تھی جب اسکے پاس شہریار کی کال آئی اور پھر جو بات اس نے کہی وہ سن کر ماہین کے پیروں تلے زمین نکل گ ئی۔ وہ سب کچھ بھول کر ہسپتال پہنچی، وہاں جا کر پتہ چلا کہ اسکے سر پر بہت گہری چوٹ آئی ہے اور بچنے کے چانسز کم ہیں۔ ماہین سب کچھ بھلا کر اسکے لئے دعائیں مانگ رہی تھی اس پر میڈیا میں سے کسی نے یہ خبر بھی اڑادی کہ حنان شاہ کی کار ایکسیڈنٹ میں ڈیتھ ہوگ ئی ہے۔ وہ لوگ پہلے ہی پریشان تھے کسی نے اس خبر کی تردید ہی نہیں ک کہ حنان زندہ ہے۔ قریباً ایک ہفتے کے بعد اسے i.c.u سے باہر نکال دیا گیا لیکن وہ کوما میں چلا گیا۔ اور اس دن سے آج تک ماہین روز اس سے ملنے آتی تھی اور اس سے اپنی وفا نبھاتی تھی کیونکہ اسے یقین تھا کہ بھلے حنان بے ہوش ہے پر اسکی ساری باتیں سن رہا ہے۔ اور جب اسے ہوش آئے گا تو وہ اسے بتائے گی کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتی ہے۔ وہ ہر طرح کے حالات کے باوجود اس سے ملنے آتی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

رہی ہے جبکہ حنان نے اسے دھوکہ دیا تھا۔ اور وہ اسے یہ بھی بتائی گی کہ جن لڑکیوں کے ساتھ وہ وقت گزرتا رہا ان میں سے کوئی بھی اس وقت اس کے ساتھ نہیں ہے نہ شزا اور نہ ہی وہ لڑکی جس سے حنان آخری بار ملا تھا۔ صرف ایک وہی تھی جو اس سے ملنے آتی رہی ہے

دروازہ کھلنے کی آواز سے وہ ماضی سے حال میں واپس آئی تھی۔ کوئی نرس وہاں سے باہر گ ئی تھی۔ اس نے گہرا سانس لیا اور حنان کی جانب جھکی اور آہستہ سے ایک ہی جملہ کہا

" میں نے تمہیں معاف کیا حنان "

-------*--------------*---------------*

وہ ناجانے کتنے وقت سے ایسی حالات میں پڑا تھا کہ نہ وہ دیکھ سکتا تھا نہ بول سکتا تھا نہ ہی کوئی حرکت کر سکتا تھا۔ پتہ نہیں کتنا وقت اسے ایسے ہی بیت گیا تھا وہ صرف لوگوں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کی آوازیں ہی سن سکتا تھا۔ لیکن آج اسکے کانوں میں جو آواز آئی اس نے اسے مجبور کردیا کہ وہ اپنی تمام قوت لگا کر اٹھ بیٹھے

میں نے تمہیں معاف کیا حنان" یہ آواز اور اس جملے نے اسکے اندر ایک قوت سی بھر دی تھی اور اس نے اپنی پوری وِل پاور لگادی اور۔۔۔۔۔۔پورے چودہ ماہ بعد۔۔۔۔۔۔حنان شاہ نے اپنے آنکھیں کھول دی۔

*_____________*______________*_______

دو ماہ بعد

"کیا ہوا ہے حنان کیا سوچ رہے ہو؟"

"مرجان کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ کچھ پتہ چلا؟" وہ لوگ حنان کے گھر کے اسٹڈی روم میں موجود تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

نہیں یار ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے لیکن کچھ بھی پتہ نہیں چلا " شہریار نے کہا۔ جب حنان کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا تو اسکا موبائل بھی اسی کی گاڑی میں ہی تباہ ہوگیا تھا۔ ان لوگوں نے اسکے گھر والوں کو اطلاع دینے کے لئے اسکے گھر کا نمبر ڈھونڈنا چاہا پر کوئی بھی ایسا نمبر نہیں ملا جس پہ وہ کال کر کے اطلاع دے۔ سکتے پھر ان لوگوں نے حنان کے لاہور والے گھر پر اپنے ایک بندے کو بھیجا تو وہاں سے ایک لرزہ خیز خبر سننے کو ملی تھی وہ یہ کہ حنان کے گھر میں آگ لگ گئی تھی۔ اسکے ماں باپ کا تو بچپن میں ہی انتقال ہوگیا تھا بس ایک دادی اور بہن تھی جو وہاں لاہور میں رہتی تھیں، گھر میں آگ لگنے کے باعث اسکی دادی جھلس کر جانحق ہوگئی تھیں اور اسکی بہن مرجان لاپتہ تھی۔ انھوں نے لاہور کے تمام ہسپتالوں میں پوچھ لیا لیکن مرجان کا وہاں بھی کچھ نہ پتہ چلا۔ ہوش میں آنے کے چند دن بعد جب علی نے اسے اسکی دادی ک موت کی خبر دی تھی تو وہ بچوں کی طرح رویا تھا کہ اسے چپ کرانا بھی مشکل ہوگیا تھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تمہارے پاس مرجان کی کوئی تصویر بھی نہیں ہے کیا؟" علی نے پوچھا "

نہیں، جو بھی تصویریں تھیں وہ موبائل اور لیپ ٹاپ میں تھیں اور وہ دونوں ہی "
تباہ ہو چکے ہیں۔ اسکے علاوہ جو بھی تصویر تھی وہ لاہور والے گھر میں تھیں۔" حنان نے بتایا

اور وہ گھر تو جل چکا ہے اور کوئی بھی سامان صیح حالت میں نہیں ہے" شہریار " نے کہا

اب میں کہاں ڈھونڈوں مرجان کو؟" اس نے پریشانی سے ماتھا مسلا۔ علی کو لگا کہ "
لاؤنج میں کسی کی آواز آئی ہے وہ غیر محسوس انداز میں کمرے سے باہر کی جانب بڑھا

اب ایک ہی طریقہ ہے" شہریار نے پرسوچ نظروں حنان کو دیکھا "

"کیا؟ "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اگر تم علی اور میرے ساتھ لاہور چلو۔ دیکھو ہو سکتا ہے مرجان کی کوئی دوست وغیرہ ” ہو جہاں وہ رہ رہی ہو، ہم تو اسکے دوستوں کے گھر وغیرہ نہیں جانتے لیکن تمہیں تو پتہ ہو گا نہ، اس لئے کیونکہ تمہیں ہمارے ساتھ چلنا پڑے گا اور ہوسکتا ہے اسطرح اسکے “ بارے میں کچھ معلوم ہو جائے گا

“ تم ٹھیک کہ رہے ہو۔ میں اسکی کچھ دوستوں کے گھر جانتا ہوں۔ ”

تو پھر ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے کل ہی ہم لاہور کے لئے نکلتے ہیں۔ اور یہ علی ” کہاں چلا گیا؟“ بولتے بولتے اچانک ہی علی کا خیال آیا

“ پتہ نہیں ابھی تو یہیں تھا ”

دوسری طرف علی لاؤنج میں آیا تو اس نے دیکھا کہ وہاں ماہین اسی وقت آئی تھی۔ اسے حیرت ہوئی کیونکہ دو ماہ سے وہ لوگ بول بول کر تھک گئے تھے مگر ماہین حنان سے ملنے نہیں آئی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تم یہاں؟" علی نے اس سے پوچھا "

"ویسے آنا تو تمہارے دوست کو چاہیے تھا مجھ سے معافی مانگنے، لیکن شاید وہ بہت ہی ڈھیٹ ہے کہ اسے اپنی غلطی کا کوئی احساس ہی نہیں۔ میں ہی پاگل ہوں جو ہر بار اسکی محبت میں آجاتی ہوں" وہ نم آواز میں بولی تو علی کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا

"کون سی غلطی اور کسی بات کی معافی؟ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟" علی نے نا سمجھی سے پوچھا

"اوہ۔۔۔۔تو حنان نے تمہیں ابھی تک کچھ نہیں بتایا، بتائے گی بھی کیسے کہ اس نے مجھے دھوکہ دیا "

"کیسی باتیں کر رہی ہو ماہین؟ حنان ایسا نہیں ہے وہ تمہیں دھوکہ نہیں دے سکتا تم کو یقیناً کوئی غلط فہمی۔۔۔۔۔۔۔۔ "علی کی بات بیچ میں ہی رہ گ ئی کیونکہ حنان نے وہاں آکر اسکی بات کاٹ دی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

نہیں علی، تم خاموش رہو اور جو یہ کہہ رہی ہے اسے کہنے دو۔ آج میں بھی تو سنوں کے اسکے دل میں کتنا زہر بھرا ہے میرے خلاف" اسکی بات سن کر جہاں ماہین نے غصے سے رخ موڑ لیا تھا وہیں باقی دونوں حیرت سے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے

"ہوا کیا ہے تم دونوں کو آخر؟" علی نے پوچھا

"یہ تم اپنے دوست سے پوچھو کہ جس دن اسکا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اس رات یہ کہاں تھا اور کس کے ساتھ تھا؟"

"اس رات تو یہ ہمارے ساتھ تھا علی کے گھر" شہریار نے اسے جواب دیا تو ایک پل کے لئے حیران ہوئی لیکن اگلے ہی پل نفرت سے بولی

"اچھا!!! تو وہ لڑکی کون تھی جو اسکے ساتھ ہی اسکے گھر سے نکلی تھی؟ ہاں"

"وہ میری بہن تھی، مرجان۔ اور وہ یہاں تم سے ملنے آئی تھی۔ تمہیں اس دن پارٹی میں جانا تھا اس لئے تم میرے گھر نہیں آسکی اور وہ زیادہ دیر رک نہیں سکی تو تم سے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ملے بغیر ہی چلی گ ئی۔ تم نے۔۔۔۔۔۔اس شزا کی باتوں پر یقین کیا لیکن تمھیں میرے اوپر بھروسہ نہیں تھا۔ میں نے پورے آفس کے سامنے تمہیں انگوٹھی پہنائی تھی اس سے زیادہ اور کیا ثبوت دیتا میں تمہیں جو تم مجھ پر یقین کرتی؟" حنان غصے سے بول رہا تھا اور ماہین سانس لینا ہی بھول گ ئی تھی

"اور آج تمہاری وجہ سے میں اس حال تک پہنچ گیا ہوں کہ میرا پورا گھر تباہ ہوچکا ہے "

"میری وجہ سے۔۔۔۔؟" اس نے بمشکل حنان کے الفاظ دھرائے

"ہاں۔۔۔تمہاری وجہ سے، نہ تم مجھ پر شک کرتی نہ میں تمہارے پیچھے آتا، نہ میرا ایکسیڈینٹ ہوتا اور میں اپنے گھر والوں سے ڈیڑھ سال تک دور رہتا، نہ میری دادی مرتی اور نہ ہی میری بہن کھوتی۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے تمہاری جیسی لڑکی سے کبھی محبت کی تھی" ماہین کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہورہا تھا۔ اس نے آج پہلی مرتبہ حنان کو اتنی اونچی آواز میں بات کرتے ہوئے دیکھا تھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

”حنان۔۔۔۔تم چلو یہاں سے۔۔۔۔ تمہیں زیادہ غصہ نہیں کرنا چاہیے“ شہریار نے آگے بڑھ کر حنان کو تھاما اور اسے ساتھ چلنے کو کہا

”اسے کہہ دو شیری، دوبارہ مجھے اپنی شکل بھی نہ دکھائے“ وہ اپنے آپے سے باہر ہورہا تھا

”ماہین تم ابھی یہاں سے جاؤ پلیز۔۔۔۔“علی نے ماہین کو کہا پر وہ کچھ نہں سن رہی تھی

”ماہین چلو“ علی تقریباً گھسیٹتے ہوئے ماہین کو وہاں سے لے گیا

”ریلیکس حنان۔۔۔“شہریار نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا اور پھر پاس پڑے جگ سے اسکے لئے پانی نکالنے لگا

”میرا ہاتھ چھوڑو علی۔۔۔۔مجھے اس سے بات کرنی ہے“ لان میں آتے ہی ماہین نے علی سے اتنا ہاتھ چھڑوایا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

”کیا بات کروگی تم؟ اب کا بچا ہے بات کرنے کو؟“ علی ناچاہتے ہوئے بھی اپنا غصہ چھپا نہ سکا

”میں۔۔۔۔میں اس سے معافی مانگ لونگی“ ماہین کے آنسو چھلک پڑے

”معافی مانگنے سے کیا ہو جائے گا؟“ علی نے اسے روتے دیکھ کر اپنا لہجہ نرم کیا۔ جو بھی تھا وہ اسکے لئے بہنوں جیسی ہی تھی۔ وہ روتی رہی۔

”مجھے شروع سے ساری بات بتاؤ“ علی نے کہا تو ماہین نے شروع سے ساری بات بتا دی

”اف ماہین۔۔۔۔۔کیا میں نے اور شیری نے تمہیں بتایا نہیں تھا کہ شزا سے دور رہنا۔ شزا یونیورسٹی میں ہمارے ساتھ پڑھتی تھی مگر ہم سے جونئیر تھی، ایک آدھ بار حنان نے فریشر سمجھ کر اسکی مدد کردی تو اس نے اسکا بلکل ہی غلط مطلب لے لیا۔ ہر وقت حنان کے آگے پیچھے پھرتی رہتی تھی اوپر سے اس لڑکی کا کردار بھی کچھ مشکوک تھا۔ حنان نے پہلے اسے زبان سے سمجھایا کہ اسکی غلط فہمی دور ہو جائے لیکن وہ نہیں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سدھری پھر ایک دن یونیورسٹی کی ایک پارٹی میں اس نے سب کے سامنے حنان کو پرپوز کردیا، اور اسکا انداز اتنا گھٹیا تھا کہ حنان سمیت مجھے اور شہریار کو بھی غصہ آگیا تھا۔ اور حنان نے اسے تھپڑ مار دیا تھا۔ حلانکہ اسے ایک لڑکی پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیئے تھا لیکن کیا کرتا، اگر وہ اسے تھپڑ نہ مارتا تو پوری یونی میں وہ بدنام ہو جاتا کیونکہ سب جانتے تھے کہ شزا کیسی لڑکی ہے اور شزا الگ اسکے پیچھے لگ جاتی۔ حنان نے اسے تھپڑ مار کہ اس پر یہ واضح کردیا تھا کہ وہ اس کو کسی لائق نہیں سمجھتا لیکن اس نے سب کے سامنے حنان کو یہ دھمکی دی تھی کہ وہ اس سے بدلہ ضرور لے گی اور اس دن کے بعد وہ دوبارہ کبھی یونیورسٹی نہیں آئی" علی نے تفصیل سے ساری بات بتائی اور ماہین ساکت آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی

"ماہین !تم فکر نہ کرو ابھی حنان غصے میں ہے اس لئے ایسا کہہ رہا ہے۔ ہم کل لاہور جائے گے اور مجھے یقین ہے کہ وہاں ہمیں اسکی بہن مل جائے اور اسکا غصہ بھی اتر جائے گا تب تم بھلے اس سے معافی مانگ لینا" علی نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہوئے کہا۔ اسے ترس آرہا تھا اس لڑکی پر جو کچھ شنزا کی سازش اور کچھ اپنی بے وقوفی کے ہاتھوں اپنی ساری خوشیاں تباہ کر بیٹھی تھی

-----------------------*-----------

اسکے سامنے کھڑی گاڑی میں آگ لگی تھی اور آگ کے شعولے ہوا میں بلند ہوتے جارہے تھے۔ وہ چیخنا چاہتی تھی کسی کو مدد کے لئے بلانا چاہتی تھی مگر کوئی خوف تھا اسکے دل کے اندر جو اسے ایسا کرنے سے روک رہا تھا۔ وہ وحشت زدہ نظروں سے اس آگ میں جلتی گاڑی کو دیکھ رہی تھی جسکے اندر۔۔۔۔اسکا بھائی بھی جل رہا تھا

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ دماغ ماؤف ہورہا تھا۔ یہ خواب اسکا پیچھا نہیں چھوڑتے تھے۔ وہ اپنے بستر سے اٹھی اور چل کر کھڑکی کے نزدیک آئی۔ بہر ٹھنڈ تھی لیکن وہ پھر بھی گرمی محسوس کرہی تھی۔ دماغ میں ایک ہی منظر چل رہا تھا، جلتی گاڑی اور اس میں جلتا اسکا بھائی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہمیں معاف کردیں بھیا۔۔۔۔ہم آپکو بچا نہ پائے۔ ہم وہیں تھے بھیا، لیکن ہم آپ کے لئے کچھ نہ کرسکے" وہ رو رہی تھی اور اکیلے ہی اکیلے بولتی جا رہی تھی۔ دماغ پر دباؤ بڑھتا ہی جارہا تھا

بھیا۔۔۔۔۔ہم جب کچھ بھی نہیں کر پائے آپ کے لئے تو ہمیں بھی زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں" وہ تیزی سے کہتے ہوئی سائیڈ ٹیبل کے دراز کے پاس آئی اور اس میں سے نیند کی گولی کی شیشی نکالی

ھم۔۔۔۔۔ہم جان لیں لے گے اپنی" اس نے کہتے ہوئے شیشی میں موجود ساری دوائی کھالی اور اپنے بیڈ سے ٹیک لگا کر زمین پر بیٹھ گ ئی

ہاں۔۔۔۔۔۔ہمیں مر جانا چاہیے۔"وہ کہہ رہی تھی۔آہستہ آہستہ اسکا دماغ غنودگی کی حالت میں جانے لگا۔ اور وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوگ ئی

----------*--------------*-----------*

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"فاطمہ بیٹی۔۔۔۔۔مجھے تم سے یہ کہنا تھا کہ وہ پچھلے دنوں رضیہ اپنے بیٹے کے لئے تمہارا رشتہ مانگا تھا" فاطمہ کھانے کی میز پر بیٹھی تھی جب اسکی امی نے اسے مخاطب کیا۔

"تو آپ نے انہیں میرے بارے میں سب کچھ بتادیا؟" فاطمہ نے بے تاثر لہجے میں پوچھا

"نہیں۔۔۔ میں نے کچھ نہں بتایا۔ اگر بتا دیتی تو یہ بھی تمہارے پچھلے رشتوں کی طرح واپس لوٹ جاتے" اسکی امی نے کہا

"تو پھر میں کیا کر سکتی ہوں؟"

"بیٹا انہیں سب بتانا ضروری تو نہیں ہے نہ۔۔۔۔۔میں چاہتی ہوں جلد ہی تمہارے فرض سے فارق ہو جاؤ اور پھر سعد کے پاس اینگلینڈ چلی جاؤ ں" وہ سادگی سے کہہ رہیں تھیں پھر بھی انکی بات فاطمہ کے دل پر لگی تھی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"میں جانتی ہوں کہ آپ مجھ سے تنگ آگ ئی ہیں۔ امی آپ سعد بھائی کے پاس چلی جائے میں اپنا خیال خود رکھ لونگی" فاطمہ کی بات پر وہ تڑپ گ ئی

"کس طرح کی بات کر رہی ہو؟ بیٹیاں ماں باپ پر بوجھ تھوڑی ہوتی ہیں۔ کون ماں نہیں چاہتی کہ اسکی بیٹی اپنی گھر کی ہو جائے؟ میں بھی تو بس یہی چاہتی ہوں"

"تو امی میں نے کون سا شادی کرنے سے منع کیا ہے؟ میں نے تو بس اتنا کہا ہے کہ آپ جس سے بھی میرا رشتہ تہہ کریں اسے میرے بارے میں سب کچھ معلوم ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ میں جھوٹ بول کر ایک انسان کو دھوکہ دوں۔ اور اگر میں ایسا کر بھی دوں تو امی سچ کب تک چھپا رہتا ہے؟ کل کو دسے کسی اور کے ذریعے معلوم ہو جائے تو کیا آپ کو اچھا لگے کا آپکی بیٹی طلاق کا داغ لگا کر آجائے" اس نے کہا تو اسکی امی ایک لمحے کے لئے خاموش ہوگ ئی

"ٹھیک ہے بیٹا جیسا تم چاہوگی ویسا ہی ہوگا۔ میں رضیہ کو سب بتا دونگی۔ "انہوں نے کہا اور کھانے کی ٹیبل سے اٹھ کر چلی گ ئی جبکہ فاطمہ سر جھکائے وہیں بیٹھی انکی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بارے میں سوچتی رہی۔ اسے وہاں بیٹھے ناجانے کتنا وقت گزرا تھا جب اسنے نظریں اٹھائی اور وہ ساکت رہ گ ئی۔ آس پاس کی تمام چیزیں غائیب ہو گ ئی تھیں۔ وہ کمرہ ایک کالکوٹھری میں تبدیل ہو چکا تھا۔ فاطمہ کے دونوں ہاتھ زنجیروں میں جکڑیں ہوئے تھے۔ اس کوٹھری میں بے انتہا اندھیرا تھا بس ایک روشن دان تھا جہاں سے تھوڑی بہت روشنی آرہی تھی۔ اسے اپنے جسم میں کمزوری محسوس ہورہی تھی۔ اس نے اپنا سر اٹھانا چاہا پر کمزوری کے باعث وہ ہل بھی نہ پائی۔ اس نے اپنے ہاتھ ہلانے کی کوشش کی مگر زنجیروں میں جکڑے ہونے کے باعث ہاتھ ہلنے کے بجائے الٹا مزید زخمی ہوگئے۔ تھک کر اس نے یہ کوشش ہی چھوڑ دی

فاطمہ۔۔۔۔۔فاطمہ !کیا ہوگیا ہے بیٹا تم کب سے یہیں بیٹھی ہو" زہرہ " بیگم)فاطمہ کی امی (نے آکے اسے ہلایا تو وہ ہوش میں آئی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کچ۔۔۔کچھ نہیں امی۔۔۔۔بس جا ہی رہی تھیں" اس نے جلدی سے کہا اور " اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب چل پڑی۔ زہرہ بیگم خاموشی سے وہاں سے چلی گ ئی وہ جانتی تھی کہ فاطمہ اکثر اسی طرح بیٹھے بیٹھے کہیں کھو سی جاتی ہے۔

----------------------*-----------

وہ مرے مرے قدموں سے اپنے گھر میں داخل ہوئی اور اندر داخل ہوتے ہی صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھ گ ئی۔ ذہن میں بار بار علی کی باتیں اور حنان کی نفرت آمیز گفتگو چل رہی تھی۔ پتہ نہیں اسکے دل میں کیا آیا کہ اس نے اتنا موبائل نکالا اور شزا کو کال ملادی

ہیلو۔۔کون؟" دوسری طرف سے شزا کی آواز سنائی دی "

کیوں جھوٹ بولا تم نے مجھ سے؟ کیوں کی میری زندگی برباد؟" ماہین نے " " چھوٹتے ہی پوچھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اوہ۔۔۔۔۔تم ہو ماہین۔ کیسی ہو؟" اس نے ماہین کی آواز پہچانتے ہوئے کہا "

میں نے تم سے جو پوچھا ہے اسکا جواب دو" ماہین دھاڑی "

میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ میں نے بس ایک جھوٹی کہانی سنائی تھی تمہیں جس "

" پر یقین کرنا یا نہ کرنا تمہارے اختیار میں تھا۔ مجھے بلیم مت کرو

" کیا بگاڑا تھا میں نے تمہارا؟ کیا دشمنی تھی میری تمہارے ساتھ؟ "

اوہ بے بی۔۔۔۔۔۔تم سے کس نے کہا کہ میری دشمنی تمہارے ساتھ تھی؟ میری "
دشمنی تو اس حنان کے ساتھ تھی، اس نے مجھے بھری محفل میں تھپڑ مارا تھا۔ بس
اسی کا بدلہ لیا ہے میں نے اور ویسے بھی تم تو اس سے محبت کرتی تھی ناں۔۔۔ تو اس
پر بھروسہ کیوں نہیں کیا میں نے تمہارے سر پر گن رکھ کر نہیں کہ تھا کہ حنان سے
منگنی توڑ دو" شزا نے اسکے منہ پر طمانچہ مارا تھا۔ اور فون کاٹ دیا تھا۔ ماہین نے اپنا
سر پکڑ لیا۔ اب اسے وہ رات یاد آرہی تھی۔ حنان اور اسکی بہن مرجان جس کا چہرہ وہ
دیکھ نہ پائی تھی، انکی باتیں یاد آرہیں تھی۔ وہ کوئی ایسی قابل اعتراض گفتگو تو نہ کر رہے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تھے کہ ان پر شک کیا جاتا۔ ایک بھائی اپنی بہن سے وعدہ لے رہا تھا کہ وہ اس سے ملنے دوبارہ آئے گی۔ اور ایک بہن اپنے بھائی سے لاڈ اٹھوارہی تھی۔ یہ کوئی ایسی قابل اعبراض بات نہ تھی پھر وہ کیسے حنان پر اتنا بڑا الزام لگا گ ئی؟ اگر اس نے تھوڑا تحمل سے کام لیا ہوتا تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا ۔ لیکن وہ کیوں تحمل سے کام لیتی اسکی آنکھوں پر تو شک کی پٹی بندھ گ ئی تھی۔ ماہین دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر رو پڑی۔

-------------------------*----------

"چلو حنان، اٹھو اور اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو" علی نے حنان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ وہ بہت غصہ تھا اور شہریار اور علی نے بہت مشکلوں سے اسے قابو کیا تھا۔

"ہاں۔۔۔۔چلا جاؤ نگا ابھی تھوڑی دیر میں، تم لوگ بھی اب گھر جا کر آرام کرو" حنان نے کہا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پہلے تو ہماری آنکھوں کے سامنے اپنے کمرے میں جا، بیڈ پر لیٹ اور چادر اوڑھ کر سوجا۔ جب ہمیں یقین ہو جائے گا کہ تو سچ میں سوگیا ہے تب ہم جائیں گے۔ ورنہ تیرا بھروسہ نہیں، ساری رات یہیں بیٹھے بیٹھے گزار دے" شہریار نے کہا تو وہ مسکرایا

"اچھا ٹھیک ہے جا رہا ہوں میں"

دوائی لے لینا بلکہ نہیں۔۔۔تو رک میں تیرے ساتھ آرہا ہوں ورنہ تو بنا دوا کھائے ہی سو جائے گا" علی نے کہا اور اسکے پیچھے چلنے لگا۔ وہ دونوں کسی بچے کی طرح اسکا خیال رکھ رہے تھے۔ حنان اور علی ابھی کمرے میں پہنچے بھی نہیں تھے کہ شہریار کا موبائل بجنے لگا۔ اس نے فون اٹھا کر کان سے لگایا

جی چاچو بولیں۔۔۔۔۔۔۔کیا؟ یہ کا کہہ رہے ہیں آپ؟" وہ تقریباً چیختے ہوئے بولا تھا، حنان اور علی رک کر اسے دیکھنے لگے

اچھا کون سے ہوسپٹل میں ہے وہ اس وقت؟۔۔۔۔۔۔جی، ٹھیک ہے۔ میں بس ابھی آرہا ہوں" اس نے کہتے ساتھ ہی فون کاٹا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کیا ہوا شیری؟ سب خیریت؟" حنان نے دس سے پوچھا "

نہیں وہ۔۔۔۔ شہزاد ہسپتال میں ہے" اس نے پریشانی سے کہا "

کیا اس نے پھر سے۔۔۔۔۔۔"علی نے بات ادھوری چھوڑ دی لیکن شہریار اسکی "

ادھوری بات کا مطلب بھی سمجھ گیا تھا

ہاں۔۔۔"اس نے کہا اور باہر کی جانب دوڑ پڑا۔ کسی کو پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی "

کہ شہزاد کو کیا ہوا ہے، سب جانتے تھے کہ اس نے پھر سے خودکشی کی کوشش کی ہے

ہمیں بھی اسکے ساتھ جانا چاہیے" علی نے کہا اور وہ اور حنان بھی شہریار کے پیچھے "

چل پڑے

--------*----------------*-----------*

Dont copy paste without permission

کھو_گئے_ہو_کہاں#

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

از ژیلہ ظفر

تیسرا حصہ

"چاچو !کیسی ہے شہی ؟ کوریڈور میں کھڑے ارتضٰی صاحب کو دیکھتے ہی شہریار نے پوچھا

"پتہ نہیں بیٹا۔ ابھی تک ڈاکٹرز اندر ہے ہیں کچھ بتا ہی نہیں رہیں" انہوں نے کہا

"میں پوچھتا ہوں" اس نے کہا اور اس سے پہلے کے وہ کمرے کی طرف بڑھتا ڈاکٹرز خود ہی باہر آگئے

"شی از آل رائیٹ ناؤ !ہم نے معدہ واش کردیا ہے۔ اب وہ خطرہ سے باہر ہیں۔ ہاں !انہیں ہوش میں آنے میں تھوڑا ٹائیم لگے گا۔ "ڈاکٹر نے بتایا اور آگے بڑھ گیا۔

ارتضٰی صاحب وہیں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد شہزاد کو روم میں شفٹ کردیا تو وہ اس سے ملنے چلے گئے البتہ شہریار وہیں کھڑا رہا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ابھی تک سائی کاٹرسٹ بھی اسکا مسلہ نہیں سمجھ پائے کیا؟" حنان نے شہریار سے پوچھا

"سائی یکاٹرسٹ تب سمجھیں گے نہ جب وہ کچھ بولے گی۔ پر وہ تو ڈاکٹر کے سامنے جا کہ ایسی بن جاتی ہے جیسے اسکو کچھ بولنا ہی نہ آتا ہو۔ ڈاکٹرز نے اسے ڈائری بھی دے دی کہ اگر تم منہ سے نہ بتانا چاہو تو اس میں لکھ دو۔ مگر وہ اس میں بھی کچھ نہیں لکھتی اب تم ہی بتاؤ اسطرح کیسے اسکا علاج ہوگا؟" شہریار نے بتایا تو وہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوگیا پھر چند ایک ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد وہ لوگ چلیں گئے۔

"چلوچلو اب آپ بھی گھر جائے" ان کے جانے کے بعد وہ کمرے میں آیا اور ارتضی صاحب سے کہا شہزاد کی طرف اس نے دیکھا بھی نہیں۔

"لیکن بیٹا۔۔۔۔۔۔"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

لیکن ویکن کچھ نہیں اب آپ گھر جارہے ہیں اور صبح آجائی گا بھلے سے" اس نے کہا تو انہیں ماننا ہی پڑا۔ ان کے جانے کے بعد شہریار روم میں رکھے کاؤچ پر بیٹھ گیا اور موبائل ہاتھ میں لئے اس میں کچھ دیکھنے لگا۔ وہ شہزاد کو مکمل نظرانداز کر رہا تھا اور یہ بات شہزاد نے نوٹ کرلی تھی

"شیری-----"! شہزاد نے پکارا۔

"ہونہہ----"اس نے نظریں اٹھائے بغیر کہا۔

"شیری آپ ہم سے ناراض ہیں نہ"

"نہیں میں کیوں تم سے ناراض ہونگا۔ میرا کیا حق بنتا ہے تم پر۔ اور ناراض ہو بھی گیا تو کون سا میری ناراضگی کی کوئی اہمیت ہے تمہارے نزدیک" اسکی بات پر وہ تڑپ گئی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"ایسے مت کہیں شیری۔۔۔ہمارے لئے آپ بہت اہم ہیں بلکہ سب سے زیادہ اہم ہیں"

"جھوٹ۔۔۔اگر تمہارے نزدیک میری کوئی اہمیت ہوتی تو تم اپنی جان لینے کی کوشش نہ کرتی حالانکہ تم نے پچھلی بار مجھ سے وعدہ کیا تھاکہ تم ایسی کوئی حرکت دوبارہ نہیں کروگی۔ تمہاری جان تمہارے لئے اہم ہو نہ ہو مگر میرے لئے اور چاچو کے لئے ہے۔ لیکن تمہیں اس بات سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا" اس نے بے حد سخت لہجے اور اونچی آواز میں کہا تو شہرذاد ساکت رہ گئی وہ پہلی بار اس پر چلا رہا تھا

"ہمیں معاف کردیں۔ ہم جان بوجھ کر ایسا نہیں کرتے بس وہ بھیا۔۔۔۔ "شہریار نے اسکی بات کاٹ دی

"کیا بھیا؟ جس انسان کو مرے ہوئے اتنا عرصہ ہو چکا ہے اسکی خاطر تم اپنی جان دینا چاہتی ہو۔ اور جو لوگ زندہ ہیں انکی کوئی ویلیو ہی نہیں تمہارے نزدیک؟ کیوں کرتی ہو

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تم ایسا؟ تمہیں ایک بار بھی میرے خیال نہیں آتا؟" آخر میں اسکا لہجہ نم ہوگیا وہ شاید رو دینے کو تھا۔ شہزاد کا دل کٹ گیا۔

" ہم آئندہ ایسا نہیں کریں گے "

اب تم جو بھی کرو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی " وہ سرد لہجے میں کہتا باہر نکل گیا "

شیری۔۔۔۔شیری ہماری بات تو سن لیں۔۔۔شیری۔۔۔۔"وہ پیچھے سے اسے " پکارتی رہی پر وہ نہیں رکا۔ زندگی میں پہلی بار شہریار نے اسے ڈانٹا تھا، اس پر غصہ ہوا تھا۔ اور زندگی میں پہلی بار اس سے ناراض ہوا تھا یہی بات اب شہزاد کے جان پر بن گ ئی تھی

*___________*_____________*__________

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اگلے دن شہزاد ڈسچارج ہوکر گھر آگئ ی اور علی اور حنان بھی لاہور کے لئے نکل گئے۔

شہریار نھیں جاسکا زبان سے وہ لاکھ شہزاد سے ناراض ہو مگر اسے اسکی فکر تھی جبھی وہ ان دونوں کے ساتھ نہیں گیا۔ اس وقت وہ اپنے آفس میں تھا جب اسکے پاس مصطفیٰ صاحب کی کال آئی

اسلام و علیکم !کیسا ہے میرا بیٹا؟" اس آواز میں نہ جانے کیسا جادو ہوتا تھا کہ وہ " اپنی ساری پریشانی ہی بھول جاتا تھا

" آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے ڈیڈ کے مجھے کس وقت آپکی ضرورت ہوتی ہے ؟ "

اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو وہ ہنس دیئے

گدھے !باپ ہوں تمہارا۔ تمہارے دل کی آواز سن لیتا ہوں" انہوں نے محبت " سے کہا

" شہزاد کی وجہ سے پریشان ہو "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"جی ڈیڈ۔۔۔۔ "

"اللہ اس بچی کو صحت دے" وہ کافی دیر تک شہریار سے بات کرتے رہے پھر کہیں جاکے انہوں نے فون رکھا۔ ان سے بات کرنے کا یہ نتیجا نکلا کے شہریار تھوڑی دیر کے لئے اپنی ساری پریشانی بھول گیا

--------------------------*-------------

وہ سب سے پہلے قبرستان گیا اور اپنی دادی کی قبر ڈھونڈتے ہوئے اس تک پہنچا۔ وہ آخری بار انکا چہرہ بھی نہ دیکھ پایا تھا۔ قبر پر کھڑے ہو کر اس نے انکی مغفرت کی دعا مانگی اور پھر علی کے ساتھ اپنے گھر گیا جو کہ اب کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا تھا۔

"کیا کرنا ہے حنان؟" وہ اپنے جلے ہوئے گھر کو دیکھ رہا تھا جب علی نے اس سے پوچھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"ہمارے پڑوس میں ایک انکل رہتے ہیں اور ان کی ہم سے کافی اچھی بات چیت ہے۔ ہو سکتا ہے انہیں کچھ معلوم ہو" حنان نے کہا

"ٹھیک ہے پھر پہلے وہیں چلتے ہیں" علی نے آنکھوں پہ گاگلز لگائے اور برابر والوں کے گھر کے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ دو بار بیل بجانے کے بعد ایک ضعیف سے آدمی باہر آئے اور حنان کو دیکھ کر چونک اٹھے۔

"حنان بیٹا تم۔۔۔۔۔۔تم زندہ ہو؟" وہ تیزی سے آگے بڑھیں اور اسکے گلے لگ گئے وہ بار بار اسکا چہرہ دیکھتے تھے جیسے اسکے زندہ ہونے کا یقین کررہے ہوں۔

"کہاں چلے گئے تھے تم؟ تمہارے جانے کے بعد تو تمہارے گھر والوں پر قیامت ٹوٹ پڑی تھی" وہ آنسو پونچھتے ہوئے اس سے الگ ہوئے

"میں آپ سے وہی بات کرنے آیا ہوں۔ کیا میں اندر آسکتا ہوں" اس نے ان سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو انھوں نے سائیڈ پر ہوکر ان دونوں کو اندر آنے کا راستہ دیا اور انہیں ڈرائی نگ روم میں لے آئے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بیٹا کیا لو گے" انہوں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا "

کچھ بھی نہیں انکل مجھے بس آپ یہ بتائے کے مرجان کے بارے میں آپ کو کچھ معلوم ہے کیا؟" اس نے بے چینی سے پوچھا

"ہاں----- "

" کیا معلوم ہے؟ کہاں ہے وہ؟ "

اسے بشارت کا بھائی اٹھا کر لے گیا ہے" اسکے پیروں تلے زمین نکل گ ئی "

کیا------؟" وہ بس اتنا ہی کہہ پایا "

دراصل بشارت ایک غنڈہ تھا اور مرجان سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ اس نے حنان کو دھمکی دی تھی کہ سیدھی طرح اپنی بہن کی شادی مجھ سے کروادو ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ لیکن تب وہ حنان کو جانتا نہیں تھا۔ حنان نے اپنے وہ اثر رسوخ استعمال کئے کہ وہ منہ بند کرکے بل میں چھپ گیا اور پھر اس کی دوبارہ مرجان پر نظر ڈالنے کی بھی ہمت نہیں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہوئی۔ پھر جس دن حنان کا ایکسیڈنٹ ہوا اس دن میڈیا پہ یہ خبر چل گ ئی کہ حنان شاہ حادثے میں جاں بحق ہوگیا ہے۔ بس پھر کیا تھا اس کے دل سے سارا خوف اڑن چھو ہوگیا۔ اب اسے مرجان سے شادی نہیں کرنی تھی بس اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کو مرجان کو اٹھوانے کا حکم دے دیا۔ بشارت کا بھائی اپنے بندوں کے ساتھ ایک رات ان کے گھر میں کود پڑا اور زبردستی مرجان کو اپنے ساتھ لے جانے لگا۔ اسکی دادی مزاحمت کرنے کے لئے بیچ میں آئی یں تو اس کے ایک بندے نے انہیں اتنی زور سے دھکا دیا کہ وہ گر پڑیں اور انکا سر دیوار سے ٹکرا گیا۔ بشارت کے بھائی نے پورے محلے کے سامنے مرجان کو گاڑی میں ڈالا اور اسے ساتھ لے گیا۔ پیچھے اسکے بندوں نے حنان کے گھر کے چاروں جانب پیٹرول چھڑک کر آگ لگا دی۔ اس ستم ظریفی پر وہاں کھڑے لوگوں نے اف تک نہیں کیا کیونکہ انہیں اپنی جان اور عزت پیاری تھی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"وہ۔۔۔۔۔۔وہ میری بہن کو۔۔۔۔۔۔میری مرجان کو سب کے سامنے سے اٹھا کر لے گیا اور کسی نے۔۔۔۔۔۔کسی نے کچھ بھی نہیں کیا" صدمے کی شدت سے اسکے منہ سے الفاظ نہیں نکل پارہے تھے۔ قریب تھا کہ وہ رو دیتا۔

"بیٹا مجھ بوڑھے میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ انہیں روکتا میں کیا کرتا؟" وہ شرمندہ شرمندہ سے کہہ رہے تھے۔ حنان ایک جھٹکے سے اٹھا اور وہاں سے باہر نکل گیا۔

"آپ کے تعاون کا شکریہ انکل" علی نے ان کا شکریہ ادا کیا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ باہر آیا تو دیکھا کہ حنان ایک ہاتھ گاڑی پر رکھے گہری گہری سانس لیتا خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ علی نے اسکے پاس جاکر اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا

"حنان تمہیں بشارت کا گھر معلوم ہے کیا؟"

"ہاں۔۔۔۔۔۔"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ٹھیک ہے ہم ابھی اسکے گھر جائے گے اور چاہے اسکے ساتھ جو بھی سلوک کرنا پڑے ہم مرجان کو لئے بغیر واپس نہیں آئے گے"

"ہاں۔۔۔ٹھیک ہے ابھی چلو" حنان نے کہا اور وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ گئے

---------------------------*----------

"کیا سوچ رہی ہے ہماری بٹیا۔۔۔"وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی جب ارتضٰی صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پیار سے پوچھا

"بابا ہم شیری کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے پچھلے دو دنوں سے انہوں نے ہم سے کوئی بات نہیں کی۔ نہ ہی ہمیشہ کی طرح گھر آتے ہی ہمارے بارے میں پوچھا۔ وہ ہم سے سخت خفا ہیں بابا"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تو بیٹا آپ انہیں منا لیں" انھوں نے شہزاد کو مشورہ دیا۔ وہ کافی عرصے بعد اپنے مرے ہوئے بھائی کے علاوہ بھی کسی اور کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ یہ ایک اچھی بات تھی۔

"ہم کوشش تو کررہے ہیں بابا۔۔۔ پر کیا کریں وہ ہماری کوئی بات سننے کو تیار ہی نہیں ہیں" اس نے بے بسی سے کہا تو وہ خاموش ہوگئے تھوڑی دیر بعد اس خاموشی کو شہزاد نے توڑا

"بابا۔۔۔۔۔اگر ہم کسی کی جان لے لیں، مثال کے طور پر آپ کے بھائی کی جان لے لیں اگر تو کیا آپ ہمارا ساتھ دیں گے" اس کے پراسرار سے لہجے نے انکے رونگھٹے کھڑے کردیئے

"شہزاد بیٹا یہ کیسی باتیں کررہی ہیں آپ؟"

"نہیں دیں گے ناں۔۔۔ہمیں پتہ تھا" وہ عجیب سے لہجے میں ہنسی تھی ارتضٰی صاحب دم سادھے اسے دیکھ رہے تھے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ اگر ہم کسی کی جان لے لیں اور اسکے جرم میں ہمیں پھانسی کی سزا ہو جائے تب بھی شہریار اس دنیا میں وہ واحد انسان ہونگے جو آخری وقت تک ہمارا ساتھ دی گے۔ "وہ سانس لینے کو رکی اور پھر سے گویا ہوئی "وہ ایسی ہی اندھا دھند محبت کرتے ہیں ہم سے، ہم اگر غلط بھی ہوں نہ تب بھی وہ ہم سے ناراض تو ہوجائے گے مگر ہمارا ساتھ دینا نہیں چھوڑے گے اور ہم سے محبت کرتے رہیں گے۔ پھر چاہے ساری دنیا ہی کیوں نہ انکے خلاف کھڑی ہوجائے" وہ پھر سے رکی اور چہرہ اٹھا کر اپنے باپ کو دیکھا جو اسے مشکوک نظروں سے دیکھ رہے تھے "کیا آپ کرتے ہیں ہم سے اتنی محبت؟" اس نے پوچھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتے شہریار گھر میں داخل ہوا۔

"اسلام و علیکم" اس نے گھر میں داخل ہوتے ہی سب کو سلام کیا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"بیٹا ہم سونے جارہے ہیں آپ شہریار کو کھانا دے دی گا" ارتضٰی صاحب اسے ہدایت دیتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب چل پڑے۔ شہزاد کی باتوں نے انکا دماغ الجھادیا تھا۔ جب تک شہزاد نے ٹیبل پر کھانا لگایا تب تک شہریار بھی چینچ کر کے آگیا تھا۔ وہ کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھا اور ڈائی ننگ ٹیبل پر رکھی ڈشز سے کھانا نکالنے لگا۔ شہزاد کو وہ مکمل نظر انداز کر رہا تھا

"شیری۔۔۔آپ کا کام کیسا جا رہا ہے؟" اس نے بات کرنے کی غرض سے پوچھ لیا

"ٹھیک" مختصر سا جواب دے کر وہ کھانے میں ہی مصروف رہا

"اچھا کل ہمیں ایک ایگزیبیشن میں جانا ہے کیا آپ ہمارے ساتھ چلیں گے؟ آپ کو تو پتہ ہے ناں کہ ہم اکیلے۔۔۔۔۔۔۔"

"مجھے کل بہت سے کام ہیں میں نہیں جا سکتا" شہریار نے اسکی بات کاٹتے ہوئے کہا اور اٹھ کر سنک میں برتن رکھنے لگا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" شیری ہم جانتے ہیں کہ آپ ہم سے ناراض ہیں۔ اب بس بھی کردیں "

میں نہیں ہوں تم سے ناراض" اس نے بے تاثر لہجے میں کہا "

تو پھر آپ ہم سے پہلے کی طرح کیوں نہیں بات کرتے؟" شہریار نے کوئی جواب نہ دیا "

شیری۔۔۔۔کیوں کر رہے ہیں آپ ہمارے ساتھ ایسا؟" اس نے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا "

مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی ہے شہی۔۔۔۔جاؤ جاکر سو جاؤ" اس نے سنجیدگی سے کہا اور اپنے کمرے کی جانب چل دیا اور شہزاد اس کو روئی روئی آنکھوں کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی "

-----------------------*----------

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ دونوں بشارت کے گھر میں داخل ہوئے گارڈ نے ان دونوں کو روکنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہیں رکے اور اندر داخل ہوگئے۔

" اے۔۔۔کون ہو تم" اندر صوفے پر بیٹھے بشارت کے بھائی نے علی کو دیکھتے ہوئے کہا لیکن اس نے آگے بڑھ کر بشارت کے بھائی کو گریبان سے پکڑ کر کھڑا کیا اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ بھی بولتا اس نے اسکے منہ پر ایک گھونسا دے مارا۔ اس نے غصے سے کچھ کہنا جاہا پر پیچھے سے آتے حنان کو دیکھ کر اسکی بولتی بند ہوگ ئی

" تت۔۔۔۔تم زندہ۔۔۔۔کیسے؟" اس نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔ کسی گارڈ میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ حنان کو کچھ بھی کہہ پاتے کیونکہ وہ حنان کی پہنچ اور اثر رسوخ سے اچھی طرح واقف تھے

" میری بہن کہاں ہے؟" حنان نے اسکے منہ پر ایک زور کا گھونسا مارا جس سے وہ صوفے پر ڈھے گیا۔ اسکے منہ سے خون کی ایک باریک لکیر بہہ نکلی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"مم۔۔۔مجھے نہیں معلوم" اس نے کہا تو علی نے اسے الٹے ہاتھ کا تھپڑ رسید کیا۔

"میں۔۔۔سچ کہہ ۔۔۔۔۔۔رہا ہوں مجھے نہیں پتہ" علی اور حنان نے اس پر تھپڑوں اور گھونسوں کی بارش کردی تھی۔ اسکے بندے وہاں سے کھسک گئے تھے اور گارڈز خاموش کھڑے تھے اور وہ خود اپنے دفاع میں کچھ نہیں کرپارہا تھا۔ جب ان دونوں نے مار مار کر اسکا برا حال کردیا تو اس نے ان کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے

"پلیز۔۔۔۔۔۔مجھے مت مارو۔۔۔۔۔۔۔میں سب بتاتا ہوں" اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا تو ان دونوں نے اسے چھوڑ دیا

"میں نے اسے یہاں سے اٹھوا کر کراچی بھجوا دیا تھا بشارت بھائی کے پاس۔ بشارت بھائی کا لڑکیوں کو باہر ملک اسمگل کرنے کا کاروبار ہے۔ وہ پہلے ہی تمہاری بہن کا سودا کر چکے تھے۔ لیکن جس دن اسے ان لوگوں کے حوالے کرنا تھا ٹھیک اسی دن بشارت بھائی کے گھر پر پولیس نے چھاپہ مارا اور انہیں اور وہاں موجود تمام لڑکیوں کو پولیس گرفتار

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کرکے لے گ ئی۔ بشارت بھائی تو ایک ہفتے بعد ہی جیل سے فرار ہوکر دب ئی بھاگ گئے لیکن وہاں موجود لڑکیوں کے بارے میں مجھے کوئی معلومات نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے بس اتنا ہی پتہ ہے" اس کی تمام بات سن کر حنان کا سر گھوم گیا۔ وہ چکراتے سر کے ساتھ ہی وہاں سے باہر نکل گیا۔ علی نے ایک اور تھپڑ اسکے منہ پر مارا تو وہ بے ہوش ہوگیا۔ اس نے ایک اسکے گرے ہوئے وجود پر ایک ٹھوکر ماری اور وہاں سے باہر آگیا- باہر حنان غصے سے پاگل ہورہا تھا۔ اسکے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے؟ غصے میں اس نے دو تین بار گاڑی کے بونٹ پہ لات ماری، اس سے پہلے کے وہ خود کو کوئی نقصان پہنچاتا علی اسکے پاس پہنچا۔

"حنان۔۔۔۔۔ حوصلہ کرو یار۔۔۔۔" علی نے اسے پکڑ کر گاڑی سے دور کیا

"کیسے حوصلہ کروں؟۔۔۔۔علی۔۔۔۔میرے بہن" وہ اپنا ضبط کھو رہا، آنکھوں سے آنسو نکل پڑیں تھے علی نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔ وہ رونے لگا تھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"حنان پلیز یار۔۔۔ایسے تو مت کرو۔ ہم واپس کراچی جائے گے۔ شہریار کے چاچو سے مدد لیں گے وہ شہر کے ڈی آئی جی ہیں۔ تمام پولیس اسٹیشن میں جائے گے جو ہم سے ہو سکا وہ کریں گے بس تم ہمت مت ہارو" علی اسے تسلیاں دے رہا تھا اور اس وقت وہ بس یہی کر سکتا تھا

*____________*____________*________*

ڈاکٹر صاحب کافی دیر سے عابد محمد کی ٹیسٹ رپورٹ اور ایکسرے کا مطالعہ کر رہے تھے۔ بلآخر انہوں نے نظریں اٹھائی اور اپنے سامنے بیٹھے عابد صاحب کو دیکھا

"مجھے اسی بات کا شک تھا۔ آپ کا ٹیومر پھیل کر دماغ میں ایسی جگہ پر آگیا ہے جہاں سے اسے سرجری کر کے نکالا گیا تو آپ کی جان جانے کے نوّے فیصد چانسز ہیں۔" ڈاکٹر صاحب روکے پھر بولے "اور اگر نہ نکالہ تو آپ اس ٹیومر کے ساتھ زیادہ دن سروائیو نہیں کر پائیں گے "

"کتنا وقت ہے میرے پاس؟" بنا کوئی تاثر دیئے انہوں نے پوچھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بمشکل چار ہفتے، شاید اس سے زیادہ سروائیو نہ کر پائے آپ۔ باقی جو اللہ کو منظور ہو" ڈاکٹر نے انکے سر پر بم پھاڑا تھا۔ کچھ لمحے تک کمرے میں خاموشی چھائی رہی پھر عابد صاحب جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے

"ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب، بہت شکریہ آپ کا" وہ جانے کے لئے مڑے

"آپ اپنے بیٹے کو بتا کیوں نہیں دیتے اتنی بیماری کے بارے میں؟" ڈاکٹر صاحب کی آواز پر ان کے قدم تھمے

"نہیں بتا سکتا، مجھے اسکی محبت چاہیے ہمدردی نہیں۔ اب بس میں یہی چاہتا ہوں کہ مرنے سے پہلے میرا بیٹا مجھے معاف کردے" انہوں نے کہا اور روم سے باہر نکل گئے۔ ڈاکٹر صاحب افسوس سے انہیں جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

----------*-------------*-----------*

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے صوفے پر بیٹھا تھا۔ کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ زندگی میں کبھی شہزاد سے ناراض نہیں ہوا تھا لیکن اب اس سے ناراض ہو کر وہ خود بھی خوش نہیں تھا۔ بار بار اسکی روئی روئی آنکھیں یاد آرہی تھیں۔ تب ہی اسکا موبائل بجنے لگا۔ اس نے بغیر دیکھے ہی کال ریسیو کرلی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کس کی کال ہوگی

کیسا ہے میرا شہزادہ؟" محبت میں ڈوبی آواز شہریار کے لئے کسی مرہم کا کام کرگئی تھی "

ٹھیک ہوں ڈیڈ" اس نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا "

" کیا بات ہے بیٹے؟ آج پھر پریشان لگ رہے ہو "

" کوئی بھی بات نہیں ہے میں ٹھیک ہوں "

ابھی تک ناراض ہو شہزاد سے؟" اس نے کوئی جواب نہیں دیا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اس سے ناراض ہو اور خود بھی خوش نہیں ہو۔ صیح کہا نہ میں نے؟" وہ ان سے کچھ نہیں چھپا سکتا تھا

ہاں۔۔۔۔"اس نے مختصر سا جواب دیا

" تو پھر ختم کرو یہ ناراضگی، جب تم خود اس پرسکون نہیں ہو تو "

نہیں ڈیڈ۔۔۔۔یہ اسکے لئے ضروری ہے۔آپ جانتے ہیں میں جب سے اس سے ناراض ہوں تب سے اس نے پہلے کی طرح ہر کام میں دلچسپی لینی شروع کی ہے صرف مجھے منانے کی خاطر۔ دو دن سے کھانا بھی اسی نے پکایا ہے، میری واڈروب بھی اسی نے سیٹ کی اور آج تو کسی ایگزیبیشن میں بھی جانے کی بات کررہی تھی۔ وہ زندگی کی " معمولات میں حصہ لے رہی ہے ڈیڈ

ہونہہ۔۔۔۔تو وہ یہ سب تمہیں منانے کے لئے کررہی ہے۔ مطلب اسے تمہاری ناراضگی کی فکر ہے اور اسکے نزدیک تمہاری اہمیت ہے۔ اور اگر اس نے اتنے دنوں سے " اپنے بھائی کو یاد نہیں کیا تو یہ ایک خوش آئند بات ہے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہاں۔۔۔۔وہ اگر خود چاہے تو ٹھیک ہو سکتی ہے مگر وہ خود ایسا نہیں چاہتی جبھی تو بیمار رہتی ہے۔"

"ٹھیک ہے لیکن اسے پہلے جیسا کرنے کے لئے کہیں زیادہ دن ناراض مت رہ جانا اس سے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں میرا بیٹا خود بھی اسکے بغیر خوش نہیں رہ سکتا" آخر میں انہوں نے شرارت سے کہا تو وہ مسکرادیا

"اچھا میں فون رکھتا ہوں۔ خدا حافظ "

"اوکے ڈیڈ اپنا خیال رکھیئے گا" اس نے فون رکھ دیا اب وہ بہتر محسوس کر رہا تھا۔ شہیار کے لئے اسکے ڈیڈ دوست کی حیثیت رکھتے تھے اور دوسری طرف علی کے لئے اپنے باپ سے بڑا اور کوئی دشمن نہ تھا۔

--------------------------*--------

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

صبح تک تو موسم اچھا تھا، دوپہر ہوتے ہوتے تیز بارش شروع ہوئی اور شام تک وہ شدید طوفانی بارش میں تبدیل ہوگئی۔ آفس کے ایمپلائیز کو چھٹی دے دی گئی تھی۔ پورے شہر کی بجلی بند ہو چکی تھی اوپر سے تیز ہواؤں اور بجلی کی کڑکڑار آواز نے لوگوں کے دلوں میں ہیبت ڈال رکھی تھی سب ہی جلدی جلدی گھر جانا چاہتے تھے۔

ایسے میں وہ تینوں بھی آفس کے میٹینگ روم میں بیٹھے جلدی جلدی اپنا کام مکمل کر رہے تھے۔ ویسے تو آج انہیں شہر کے پولیس اٹیشنز میں جانا تھا مرجان کے متعلق معلومات اکھٹی کرنے، مگر اس خوفناک موسم کی وجہ سے پروگرام کینسل کرنا پڑا

"میرا کام ہوگیا ہے علی میں اب گھر جارہی ہوں" اسی وقت میٹینگ روم کا دروازہ کھلا اور ماہین اندر داخل ہوئی لیکن اندر شہریار کے ساتھ بیٹھے حنان پر نظر پڑتے ہی اسکی بولتی بند ہوگئی۔ حنان نے صرف ایک نظر اسے دیکھا تھا لیکن پھر اپنے کام میں مشغول ہوگیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

”تمہارے گھر کا راستہ تو بارش میں خراب ہو جاتا ہے کیسے جاؤ گی تم؟“ شہریار نے پوچھا۔ حنان اسے اس طرح نظرانداز کر رہا تھا جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔ ماہین کے لئے وہاں کھڑا ہونا مشکل ہوگیا تھا

”میں چلی جاؤ نگی تم فکر نہ کرو“ وہ کہہ کر اسکا جواب سننے کے لئے رکی نہیں اور فوراً وہاں سے نکل گ ئی۔ اسکے جاتے ہی حنان نے فائ ل بند کرکے سائیڈ پر کی اور علی کی طرف دیکھا جس کے موبائ ل کی اسکرین ہر دو منٹ کے بعد روشن ہوتی اور دس سکینڈ تک روشن رہنے کے بعد بند ہوجاتی۔ موبائ ل سائ لینٹ تھا اس لئے آواز نہیں آرہی تھی۔

”علی تمہارا موبائ ل بج رہا۔ کال آرہی ہے کسی کی شاید“ اس نے علی سے کہا

”مجھے پتہ ہے“ اس نے عام سے انداز میں جواب دیا

”تو تم اٹھا کیوں نہیں رہے“

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کیونکہ میں فون اٹھانا نہیں چاہتا" اس نے بے زاری سے کہا تو حنان اور شہریار دونوں سمجھ گئے کے کال اسکے بابا کی ہی ہے

"علی۔۔۔۔۔موسم بہت خراب ہے وہ تمہارے لئے پریشان ہونگے" شہریار نے کہا

"ہونے دو پریشان"

"یار۔۔۔ایک بار اٹھا کے بتادو انہیں کہ تم بس گھر کے لئے نکل ہی رہے ہو نہیں تو ایک میسج ہی بھیج دو۔ میرے نہیں خیال کہ ایسا کرنے سے تمہاری انا کو ٹھیس پہنچ جائے گی" حنان نے کہا تو علی نے ماتھے پر تیوریاں چڑھا کر اسے دیکھا

"انا۔۔۔۔؟ سری ئی سلی؟ تمہیں نہیں پتا مجھ سے منافقت نہیں ہوتی" وہ کہتے ہوئے اپنی گاڑی کی چابی اور موبائل وغیرہ اٹھانے لگا۔ شہریار نے حنان کو آنکھ کے اشارے سے منع کیا کہ وہ اس ٹوپک پر بات نہ کرے لیکن حنان آج پکا ارادہ کئے بیٹھا تھا علی سے لڑنے کا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

”علی میری ایک بات سنو“ حنان نے اسے پکارا تو اس نے سخت کوفت سے اسے دیکھا

”اتنا عرصہ گزر چکا ہے۔ اب تو تمہیں انہیں معاف کردینا چاہیئے“ علی کو کرنٹ لگا تھا اس بات پر اس نے سخت نظروں سے حنان کو دیکھا۔ دوسری طرف شہریار کا سانس اٹک گیا تھا وہ جانتا تھا کہ حنان نے بہت بڑے طوفان کو دعوت دی ہے، جانتا تو حنان بھی تھا پر پتہ نہیں اسے آج کیا سوجھی تھی

”ایسے مت دیکھو مجھے علی۔ میں صحیح کہہ رہا ہوں، تمہیں اب تو انہیں معاف کر ہی دینا چاہیئے“

”ٹھیک ہے مگر تم پہلے ماہین کو معاف کردو“ حنان کی بولتی بند ہوگئی تھی۔

”نہیں کر سکتے نہ اسے معاف۔ میں بھی نہیں کرسکتا“ اسے خاموش دیکھ کر علی نے کہا اور غصے سے اپنی گاڑی کی چابیاں اٹھا کر دروازے کو زور سے بند کرتا ہوا باہر نکل گیا۔ اس وقت حنان اور علی دونوں ہی نہیں جانتے تھے کہ ہمیشہ غلطی کرنے والا ہی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

نہیں پچھتاتا۔ کبھی کبھی یہ پچھتاوے معاف نہ کرنے والے، اور معافی نہ دینے والوں کا نصیب بھی بنتے ہے

----------*-----------*-------------*

Dont copy paste without permission

کھو_گئے_ہو کہاں#

چوتھا حصہ

از ژیلہ ظفر

وہ بہت تیزی سے گاڑی چلاتے ہوئے گھر آیا تھا کیونکہ چاچو گھر پر نہیں تھے اور شہزاد گھر پر اکیلی تھی۔ وہ طوفانی بارشوں سے ڈرتی تھی اور اسے بس اسی کی فکر تھی۔ اسی لئے وہ اتنی بارش کے باوجود فل اسپیڈ میں گاڑی چلا رہا تھا حلانکہ یہ اسکے لئے خطرناک بھی ہوسکتا تھا لیکن وہ صیح سلامت گھر پہنچ گیا۔ گاڑی پورچ میں چھوڑ کر وہ گھر میں داخل

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہوا۔ پورا گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ غالباً بجلی گ ئی ہوئی تھی اور کسی نے جنریٹر بھی آن نہیں کیا تھا۔ اس نے جیب سے موبائ ل نکالا تاکہ ٹارچ آن کرسکے لیکن۔۔۔۔۔موبائ ل کی بیٹری ختم ہو چکی تھی۔

اوہ شٹ۔۔۔۔۔"اس نے غصے سے موبائ ل جیب میں ڈالا اور اندھیرے میں ہی" سنبھل سنبھل کر قدم اٹھاتے ہوئے لاؤنج تک آیا

شہی۔۔۔۔۔شہی تم کہاں ہو۔۔۔۔شہی" اس نے شہزاد کو آواز دی لیکن بادلوں" کی خوفناک گرج میں اسکی آواز کہیں گم ہو جاتی تھی۔ لاؤنج کے ایک سائ یڈ کی دیوار شیشے کی تھی جس سے لان کا خوبصورت منظر دکھائی دیتا تھا لیکن اس وقت باہر کا منظر خوفناک لگ رہا تھا۔

شہی۔۔۔۔پلیز مجھے بتاؤ تم کہاں ہو" باہر جب بھی بجلی کڑکتی اندر لاؤنج کا منظر" ایک لمحے کے لئے روشن ہو جاتا۔ اور اس وقت تو اور بھی زیادہ خوفناک لگنے لگتا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کوئی جنریٹر چلاؤ یار۔۔۔۔شہی جواب دو مجھے تم کہاں ہو"   وہ چیخا کہ اگر آس پاس "
کوئی ملازم ہو تو وہ اسکی آواز سن کر جرنیٹر آن کردے مگر کوئی ہوتا تب ناں

بجلی دوبارہ کڑکی پورے لاؤنج ایک لمحے کو گلابی روشنی میں نہا گیا۔ اس ایک لمحے میں شہریار نے دیکھا کہ اوپر جاتی سیڑھیوں کے برابر میں ایک وجود گھٹڑی کی صورت میں دیوار سے چپکا بیٹھا تھا۔ شہریار ایک لمحے کی بھی تاخیر کیئے بغیر اس تک پہنچا۔ اندھیرے میں وہ اسے صیح سے دیکھ نہیں پارہا تھا۔ بارش کا شور اور اس پر سے بار بار چمکتی بجلی نے ماحول کو ہیبت ناک بنادیا تھا۔ اس بار بجلی کافی زور سے چمکی اور اسکی روشنی میں وہ شہریار کو واضح نظر آئی۔ وہ دونوں گھٹنوں کو اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لئے ان پر اپنا چہرہ چھپائے بیٹھی تھی۔وہ اسکے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا

"شہی تم ٹھیک ہو"   اس نے شہزاد کا کندھا ہلایا تو وہ چیخ اٹھی اور خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شہی میں ہوں شہریار "شہریار نے اسکا گال تھپتھپایا، بجلی پھر چمکی اور دونوں کی روشن کرگئی۔ آسمان پر جیسے دھماکہ ہوا تھا۔ بادل گرجنے کی آواز پر ایک بار پھر شہزاد چیخی۔ اور دونوں ہاتھ کان پر رکھ لئے

پلیز ہوش کرو شہی کچھ بھی نہیں ہوا ہے" وہ اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولا تو وہ روتے ہوئے اسکے گلے لگ گئی۔

ہمیں چھوڑکہ مت جائے گی شیری۔۔۔۔ہم سے غلطی ہوگئی ،پلیز۔۔۔۔ہمیں اکیلے مت چھوڑی گا" پتہ نہیں وہ کیا کیا بولے جارہی تھی، کسی ملازم کو ہوش آگیا تھا جس نے جرنیٹر آن کردیا تھا۔ لاؤنج روشن ہوگیا۔ شہزاد ابھی تک رورہی تھی

" کہیں نہیں جارہا میں۔۔۔چلو اٹھو اور اپنے کمرے میں چلو "

ہمیں چھوڑکر مت جائیگا۔۔۔۔ورنہ ہم۔۔۔۔مر جائیے گے۔۔۔۔۔پلیز" اسکو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میں تمہارے ساتھ ہی ہوں شہی پلیز تم اٹھو تو۔۔۔۔ "بڑی مشکلوں سے وہ وہاں " سے اٹھنے پر راضی ہوئی تھی۔ شہریار اسے لے کر اسکے کمرے میں چلا گیا

---------------------------*-----------

گھر آتے ہی اس نے پہلے گاڑی پارک کی پھر اندر کی طرف جانے کے لئے قدم بڑھا دیئے۔ پارکنگ سے گھر کی طرف آتے آتے ہی وہ پورا بھیگ چکا تھا لیکن اسے پرواہ نہیں تھی۔ اسکا موڈ سخت آف تھا وہ گیلے کپڑوں کے ساتھ ہی اندر داخل ہوا تو اسے لاؤنج میں ہی عابد محمد نظر آئے، اسکا موڈ مزید خراب ہوگیا۔ وہ اسے دیکھتے ہی بھاگے بھاگے اس تک آئے

" آگئے بیٹا؟ میں کب سے تمہیں فون کررہا تھا۔۔۔۔اور یہ کیا تم تو پورے بھیگ چکے ہو۔ ٹھہرو میں تولیہ لاتا ہوں" وہ مڑ کر جانے لگے جب علی کی گرج دار آواز نے انکے قدم روک لئے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"بند کریں یہ ڈرامہ۔ یہ دکھاوے کی محبت میرے سامنے مت کیا کریں۔ نفرت ہے مجھے آپ کے اس ڈھونگ سے" نفرت بھرے اس لہجے پر انکی آنکھیں نم ہوگ ئی یں

"میں۔۔۔۔ سچ کہہ رہا ہوں مجھے تمہارے فکر ہورہی تھی، بس اسی لئے۔۔۔۔"

"بس کردیں۔۔۔۔آپ کو میری کتنی فکر ہے میں اچھی طرح جانتا ہوں" زہر خند لہجے میں علی نے کہا

"یہ فکر آپ کو تب کیوں نہیں ہوتی تھی جب آپ ک ئی ک ئی وقت تک میرا کھانا بند کردیتے ھے۔ یہ فکر آپ کو تب کیوں نہیں ہوتی تھی جب آپ ایک آٹھ سال کے بچے کو بیلٹ سے مارتے تھے؟ یہ فکر آپکو تب کیوں نہیں ہوئی جب میں ہسپتال میں پڑا مر رہا تھا؟ کیوں؟" اسکے سوالوں کے جواب عابد صاحب کے پاس نہ تھے، وہ سر جھکائے روتے رہیں۔ علی غصے سے وہاں سے چلا گیا۔

------------------------*-----------

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تیز برستی بارش میں ٹریفک بھی شدید جام ہوگیا تھا۔ وہ ساحل سمندر کی سامنے والی سڑک پر تھی۔ ایک جانب قطار میں گھر بنے تھے تو دوسری جانب سمندر تھا۔ نہ جانے کیا وجہ تھی جو ٹریفک اتنا جام تھا۔ لیکن ماہین کو ان سب باتوں سے فرق نہیں پڑتا تھا اسے اس وقت صرف حنان یاد آرہا تھا۔ کیسے آفس میں ماہین کو دیکھتے ہی اس نے منہ پھیر لیا تھا۔ صیح کیا تھا اس نے، وہ اسی کی حقدار تھی۔

اس نے بائی یں طرف دیکھا جہاں ٹھاٹھیں مارتا سمندر اور اس پر طوفانی برش دکھائی دیتی تھی۔ ذہن میں ایک پرانی یاد تازہ ہوئی تھی۔

شام کا وقت تھا وہ اور حنان اسی سمندر کے پاس گاڑی روکے کھڑے تھے۔ موسم بہت اچھا تھا، ماہین کو آئی س کریم کھانے کا دل کیا تو وہ فوراً سے اسکے اور اپنے لئے آئی سکریم لے آیا۔ اب دونوں آئی سکریم کھا رہے تھے۔ حنان تو بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا جب کہ ماہین بونٹ پر چڑھی بیٹھی تھی۔

”حنان تم نے کونسا فلیور لیا ہے؟“ اس نے پوچھا

"چاکلیٹ"

"اچھا !میرا تو اسٹرابیری ہے۔ ذرا اپنی آئی سکریم ٹیسٹ کرانا"

واٹ؟" حنان اچھل پڑا"

کیا ہو گیا میں نے کونسا تمہارا گردا مانگ لیا ہے؟" ۔"

"تم پہلے ہی دو اسکوپ کھا رہی ہو اس پر سے میری پر بھی نیت لگا کر بیٹھی ہو"

"میں پورا تھوڑی مانگ رہی ہوں، بس ایک بائی‌بٹ لونگی"

"جا کے ایک اور اسکوپ لے لو چاکلیٹ فلیور کا"

مجھے اگر چاکلیٹ پسند ہوتی تو میں اسٹرابیری کیوں لیتی۔ تم سے تو بس ٹیسٹ کرنے "

"کے لئے مانگ رہی ہو

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کوئی ٹیسٹ ویسٹ نہیں کرارہا میں تمہیں، خبردار جو میری آئی سکریم پر نظر بھی رکھی "

وہ دونوں ایک آئی سکریم کے لئے بچوں کی طرح لڑ رہے تھے، ماہین منہ بسور کر بیٹھ گ ئی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی جب وہ چہکی

"ارے۔۔۔۔شہریار تم" اس نے حنان کے کندھوں کے پیچھے دیکھ کر کہا تو وہ بھی جلدی سے پیچھے مڑا اور اسی وقت ماہین نے اسکے کپ میں چمچ ڈالا اور آئی سکریم نکال کر اتنے منہ میں ڈالا لی

"کہاں ہیں شیری؟" حنان نے آگے پیچھے دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا

"ہمم۔۔۔۔۔بس۔۔۔۔میں ایسے ہی چاکلیٹ فلیور سے چڑتی تھیں یہ تو اتنا مزے کا ہے واؤ۔۔۔" وہ مزے سے بولی تو حنان نے حیرت سے اتنے کپ میں جھانکا جس میں سے آدھی سے زیادہ آئی سکریم غائی ب تھی

"یہ۔۔۔۔تم نے میری آئی سکریم کھالی" وہ صدمے سے بولا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کھائی نہیں بس ٹیسٹ کی ہے" چڑانے والے انداز میں جواب آیا "

" یہ تم نے ٹیسٹ کی ہے؟ آدھے سے بھی زیادہ کپ کھا گ ئی ہو تم "

جب میں نے شرافت سے مانگا تھا تب ہی دے دیتے تو تھوڑا کم لیتی، لیکن تم نے "
مجھے انکار کیا نہ، یہ اسکی سزا ہے" ماہین نے شان بے نیازی سے کہا

اچھا ناں۔۔۔۔اب رو تو مت، قسم سے بچوں والی حرکتیں کرتے ہو تم" ماہین "
نے منہ بسور کر کھڑے حنان کو دیکھ کر کہا

تم بھی تو بچوں والی حرکتیں کرتی ہو" حنان نے منہ بسور کر کہا تو ماہین نے زبان "
باہر نکال کر اسکا منہ چڑایا۔ اسکی شکل دیکھ کر حنان کی ہنسی چھوٹ گ ئی، اور پھر وہ
ہنستا ہی چلا گیا۔

ہنستے ہوئے وہ کتنا اچھا لگتا تھا ناں۔۔۔۔اب کیسے اسکی آنکھوں میں سرد مہری اتر آئی
تھی۔ اب کچھ بھی نہیں بچا تھا، نہ حنان نہ ہی اسکی زندہ دل ہنسی، کچھ تھا تو برستی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بارش اور ساحل سے سر پٹختی لہریں۔ ماضی کی یادوں سے پیچھا چھڑانے کی خاطر ماہین نے میوزک پلئیر آندیم کردیا

دوستوں !شک دوستی کا دشمن ہے

اپنے دل میں اسے گھر بنانے نہ دو

کل تڑپنا پڑے یاد میں جن کی

روک لو روٹھ کر انکو جانے نہ دو

بعد میں پیار کے چاہے بھیجو ہزاروں سلام

وہ پھر نہیں آتے

میوزک پلئیر سے بجتے گانے کی آواز اسکے دل کے زخم چھیڑ گئی تھی۔ اس نے ہاتھ مار کر میوزک پلئیر آف کردیا

-----------*-----------*------------*

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جب تک شہزاد سو نہیں گ ئی شہریار اسکے کمرے میں ہی بیٹھا رہا۔ جب اسے یقین ہوگیا کہ وہ سوگ ئی ہے تب وہ اٹھ کر باہر آیا اور لیوینگ روم میں رکھے صوفے پر آکے بیٹھ گیا۔

شہریار بیٹا !آپ کے لئے کھانا لگادوں ؟" اسکے پرانے ملازم اشرف نے آکر اس سے " پوچھا

نہیں شرفو بابا۔ آپ ابھی تک جاگ رہیں ہے ؟" اس نے ان سے پوچھا "

بس بیٹا کیا کروں نیند تو ان آنکھوں سے کب کی دور ہوچکی ہے" انہوں نے دکھ " بھرے لہجے میں کہا تو شہریار کو افسوس ہوا

آپ میری فکر نہ کریں۔ جاکر آرام کیجئے" اس نے کہا تو وہ سر ہلاتے ہوئے چلیں " گئے۔ شہریار نے وہیں بیٹھے بیٹھے سیگریٹ جلائی اور منہ سے لگاتے ہوئے صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی۔ آج سے چھ سال پہلے تک سب کچھ کتنا اچھا تھا ناں.......!!!لیکن پھر وہ حادثہ ہوا جس نے اس گھر کی خوشیاں ہی چھین لیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارتضٰی اور مصطفٰی دو بھائی تھے۔ دونوں کے دو بچے تھے۔ بڑے بھائی مصطفٰی کی ایک بڑی بیٹی شہوار اور بیٹا شہریار تھے۔ جب کے ارتضٰی کا بڑا بیٹا شہیر اور چھوٹی بیٹی شہزاد تھے۔ مصطفٰی صاحب کی بیوی کا انتقال شہریار کے پیدا ہونے کے ایک ماہ بعد ہی ہوگیا تھا پھر ان کے دونوں بچوں کو ارتضٰی صاحب کی بیوی نے پالا تھا۔ گھر میں ایک وفادار ملازم تھا اشرف جو شروع سے ہی ان کے ساتھ تھا۔ اسکی ایک یتیم بھتیجی تھی سوہا جس کے لئے اس نے اپنی ساری زندگی وقف کردی تھی حتیٰ کہ شادی بھی نہیں کی تھی۔ وہ اپنی بھتیجی کو ڈاکٹر بنانا چاہتا تھا۔ سوہا بھی کافی ذہین تھی۔ اس لئے ارتضٰی صاحب نے شہزاد کے ساتھ ساتھ اسکا ایڈمیشن بھی کرادیا وہ شہزاد سے ایک سال بڑی تھی اس لئے اس سے ایک کلاس آگے داخل ہوئی تھی .وہ ہر سال پوزیشن لیا کرتی تھی۔ انتہائی نرم مزاج اور ہر بات کو سر جھکا کر سننے والی لڑکی تھی وہ۔ دوسری طرف شہزاد تھی گھر کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بچی، اسکے ناز نخرے تو ایسے اٹھائے جاتے تھے جیسے وہ کوئی شہزادی ہو۔ پھر شہوار کی شادی ہوگئی اور وہ انگلینڈ چلی گئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شہزاد کو کوکنگ کا جنون تھا اکثر وہ سوہا کو بھی اپنے ساتھ کچن میں گھسیٹ لیتی پھر دونوں مل کر نت ن ئی ڈشز تیار کرتیں۔ باوجود اسکے کے شہزاد گھر بھر کی لاڈلی تھی لیکن وہ ضدی نہیں تھی۔ کیونکہ اسکو ضد کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی وہ جس چیز کو پسند کی نگاہ سے بھی دیکھ لیتی وہ چیز اسکے سامنے لا کر رکھ دی جاتی۔ وہ چھوٹی سی گڑیا شہریار کو بچپن سے ہی پسند تھی۔ پھر جب وہ اٹھارہ سال کی ہوئی تو گھر کے بڑوں نے اسکی اور شہریار کی مرضی سے ان دونوں کا نکاح کردیا۔ ارتضٰی صاحب، انکی بیگم اور انکا بیٹا شہیر تو اس رشتے سے بہت ہی زیادہ خوش تھے کیونکہ ایک شہریار ہی تھا جو انکی شہزاد کے ناز و نخرے ویسے ہی اٹھا سکتا تھا جیسے وہ لوگ اٹھاتے تھے۔ سب ہی بہت خوش تھے کہ پھر ایک دن اشرف بھاگتا ہوا ان کے پاس آیا

صاحب۔۔۔۔۔صاحب وہ۔۔۔۔۔سوہا بیٹی" وہ ہانپ بھی رہا تھا اور رو بھی رہا تھا۔ "

کیا ہوا شرفو؟ رو کیوں رہے ہو؟ سوہا کہاں ہے؟" اسکی حالت دیکھ کر وہ لوگ بھی " پریشان ہوگئے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

صاحب جی، سوہا ابھی تک گھر نہیں آئی۔ میں جا کے انکی جامعہ میں بھی دیکھ آیا "

" ہوں لیکن اسکا کچھ پتہ نہیں ہے

تم فکر نہ کرو ہم اسے مل کے ڈھونڈتے ہیں" ارتضٰی صاحب نے اسے تسلی " دی۔ سوہا میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کر رہی تھی۔ پھر ان لوگوں سے جہاں جہاں ہوسکا اسے ڈھونڈا مگر وہ نہ ملی۔ اسطرح تین دن بیت گئے پولیس بھی سوہا کو نہ ڈھونڈ پائی۔ اس دن سوہا کو کھوئے ہوئے چوتھی رات تھی، جب پولیس والوں نے ارتضٰی صاحب کو ایک انجان جگہ پر آنے کے لئے کہا مصطفٰی صاحب تو دو دن پہلے ہی ملک چھوڑ کر چلیں گئے تھی اس لئے وہ اشرف کو اپنے ساتھ لے کر مطلوبہ جگہ پہنچے۔ پولیس کو سوہا کی لاش جھاڑیوں سے ملی تھی۔ لیکن جس چیز نے ارتضٰی صاحب کے حواس معطل کر دیئے تھے وہ تھی شہیر کی لاش۔ جس جگہ سوہا کی لاش ملی تھی اسی جگہ سے تھوڑی دور ایک گاڑی کھڑی تھی۔ جو کہ جل چکی تھی اس میں سے شہیر کی جلی ہوئی لاش پڑی تھی حالانکہ وہ اپنے کسی دوست کے گھر گیا تھا۔ گھر واپس آ کے جب ارتضٰی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

صاحب نے یہ بات اپنی بیوی کو بتائی تو وہ صدمے سے بیہوش ہوگ ئی، اپنے بیٹے کی موت کا غم وہ زیادہ دیر برداشت نہ کر پائی۔ پھرچند گھنٹوں میں ہی وہ دنیا سے کوچ کر گ ئی۔ اس دن ارتضٰی صاحب کے گھر سے تین لاشیں اٹھی تھی۔ اس واقعہ کا شہزاد کے دماغ پر بہت بڑا اثر پڑا تھا۔ وہ راتوں کو سوتی نہیں تھی اور اگر سو جاتی تو نیند سے چلاتے ہوئے اُٹھتی۔ اندھیرے سے اسے ڈر لگنے لگا تھا۔ شروع شروع میں تو سب نے سوچاکہ چند مہینوں میں وہ ٹھیک ہوجائے گی، لیکن اسکی بیماری بڑھتی چلی گ ئی اور اس نے ک ئی مرتبہ خودکشی کی کوشش بھی کی۔ سوہا کی موت کیسے ہوئی؟، شہیر وہاں کیسے پہنچا؟، اور کھڑی گاڑی میں آگ کس طرح لگی؟ یہ معمہ پولیس حل نہ کر سکی اور چند ماہ بعد کیس بند کردیا گیا

شہریار ماضی سے واپس حال میں لوٹا۔ ایش ٹرے میں چار سگریٹ کی راکھ پڑیں تھیں۔ وہ چین اسموکر نہیں تھا لیکن کبھی کبھی ٹینشن میں زیادہ پی لیتا تھا۔ ابھی علی یہاں ہوتا تو

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اسکے ہاتھ سے پورا پیکٹ چھین کر ڈسٹ بین میں پھینک دیتا۔ علی کا خیال آتے ہی اس نے اسے کال ملائی مگر فون آف آرہا تھا۔ وہ ناراض تھا شاید۔

----------------------------*---------

وہ اپنے کمرے میں آکر صوفے پر ہی آڑھا ترچھا لیٹ گیا۔ اسکے کپڑے ابھی تک گیلے ہورہے تھے پر اس نے انہیں بدلنے تک کی زحمت نہ کی۔ ہر کوئی اسکے باپ سے ہمدردی کرنے بیٹھ جاتا تھا حتیٰ کے اسکے دوست بھی۔ سب اسی کو غلط سمجھتے تھے حلانکہ ہمدردی کے قابل تو وہ تھا۔ بچپن کی یادیں فلم کی طرح دماغ میں چل رہیں تھیں علی کے والد عابد محمد ایک قبائیلی زمیندار کے بیٹے تھے۔ وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھے۔ گھر والوں کی خواہش تھی کہ وہ ڈاکٹر بنے اس لئے انہیں پڑھنے کے لئے شہر بھیج دیا۔ سب ہی ان سے بہت پیار کرتے تھے۔ ڈاکٹر بننے کے بعد انہوں نے اسلام آباد کے اسپتال میں جاب شروع کردی۔ وہاں انکو اپنی ایک ڈاکٹر کولیگ سے محبت ہوگئی۔ ان کو یقین تھاکہ انکے گھر والے انہیں منع نہیں کرینگے۔ مگر یہ انکی غلط فہمی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تھی جب انھوں نے اپنے گھر والوں کو ڈاکٹر شاہینہ کے بارے میں بتایا تو نہ صرف انھوں نے سختی سے انکار کیا بلکہ عابد صاحب نے انھیں راضی کرنے کی کوشش کی تو انکے والد نے بغیر انکی اجازت کے اپنے ہی قبیلے کی ایک لڑکی سے انکا رشتہ تہیہ کردیا۔

ڈاکٹر عابد اس وقت تو خاموش ہوگئے۔ مگر شہر جاتے ہی انھوں نے شاہینہ سے کورٹ میرج کرلی۔ جب یہ بات انکے گھر والوں کو معلوم ہوئی تو انکے والد نے انکو اپنی جائیداد اور ولدیت دونوں سے عاق کردیا۔ اور ان سے قطع تعلق کرلیا۔ ڈاکٹر عابد نے یہ سوچا کہ ماں باپ ہیں آخر کب تک ناراض رہیں گے؟ اور وہ انھیں منانے ایک نہیں کئی بار گئے لیکن ہر بار انھیں ناکامی کا سامنے کرنا پڑتا۔ انکے ماں باپ ان سے ملنے سے ہی انکار کردیتے تھے۔ پھر ایک دن انھیں خبر ملی کے انکی والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، وہ بھاگے بھاگے گاؤں پہنچے مگر انکے والد نے انھیں انکی ماں کے جنازے میں شریک بھی نہیں ہونے دیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ گھر آکر بہت روئے، انکی بیوی انہیں تسلی دیتی رہیں۔ اس دن انہوں نے سوچ لیا کہ اب انکا اس دنیا میں شاہینہ اور علی کے علاوہ کوئی نہیں ہے مگر وہ غلط تھے۔ ابھی انہوں نے ماں باپ سے نافرمانی کی سزا کاٹنی تھی۔ وہ اپنی جس بیوی سے بے انتہا محبت کرتے تھے وہ صرف انکی دولت کی پجاری تھی۔ ڈاکٹر شاہینہ نے دو گھروں میں سے ایک گھر اپنے نام کروالیا تھا۔ اسکے بعد انہیں اپنے اسپتال کا مالک بھا گیا۔

ڈاکر عابد کو آئے دن ہسپتال کے لوگوں سے اپنی بیوی اور مالک کے اف ئیرز کی خبر سننے کو ملنے لگی۔ پہلے انہوں نے اسے پیار سمجھایا، پھر سختی سے اور پھر دن بہ دن انکے جھگڑے بڑھنے لگے۔ ان سب میں بچارا علی نظرانداز ہونے لگا۔ پھر ایک دن ڈاکٹر شاہینہ گھر چھوڑ کر چلی گ ئی۔ عابد انہیں منا کر واپس لانے کے لئے انکے گھر گئے تو انہوں نے آنے سے انکار کردیا اور یہ کہہ کر طلاق کا مطالبہ کردیا کہ

"میں تمہارے جیسے کنزرویٹو انسان کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ جو میرے دوسروں سے ملنے جلنے پر بھی پابندیاں عائد کرے"

ڈاکٹر عابد نے انہیں بہت سمجھانے کی کوشش کی پر وہ نہ مانی اوربات کورٹ تک جا پہنچی۔ مجبوراً انہیں اسے طلاق دینی ہی پڑی۔

Dont copy paste without permisson

#کھو_گئے_ہو_کہاں#

از ژیلہ ظفر

پانچواں حصہ

وہ علی کو لے کر گاؤں واپس آئے تاکہ اپنے باپ سے معافی مانگ سکیں لیکن انکے والد نے نہ صرف ان سے ملنے سے انکار کردیا بلکہ دس لوگوں کے سامنے یہ وصیت بھی کردی کہ عابد کو انکے جنازے میں شرکت کی بھی اجازت نہیں۔ چارو ناچار وہ واپس آگئے۔ اسلاماآباد والا گھر تو ڈاکٹر شاہینہ کے نام کرچکے تھے اس لئے وہ کراچی آگئے لیکن اس تمام

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

واقعہ کا انکے دماغ پر گہرا اثر پڑا، وہ ذہنی مریض بنتے چلے گئے۔ انہیں لگنے لگا کہ وہ جس سے بھی محبت کریں گے وہ ایک نہ ایک دن انہیں چھوڑ جائے گا، جیسے انکے ماں باپ اور انکی سابقہ بیوی۔ اس لئے انہوں نے علی سے نفرت کرنا شروع کردی۔ وہ چھوٹا سا بچہ انکے پاس آتا تو اسکی آنکھیں دیکھ کر ڈاکٹر عابد کو اپنی بے وفا بیوی یاد آجاتی۔ وہ اسے جھڑک کر، دھتکار کر واپس بھیج دیتے۔ وہ رونے لگتا تو اسے مزید ڈانٹ دیتے۔ ایک مرتبہ ملازم چھٹی پر تھا عابد صاحب اسپتال میں علی صبح سے بھوکا تھا۔ اس وقت وہ صرف سات سال کا تھا۔ جب ڈاکٹر عابد گھر آئے تو وہ انکے سامنے جاکر رونے لگا۔ وہ پہلے ہی کسی بات پر غصے میں تھے انہوں نے اسے تھپڑ جڑ دیا۔ اور پھر یہ سلسہ چل نکلا۔

وہ بات بات پر علی کو مارتے اسے سزا دیتے۔ وہ خود تو علی کو پڑھاتے نہ تھے لیکن اگر زرا بھی کسی ٹیسٹ میں اسکے نمبر کم ہوجاتے تو اسے سخت سے سخت سزا دیتے۔ کبھی اسکا کھانا بند کردیتے تو کبھی تپتی دھوپ میں اسے گھر سے باہر کھڑا کردیتے۔ علی کے دل

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میں انکا خوف بیٹھ گیا۔ جب اس نے میٹرک کر لیا تو عابد محمد نے اسے انٹر میں میڈیکل لینے کہا تو پہلی بار اس نے ان سے اختلاف کیا

"پر بابا میں آگے بزنس پڑھنا چاہتا ہوں" اور یہ اختلاف اسے بہت مہنگا پڑا اس دن عابد صاحب نے سخت طیش کے عالم میں اسے بیلٹ سے مارا تھا

"مجھ سے بحث کرو گے؟ میرے خلاف جاؤ گے؟" وہ غصے سے بولتے جارہے تھے، اس دن علی نے فیصلہ کیا کے اسے آگے میڈیکل ہی لینی ہے۔

اس نے انٹر میں میڈیکل لی لیکن وہ دل سے پڑھ نہ پایا اور بہت برے نمبروں سے پاس ہوا۔ نتیجاتاً اسے میڈیکل میں ایڈمیشن نھیں ملا اور اسے بزنس لینی پڑی۔ عابد صاحب کو لگا کہ اس نے یہ سب جان بوجھ کر کیا ہے لہزا انھوں نے اس سے بات چیت بند کردی۔ علی انہیں بتانا چاہتا تھا کہ اس نے ایسا جان بوجھ کر نہیں کیا لیکن انکے چہرے کی سختی دیکھ کر وہ خاموش ہوجاتا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علی کی سزا کے طور پہ انہوں نے اسکا جیب خرچ بند کردیا حتیٰ کے اسکی سمسٹر فیس بھی نہ بھری۔ وہ ان سے فیس کے پیسے مانگنے آیا تو انہوں نے یہ کہہ کر پیسے دینے سے انکار کردیا کہ

"تم نے اپنی مرضی کرنی تھی سو کرلی اب میرے پاس کیا لینے آئے ہو؟ تم خود ہی اپنی سمسٹر فی بھرو چاہے چوری کرو یا بھیک مانگو۔ یہ میرا مسلہ نہیں" انکی اس بے حسی پر علی کا دل خون کے آنسو رویا۔ مجبوراً اس نے اپنی بائیک بیچ دی۔ یہ بات جب عابد صاحب کو پتہ چلی تو گھر میں ایک طوفان کھڑا کردیا

"تم نے میری اجازت کے بغیر گھر کا سامان بیچا؟ اب تم چوری کرو گے؟" اس الزام پر علی تڑپ اٹھا۔ آخر کب تک؟ جانور بھی اپنے اوپر کیئے جانے ہولے ظلم پر احتجاج تو کرتا ہے، وہ تو پھر انسان تھا

"بس کرے بابا۔۔۔۔آج آپ مجھے بتا ہی دیں کہ میرا قصور کیا ہے؟ کیوں ماما کے گناہ کی سزا آپ مجھے دیتے ہیں؟" اسکی بات سن کر تو وہ مزید غضبناک ہوگئے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" مجھ سے جواب طلب کرتے ہو؟ نکل جاؤ اس گھر سے "

مجھے بھی آپ کے اس محل میں رہنے کا کوئی شوق نہیں جہاں انسان کو انسان نہ سمجھا جاتا ہو۔ "وہ کہتے ساتھ ہے گھر سے نکل گیا۔ پیچھے عابد صاحب غصے سے پاگل ہو رہے تھے۔ ان کے بیٹے نے بھی انکے ساتھ بے وفائی کی، وہ بھی ان کو چھوڑ گیا۔ وہ کبھی پیر پٹختے تو کبھی اپنے بال نوچنے لگتے

کافی دیر بعد جب انکا غصہ اترا تو انھیں وقت کا احساس ہوا۔ رات کے دو بج رہے تھے اور علی اب تک واپس نہ آیا تھا۔ اب انکے اندر کا باپ بے چین ہوا۔ انہوں نے علی کو کال کی مگر اسکا نمبر آف جارہا تھا۔ پھر انہوں نے شہریار اور حنان کو کال کی۔ لیکن وہ دونوں لاعلم تھے۔ اب تو وہ پریشان ہو گئے۔ انہوں نے مزید ایک گھنٹہ انتظار کیا لیکن جب علی کی کوئی خبر نہ ملی تو وہ اپنے آپ کو کوسنے لگے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

صرف چند پیسے ہی تو دینے تھے۔ کیا تھا جو اگر میں دے دیتا" انہیں خود پر غصہ آنے لگا۔ جب رات کے چار بج گئے اور علی تب بھی نہ لوٹا تو نہایت مجبوری کے عالم میں انہوں نے پورے بارہ سال بعد شاہنہ کو کال ملائی

"ہیلو۔۔۔۔۔۔کیا علی۔۔۔ علی تمہارے پاس آیا ہے" انہوں نے چھوٹتے ہی پوچھا

"کون علی؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا تو وہ ساکت رہ گئے۔ کیسی ماں تھی وہ جسے اپنے بچے کا نام تک نہ یاد تھا۔ کتنا بدنصیب تھا انکا بیٹا جسے نہ باپ کا پیار ملا نہ ماں کا

"یااللہ ایک بار علی گھر واپس آجائے میں اسے دوبارہ نہیں ڈانٹوں گا" انہوں نے دل ہی دل میں دعا کی، اسی وقت موبائل کی گھنٹی بجی۔ انہوں نے فون اٹھایا تو پتہ چلا کسی ہسپتال سے کال تھی۔ علی کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا اور اسکی حالت بہت خراب تھی۔ انکے تو پیروں تلے زمین ہی نکل گئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ دوڑے دوڑے اسپتال آئے۔ علی وینٹیلیٹر پر پڑا مصنوئی سانسوں کے زیراثر زندہ تھا۔ انکی تو جان ہی نکل گ ئی علی کو دیکھ کر۔

اس دن اسپتال کے کوریڈور میں بیٹھ کر روتے ہوئے انہیں احساس ہوا تھا کہ وہ کتنے برے انسان ہیں۔ جب زندگی نے انہیں آئینہ دکھایا تو ان سے اپنا مکروہ چہرہ دیکھا ہی نہ گیا۔ اپنے گریبان میں جھانکنا مشکل کام ہے، مگر وہ اپنے گریبان میں دیکھ رہے تھے۔ آج ضمیر ملامت کر رہا تھا۔

دور کہیں سے فجر کی ازان سنائی دی تو وہ اٹھے۔ جائے نماز بچھائی اور فجر کی نماز ادا کی۔ سلام پھیر کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو اپنے سارے جرم یاد آگئے۔ کس منہ سے دعا مانگتے وہ اپنے بیٹے کے لئے؟ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گے۔ کتنے بدنصیب باپ تھے وہ کے اپنے بیٹے کے لئے دعا بھی نہ مانگ سکتے تھے۔ وہ وہیں بیٹھے روتے رہیں، صبح آٹھ بجے کے قریب ڈاکٹرز ان کے پاس آئے اور انہیں یہ خوشخبری سنائی کے انکا بیٹا ٹھیک ہے۔ وہ سجدے میں گر پڑے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جب علی کو کمرے میں شفٹ کردیا گیا تو وہ اس سے ملنے آئی یں۔ علی نے منہ پھیر لیا۔ وہ اسے اس ناراضگی کا حقدار سمجھتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ انکا بیٹا اعلیٰ ظرف ہے وہ آج نہ کل انہیں معاف کردے گا۔ لیکن وہ غلط تھے!!!..

،اس دن کے بعد سے سب بدل گیا۔ کھیل وہی رہا، مگر بازی پلٹ گ ئی۔ کہانی وہی رہی لیکن کرداروں نے اپنی جگہیں تبدیل کرلیں۔ پہلے علی اپنے باپ کی محبت کے لئے ترستا تھا۔ تب سے عابد صاحب اپنے بیٹے کی محبت کے لئے تڑپنے لگے۔ پہلے علی انکے پیچھے آتا تھا اور وہ اسے دھتکارتے اور جھڑک دیتے تھے، لیکن اس دن کے بعد سے وہ علی کے پیچھے آنے لگے۔ پہلے تو علی انہیں نظرانداز کردیتا اور کسی بات کا جواب نہ دیتا لیکن آہستہ آہستہ وہ ان سے بدتمیزی کرنے لگا۔

علی کا موت کے منہ میں جانا، ڈاکٹرعابد کو انکے دماغی مرض سے باہر کھینچ لایا تھا۔ وہ علی کو ہر بدتمیزی اور بدتہذیبی کے لئے حق بجانب سمجھتے تھے۔ اور خود کو مجرم سمجھتے ہوئے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اسکی ہر بدتمیزی برداشت کرتے تھے۔ یہ سوچتے ہوئے کہ ایک نہ ایک دن تو وہ انہیں معاف کر ہی دے گا۔

---------------------------*----------

پت جھڑ میں جو پھول مرجھا جاتے ہیں

وہ بہاروں کے آنے سے کھلتے نہیں

کچھ لوگ، ایک روز جو بچھڑ جاتے ہیں

وہ ہزاروں کے آنے سے ملتے نہیں

عمر بھر چاہے کوئی پکارا کرے انکا نام

وہ پھر نہیں آتے

حنان اپنے کمرے کی کھڑکی پہ کھڑا باہر برستی بارش دیکھ رہا تھا۔ کھڑکی کے شیشے کے پار اسے دھندلا سا ایک منظر ابھرنے لگا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ منظر واضع ہوگیا۔ ایک سولہ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سالا لڑکا کالج یونیفارم میں ملبوس، کندھوں پر بیگ لٹکائے گھر میں داخل ہوا۔ سامنے ہی لاؤنج میں ایک دس سالہ بچی کتابیں اور کلر پینسل پھیلائے ڈرائنگ بنانے میں مصروف تھی۔ اسے اندر آتا دیکھ کر بچی کے چہرے پر خوشی کے رنگ پھیلے

حنان بھائی آگئے" وہ بچی چہکی "

کیسی ہے میری گڑیا؟" حنان جوتے اتارتا اسکے پاس آیا اور اسکے سر پر ہاتھ رکھا "

میں بلکل ٹھیک ہوں۔ آپ کو پتہ ہے دادی نے آج آپکے پسند کا فرائیڈ رائس " بنایا ہے۔ پر آپ دادی کو بتانا مت میں نے آپکو بتایا ہے وہ آپکو سرپرائیز دینا چاہتی ہیں مرجان نے رازداری سے بتایا۔ گول مٹول سے گلابی گالوں والی اس بچی کے آنکھوں " میں بے پناہ شرارت تھی۔

اور تم نے انکا سرپرائیز خراب کردیا۔ کتنی بری بات ہے ناں یہ؟" حنان نے " خفگی سے کہا تو اس نے جھٹ سے اپنے کان پکڑ لئے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سوری۔۔۔۔۔ "دونوں کان پکڑ کر اس نے معصومیت سے کہا تو حنان کو اس پر " ٹوٹ کر پیار آیا۔ اس نے مرجان کے دونوں گال کھینچے اور مسکراتا ہوا کپڑے چینج کرنے چلا گیا۔

منظر چھٹ گیا۔ پہلے والے منظر کی جگہ ایک دوسرا منظر بننے لگا

حنان پورچ میں کھڑا تھا، ڈرائیور اسکا سفری بیگ گاڑی کی ڈگی میں رکھ رہا تھا۔ اسکی دادی، مرجان وہیں کھڑی تھیں۔ دادی تو اس پر دعائیں پڑھ پڑھ کر پھونک رہی تھیں جبکہ مرجان ناراض سی کھڑی تھی۔

، بھائی۔۔۔۔پہلے آپ لاہور کی اتنی اچھی یونیورسٹیاں چھوڑ کر کراچی پڑھنے چلے گئے " اور اب جاب بھی وہیں کرلی" مرجان نے خفگی سے کہا

کیا کروں مجبوری ہے میری۔ ایک بار تمہارا ماسٹرز کمپلیٹ ہو جائے پھر میں تمہیں اور " دادی کو بھی وہیں بلالونگا۔"حنان نے اسے تسلی دی مگر وہ ہنوز خفا رہی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"اچھا اب ایسے رخصت کروگی بھائی کو؟" اس نے اسے منانے کی کوشش کی پر مرجان نے کوئی جواب نہ دیا۔ حنان نے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک چاکلیٹ نکال کر اسکی طرف بڑھائی تو اس نے لینے کے بجائے حنان کو گھورا اور کہا

"بس ایک؟" اسکی بات پر وہ مسکرایا اور دوسرے ہاتھ سے کوٹ کی دوسری جیب سے دوسری چاکلیٹ نکال کر اسکی طرف بڑھائی تو اس مسکراتے ہوئے دونوں چاکلیٹ لے لی۔

یہ منظر بھی مٹ گیا اور ایک تیسرا منظر بننے لگا۔ وہ اس آخری دن کا منظر تھا جب مرجان اس سے ملنے چند گھنٹوں کے لئے کراچی آئی تھی۔ اور اسکے بعد وہ دوبارہ اسکا چہرہ نہیں دیکھ سکا۔ وہ ائیرپورٹ کا منظر تھا، وہ اسے رخصت کرنے کے لئے ساتھ آیا تھا۔ وہ بار بار اسے مڑ کر دیکھتی اور ہاتھ ہلاتی۔ اگر حنان کو اس وقت معلوم ہوتا کہ وہ اسے آخری بار دیکھ رہا ہے تو وہ اسے کہیں جانے ہی نہ دیتا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بارش تیز ہوگ ئی۔ سارے مناظر ہوا میں تحلیل ہوگئے۔ پتہ نہیں اسکی بہن اس وقت کہاں ہوگی؟ اس طوفانی بارش سے بچنے اور سر چھپانے کے لئے اسکے پاس چھت بھی ہوگی کہ نہیں؟ "

----------------------------------*----------

" امّی صبح تک اگر بارش رک گ ئی تو پھر میں آپ کو لے کر ڈاکٹر کے پاس جاؤ نگی "
فاطمہ نے لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے زہرہ بیگم کو یاد دہانی کرائی۔

" پر بیٹا تمہارا آفس؟ اسکا کیا ہوگا؟ "

" میں آفس سے ہاف لیو لے لونگی "

کتنی محنت کرتی ہو تم۔ میں خود چلی جاتی ہسپتال، اب تم آفس سے تھکی ہوئی آؤ گی "
" پھر میرے ساتھ ہسپتال بھی جاؤ گی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کچھ نہیں ہوتا، ہسپتال بہت سارے ٹیسٹ ہونگے آپ کہاں کہاں اکیلی جائے گی۔ "

" میں ہاف لیو لے لونگی کہا تو ہے

اچھا ابھی تو جاکر سوجاؤ" انھوں نے فکر مندی سے کہا "

میرا تھوڑا سا کام رہ گیا ہے۔ وہ کر کے سوجاونگی" اس نے کہا تو زہرہ بیگم اپنے کمرے میں چلی گ ئی۔ وہ لیپ ٹاپ میں سر دیئے مصروف تھی۔ جب کام کرتے کرتے اسکے انگلیاں رکی، کچھ نامعلوم سا احساس ہوا تھا اسے جو اس نے گردن اٹھاکر دیکھا، جیسے ہی اس نے سر لیپ ٹاپ پر سے سر اوپر کیا وہ ششدرہ رہ گ ئی۔

وہ کسی کھلے میدان میں موجود تھی۔ اس نے گھبراکہ واپس اس جگہ دیکھا جہاں اسکا لیپ ٹاپ تھا، وہ اب وہاں موجود نہیں تھا۔ اس کھلے میدان میں فاطمہ گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی۔ جیسے کوئی بھاگتے بھاگتے تھک کر گرجاتا ہے۔ اسکے سر سے دوپٹہ غائب تھا۔ بارش تڑ تڑ برس رہی تھی۔ وہ اس میں پوری طرح بھیگ چکی تھی۔ دائیں ہاتھ کی ہتیلی سے خون رس رہا تھا، جیسے کسی نے چھری سے کٹ لگایا ہو۔ لیکن اس وقت اسے اپنے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

زخموں کی فکر نہ تھی۔ اپنے پیچھے اسے بھاگتے قدموں کی دھمک سنائی دی تو وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی اور بھاگنا شروع کردیا۔ وہ اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔

کبھی کبھی بجلی کڑکتی تو اسکا دل دہل جاتا۔ بھاگتے قدموں کی آواز شاید دور ہوگ ئی تھی اس لئے وہ تھوڑی دیر کے لئے رکی اور ہانپنے لگی۔ وہ کافی دیر تک گھٹنوں پر ہاتھ رکھے جھکی کھڑی رہی اور گہرے گہرے سانس لیتی رہی۔ تھوڑی دیر میں جب اسکی حالات کچھ بہتر ہوئی تو وہ سیدھی ہوئی۔ لیکن اسی وقت کوئی بھاری سی چیز اسکے سر پہ آلگی۔ اسکی `!!...چیخ نکل گ ئی

اس نے سر جھٹک کہ یہاں وہاں دیکھا سب کچھ اپنی جگہ پر موجود تھا۔ وہ اپنے کمرے میں تھی اور اسکا لیپ ٹاپ سامنے کھلا پڑا تھا۔ وہ کب ان یادوں سے پیچھا چھڑانے میں کامیاب ہوگی

-----------------------*---------

شیری۔۔۔۔۔اٹھ جائے۔ صبح ہوگ ئی ہے" شہزاد کی آواز سے وہ نیند سے جاگا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"آپ ساری رات یہیں لاؤنج میں سوتے رہیں؟"

"ہاں وہ بس آنکھ لگ گ ئی تھی۔ پتہ ہی نہیں چلا"

اچھا آپ منہ ہاتھ دھو آئے ہم ناشتہ لگواتے ہیں" وہ کہہ کر جانے کے لئے مڑی ہی تھی کہ شہریار کی آواز نے اسکے قدم روک لئے

"شہی۔۔۔۔۔ایک بات بتاؤ شہیر کو مرے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟"

چھ سال" شہزاد نے حیرت سے جواب دیا"

تو تم اسے ابھی تک بھولی کیوں نہیں؟ دیکھو شہی۔۔۔۔میری بھی مں جیسی چاچی مری تھی۔ اشرف بابا کی بھتیجی بھی مری تھی تو کیا ہم سب انکی یاد میں پاگل ہو گئے؟ نہیں ناں۔۔۔ مرنے والے کے ساتھ مرا نہیں جاتا۔ نہ ہی انکے جانے سے زندگی رک جاتی ہے۔ شہیر میرا بھی بہت اچھا دوست اور بھائی تھا، میں بھی اسکو یاد کرتا ہوں۔ لیکن تم نے اسکی موت کا صدمہ لے لیا ہے۔ اب تم اسے بھول جاؤ اور نکل آؤ اس

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

صدمے سے۔ بھول جاؤ اسے اور اگر وہ یاد بھی آتا ہے تو اسکے ایصال ثواب کے لئے دعا کیا کرو۔ ٹھیک ہے" شہریار اسے سمجھاتا رہا اور وہ سر جھکائے سنتی رہی۔ پھر وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا

"آپ اس صدمے سے اس لئے باہر آگئے کیونکہ آپ اور بابا وہ نہیں جانتے جو ہمیں معلوم ہیں۔ جو راز ہمارے سینے میں دفن ہے اسے ہم آپ دونوں کے سامنے نہیں کھول سکتے ورنہ آپ بھی--------- "وہ دل ہی دل میں شہریار سے مخاطب تھی

-------------------*------------

وہ آفس کے لئے نکل رہی تھی جب اسے سامنے سے پھپھو آتی دکھائی دی۔ اسکا حلق تک کڑوا ہوگیا تھا

"کیسی ہو بیٹا؟ کتنے دن ہوگئے تم نے اپنا چہرہ نہیں دکھایا تو میں نے سوچا خود ہی آجاؤ تم سے ملنے" چہرے پر محبت کا لبادہ اوڑھ کر انہوں نے کہا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اچھا کیا۔ اب یہ بتائے کوئی کام تھا آپ کو؟" وہ چاہ کر بھی مسکرا نہ سکی "

ہاں ابھی تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ وہ۔۔۔۔وہ تم نے اظہر کے بارے میں کیا سوچا؟" انہوں نے پوچھا تو اسکے چہرے پر ناگواری چھاگ ئی۔

میں نے آپ سے پہلے بھی کہا ہے کہ میں آپ کے بیٹے سے شادی نھیں کرونگی "

اسکی بات پر پھپھو نے غصے سے اسے دیکھا "

تو پھر کس سے کروگی؟ اس سے جو تمہیں چھوڑ گیا؟ تم نے اپنی مرضی کرنی تھی سو کرلی۔ نتیجا دیکھ لیا نہ۔ ویسے بھی تمہارے آگے پیچھے تو کوئی ہے نہیں بھائی صاحب کے بعد ہم ہی تمہارے وارث بچے ہیں "

میرے وراث یا میری جائیداد کے وارث بنا چاہتے ہیں آپ" اس نے چبھتا ہوا " طنز کیا۔ ان کو تو آگ ہی لگ گ ئی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تم جو بھی کہہ لو شادی تو تمہیں میرے بیٹے سے ہی کرنا ہوگی۔ چاہے اپنی مرضی سے کرو یا زبردستی" انہوں نے کہا اور پیر پٹختے ہوئے باہر نکل گ ئی۔ ماہین افسوس سے انکو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

*______________*______________*___________

"علی نہیں آیا؟" حنان نے شہریار کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا

" نہیں وہ آج نہیں آئے گا۔ اسکا میسج آیا تھا کہہ رہا تھا کہ بخار ہے اسے"

"کہیں وہ مجھ سے ناراض تو نہیں؟" حنان نے فکرمندی سے پوچھا

"ہوسکتا ہے، تمہیں اسکے سامنے اسکے بابا کی حمایت نہیں کرنی چاہیئے تھی جانتے تو ہو وہ کتنا ٹچی ہو جاتا ہے" اس نے حنان کو دیکھتے ہوئے کہا۔ حنان اسکے سامنے والی کرسی کی پشت پر دونوں کہنیاں ٹکائے ذرا سا جھک کہ کھڑا تھا۔ شہریار کو کافی پہلے کا کہا ہوا پنا ایک جملہ یاد آیا "اگر اس نے تیرا سر پھاڑ دیا تو فکر مت کرنا ہم ہیں ناں----ہم

تیرے چنے پڑھ دینگے " انسان بھی مذاق میں کتنی غلط بات کر جاتا ہے۔ کونسی گھڑی قبولیت کی ہوتی ہے ہم اس بات سے انجان ہوتے ہیں۔ جب تک حنان کوما میں رہا، تب تب شہریار کو اپنا کہا ہوا جملہ یاد آتا اور وہ شرمندہ ہو جاتا۔ آج حنان کو اپنے سامنے صیح سلامت کھڑا دیکھ کر اسنے دل سے اسکی زندگی کی دعا مانگی تھی

کیا سوچ رہے ہو شیری؟" اسے خود کو تکتا پاکر حنان نے پوچھا تو وہ گہری سانس لے کر سیدھا ہوا اور اس سے گویا

دیکھو حنان ہم تینوں تقریباً دس سالوں سے دوست ہیں۔ ایک دوسرے کے بارے میں سب جانتے ہیں۔ اگر تم علی کو کچھ سمجھانا چاہتے ہو تو بلکل سمجھاؤ یہ تمہارا حق ہے لیکن۔۔۔۔اس طرح نہیں جیسے تم نے کل اس سے کہا۔ اسطرح اسے یہ لگے کا تم اسکے بابا کی وکالت کر رہے ہو اور اسے غلط کہہ رہے ہو "

" لیکن وہ غلط کر رہا ہے "

ہاں۔۔۔میں مانتا ہوں کہ وہ غلط کر رہا ہے لیکن اسکے ساتھ بھی کتنا برا ہوا تھا "
ناں۔۔۔اب دیکھو ساری رات وہ یہی سب باتیں سوچتا رہا ہوگا اور صبح اسے بخار چڑھ گیا
اس سے پہلے کے حنان کچھ کہتا ماہین دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی "
اسلام علیکم۔۔۔۔۔۔شہریار یہ فاطمہ آج ہاف لیو پہ۔۔۔۔۔"اسکی بات ادھوری رہ گ ئی جب اسکی نظر حنان پہ پڑی وہ سامنے دیوار کو دیکھ رہا تھا۔ شاید وہ ماہین کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

ہاں۔۔۔۔وہ آج ہاف لیو پر ہیں" شہریار نے اسکی بات کا جواب دیا "
اچھا میں چلتا ہوں شیری۔۔۔۔۔"حنان نے دائی ریکٹ شہریار کو مخاطب کیا اور اسکے " روم سے نکل گیا۔ ماہین نے بے حد دکھ سے اسے جاتے ہوئے دیکھا

-----------*-----------*-----------*

Dont copy paste without permission

کھو_گئے_ہو_کہاں#

از ژیلہ ظفر

چھٹا حصہ

اسپیشل_قسط#

صبح ساتھ بجے کے قریب علی کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے جسم میں درد کی ٹیسیں اٹھتی محسوس کی۔ وہ رات میں بارش میں بھیگا تھا اور کپڑے بدلنے کے بجائے انہی کپڑوں میں سوگیا تھا۔ اسکے گیلے کپڑے اب سوکھ چکے تھے اور اس لاپروائی کے نتیجے میں اب اسے بخار چڑھ گیا تھا۔ وہ اٹھا واش روم گیا، نہا کے باہر آیا تو بخار مزید بڑھ چکا تھا۔ وہ جانتے بوجھتے خود کو اذیت دے رہا تھا۔ موبائ ل پر شیری کا میسج آیا ہوا تھا۔ اس نے شیری کو اپنے آج آفس نہ جانے کا میسج کردیا تھا۔ اور جاکے اپنے بیڈ پر لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔ جسم درد سے ٹوٹ رہا تھا لیکن وہ دوائی نہیں لے رہا تھا۔ اسی طرح کروٹیں بدلتے بدلتے اسکی آنکھ لگ گ ئی دوبارہ وہ اٹھا تو دوپہر کے دو بج رہے تھے۔ اسے شدید

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بھوک محسوس ہوئی۔ بخار شاید خود ہی کم ہوگیا تھا۔ اس نے گاڑی کی چابی، موبائل اور اپنا والٹ اٹھایا اور کمرے سے باہر آیا۔ تب ہی ایک ملازم اسکے پیچھے آیا

" صاحب جی، آپ ناشتہ کرینگے؟" اس نے پوچھا تو علی نے نفی میں سر ہلادیا

" صاحب وہ بڑے صاحب کا بی.پی بہت ہائی ہے آپ چل کہ دیکھ لیں "

" دوا دے دو انہیں شام تک ٹھیک ہوجائے گے" اس نے سپاٹ چہرے کے ساتھ بے تاثر لہجے میں کہا اور گھر سے باہر نکل آیا۔ وہ بے مقصد سڑکوں پر گھومتا رہا پھر اسے بھوک کا احساس ہوا تو اس نے ایک ریسٹورینٹ کے سامنے گاڑی روکی۔ سردی کا موسم تھا اور رات بارش کے باعث ٹھنڈ مزید بڑھ گ ئی تھی۔ وہ نیلی جینز پر ہلکی آسمانی رنگ کی سفید دھاریوں والی ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ اتنی ٹھنڈ کے باوجود اس نے کوئی سوئیٹر نہیں پہنا ہوا تھا۔ خود اذیتی کی انتہا تھی...!!!

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ آنکھوں پر سے گاگلز ہٹا کر اندر داخل ہوا۔ اور ایک قدرے پرسکون گوشے میں بنی ٹیبل کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے سامنے رکھا مینیو کارڈ اٹھایا اور ڈششز دیکھنے لگا جب ہی اسے اپنے پاس کسی کی آواز سنائی دی

" سر علی آپ یہاں؟" علی نے سر اٹھا کر دیکھا۔ تو اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔

" مس فاطمہ آپ، کس کے ساتھ ہیں؟" اس نے پوچھا

" کسی کے ساتھ نہیں، اکیلی ہی ہوں "

" اوہ۔۔۔۔میں بھی اکیلے ہی آیا ہوں۔ آئے ناں آپ مجھے جوائن کریں" علی نے خوشدلی سے کہا

" نہیں۔۔۔ نہیں سر آپ کی پرائیویسی ڈسٹرب ہوگی" وہ ہچکچائی

" بلکل بھی نہیں۔۔۔۔انفیکٹ اگر آپ میرے ساتھ لنچ کرینگی تو مجھے خوشی ہوگی "

علی نے اصرار کیا تو وہ بیٹھ گ ئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اور ہاں لنچ میری طرف سے" اس نے پہلے ہی فاطمہ کو بتادیا کہ مبادا کہیں وہ لنچ " کے بعد بل پے کرنے نہ لگ جائے۔

لیکن سر۔۔۔۔۔ "وہ کچھ بولنا چاہتی تھی کہ علی نے اسکی بات کاٹ دی "

لیکن ویکن کچھ نہیں۔۔۔۔ یہ لنچ میری طرف سے ہے بس" علی نے کہا تو وہ " مسکرا دی۔ علی نے ویٹر کو بلا کر آرڈر لکھوایا اور اس سے مخاطب ہوا

آج آپ آفس نہیں گ ئی؟" علی نے پوچھا کیونکہ یہ آفس ٹائ م تھا "

دراصل سر مجھے آج امی کو لے کر ہسپتال جانا ہے اس لئے صبح ہی ہاف لیو)آدھی " چھٹی (لے لی تھی۔ یہاں سے گزر رہی تھیں تو سوچا کہ لنچ کرتی جاؤ ں" وہ سادگی سے بتارہی تھی۔ اور علی اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنے ایمپلائی ز کے ساتھ اتنا بے تکلف نہیں ہوتا تھا، اگر اس وقت فاطمہ کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ کبھی بھی اسے ساتھ لنچ کرنے کی پیشکش نہ کرتا، لیکن فاطمہ میں کچھ خاص بات تھی۔

آپ بھی آج آفس نہیں گئے سر، خیریت؟" بات کرتے اس نے اچانک سے " پوچھا۔ ویٹر کھانا سروو کر کے جا چکا تھا

مس فاطمہ ہم آفس میں بے شک باس اور ایمپلائی ہیں لیکن اگر آفس کے باہر آپ "
" مجھے سر علی کے بجائے، صرف علی کہے تو مجھے اچھا لگے گا

آپ بھی تو مجھے مس فاطمہ کہہ رہے ہیں" اس نے کہا تو علی ہنس دیا۔ "

ٹھیک ہے اب سے میں بھی آپ کے نام کے ساتھ مس نہیں لگاؤں گا" اس " نے مسکراتے ہوئے کہا، رات والی ساری کیفیت کہیں گم ہوگئی۔ ایک دم ہی اسکا موڈ خوشگوار ہوگیا تھا۔ اور ایسا کیوں ہوا وہ خود نہیں سمجھ پارہا تھا

اوکے۔۔۔۔لیکن آپ آج آفس کیوں نہیں آئے؟" وہ اتنے جلدی اسکا نام نہیں " لے سکی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بس طبیعت کچھ بہتر نہیں تھی" اس نے کہا اور ویٹر کو بل لانے کہا۔ ویٹر بل لے آیا تو فاطمہ نے دو آئی سکریم آرڈر کردی۔ علی نے حیرت سے اسے دیکھا

"لنچ آپکی طرف سے میٹھا میری طرف سے" اس نے مسکراتے ہوئے علی سے پوچھا، وہ بھی ہنس دیا۔ اسے خود پر حیرت ہورہی تھی، کہ وہ کیسے فاطمہ سے اتنا بے تکلف ہورہا تھا۔

"لگتا ہے آپ میٹھے کی شوقین ہیں" آئی سکریم آگ ئی۔

"بہت زیادہ۔۔۔"اس نے کہا۔ آئی سکریم کھاتے کھاتے فاطمہ نے سر اٹھایا تو وہ ساکت رہ گ ئی۔ وہ پھر سے ایک کال کوٹھری میں قید تھی۔ لیکن اس بار اسکے ہاتھ کھلے ہوئے تھے۔ جبھی کال کوٹھری کا بڑا سا دروازہ کھلا اور ایک عورت اندر آئی

"اے۔۔۔۔اٹھو" اس نے فاطمہ کو بازو سے پکڑ کہ کھڑا کیا۔

"چلو میرے ساتھ۔۔۔اور خبردار، آواز مت نکالنا" اس نے فاطمہ کو سختی سے کہا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"کک۔۔۔کہاں لے جارہی ہو مجھے۔۔۔پلیز میری بات سنو تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو"

فاطمہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ وہ عورت اسے گھسیٹتی ہوئی باہر لائی

"تم سے کہا ہے ناں خاموش رہو۔ اگر جان پیاری ہے تو اب منہ بند رکھنا" وہ اسے ایک رہداری سے گزارنے لگی۔ وہ رہداری تنگ اور قدرے اندھیری تھی۔ وہاں ہر تھوڑے فاصلے پر ایک دروازہ تھا۔ جیسے اس رہداری میں مزید کال کوٹھریاں ہوں۔ وہ اسے تقریباً کھینچتے ہوئے لے جارہی تھی۔ بلاخر راہداری ختم ہوئی اور وہاں ایک بڑا سا دروازہ تھا۔ وہ اسے اس دروازے سے باہر لائی تو فاطمہ کو معلوم ہوا کہ وہ ایک میدان ہے۔ دن کا وقت تھا، میدان میں ایک گاڑی کھڑی تھی۔ وہ عورت فاطمہ کو اس گاڑی کے پاس لے جانے لگی تو اس نے ایک بار پھر سے مزاحمت کی

"دیکھو تمہاری اپنی بھی تو بیٹیاں ہونگی، مجھ پر رحم کھاؤ اور جانے دو مجھے" فاطمہ نے خود کو اسکی منت کرتے ہوئے پایا۔ لیکن اس عورت نے اسکی نہ سنُنی بلکہ اسے گاڑی کے اندر دھکا دے دیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

فاطمہ۔۔۔۔فاطمہ" علی نے اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تو وہ چونکی "

"جج۔۔۔ جی سر۔۔۔۔ "

" کہاں کھو گئی آپ؟ آئی سکریم پگھل رہی ہے آپکی "

کہیں نہیں۔۔۔بس ایسے ہے کچھ سوچ رہیں تھیں" اس نے کہا اور آئی سکریم " کھانے لگی۔ اب اسے وہ آئی سکریم کڑوی لگنے لگی تھی۔ علی حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ ایسے ہی اکثر بیٹھے بیٹھے کہیں کھو جاتی تھی

*_________________*___________*_____________

وہ نہا کر آیا تھا۔ صبح اسے شیری نے بتایا تھا کہ اسکے چاچو نے بشارت کہ اڈے کے قریب جو پولیس اسٹیشن ہے وہاں سے معلومات حاصل کی تو پتہ چلا کہ وہاں کچھ لڑکیاں آئی ین تھیں۔ بہت سی ابھی تک قید میں ہیں۔ آج رات اسے اسی پولیس اسٹیشن جانا تھا۔ وہ شہریار کا انتظار کر رہا تھا۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کہیں سے بھی مرجان کو ڈھونڈ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

لائے۔ وہ بے چینی سے شہریار کا ویٹ کررہا تھا۔ جب ہی اسکے موبائل پر کسی کی کال آنے لگی، اس نے دیکھا تو "ماہی کالنگ" کے الفاظ جگمگا رہے تھے۔ وہ حیرت سے اسکرین دیکھتا رہا، اسکی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اتنا سب کچھ ہوجانے کے بعد وہ اسے کیوں کال کر رہی تھی۔ کال کٹ گ ئی، تھوڑی دیر بعد پھر سے فون بجنے لگا۔ حنان نے اب بھی فون نہیں اٹھایا۔ جب تیسری بار کال آئی تو حنان نے یہ سوچ کر کہ شاید آفس کا کوئی کام نہ ہو فون اٹھالیا

حن۔۔۔حنان" اس نے جھجکتے ہوئے حنان کا نام لیا "

بولو کیا کام ہے؟" اس نے لئے دیئے سے انداز میں پوچھا "

"میں وہ۔۔۔۔۔مجھے تم سے ملنا تھا "

کیوں؟ کیا بات کرنی ہے" حنان کا بےتاثر لہجہ اسکے حوصلے پست کررہا تھا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"حنان مجھے۔۔۔مجھے تم سے معافی مانگنی ہے۔ میں تم سے۔۔۔۔۔بہت شرمندہ ہوں۔ "اس نے ہمت مجتمع کر کے کہہ دیا

"تو؟؟؟؟ کیا کروں میں تمہاری شرمنگی کا؟ کیا ہو جائے گا تمہاری معافی سے؟ کیا میری زندگی کے چودہ ماہ واپس آجائے گے یا مجھے میری بہن اور دادی واپس مل جائے گی؟" اس نے تلخی سے پوچھا تو ماہین کو رونا آنے لگا

"حنان۔۔۔۔۔۔پلیز، مجھے ایک موقعہ تو دو۔۔۔"

"کیوں؟ تم نے دیا تھا مجھے ایک موقعہ؟ کوئی غلطی نہ ہوتے ہوئے بھے تم نے مجھے وضاحت کا موقع دیا تھا؟" اسکے پوچھنے پر ماہین خاموش ہوگ ئی۔

"اگر تمہیں مجھ سے یہی بے کار باتیں کرنی ھیں تو مجھے آئی ندہ کال نہ کرنا" اس نے کہتے ساتھ ہی کھٹاک سے کال کاٹ دی۔ ماہین گم صم سی فون دیکھتی رہی۔ کبھی سوچا بھی نہ تھاکہ حنان اس سے اسطرح کا رویہ اختیار کر لے گا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

لیکن اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ ہار نہیں مانے گی۔ اگر اسے حنان کے آگے ہاتھ بھی جوڑنے پڑیں تو وہ بھی کرلے گی۔ مگر ایک کوشش تو کرے گی

*___________*_________________*________

حنان اور شہریار گھر سے باہر نکل کر پورچ میں آئے تو ان دونوں کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ سامنے گاڑی کی بونٹ سے ٹیک لگائے علی کھڑا تھا۔

علی تم؟" حنان نے آگے بڑھ کر اس سے پوچھا "

کیوں مجھے نہیں آنا چاہیے تھا کیا؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا "

" مجھے لگا کہ شاید تم نہیں آؤ گے

" تمہیں ایسا کیوں لگا؟ "

" تم مجھ سے ناراض ہوگئے تھے نہ "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"میں تم سے ناراض ہوسکتا ہوں؟" علی نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو حنان نے نفی میں سر ہلا دیا۔ علی نے آگے بڑھ کر اسکو گلے لگا لیا۔

"تو کچھ بھی بولنے کا حق رکھتا ہے مجھ سے۔۔۔ میں تجھ سے کبھی ناراض نہیں ہونگا" اس نے حنان کو گلے لگائے لگائے کہا۔ شہریار کی اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی تھی۔ وہ کل سے ان دونوں کے لئے پریشان تھا۔

"چلو اب ہمیں جلدی پہچنا ہے۔ ورنہ ایس پی صاحب چلے جائے گے،" شہریار نے یاد دہانی کراتے ہوئے ان سے کہا تو وہ دونوں کار میں بیٹھ گئے۔

--------------------------*---------*

وہ بیڈ پر لیٹی پرانی باتیں یاد کررہی تھی۔ آج سے تقریباً دوسال پہلے وہ اپنے آفس میں شیلف کے سامنے کھڑی کسی فائل کو دیکھ رہی تھی، جب علی اسکے کمرے میں آیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"کیا ہوا ہے علی؟" اس نے پوچھا تو علی نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ اس نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی جب شہریار اور حنان بھی اندر داخل ہوئے اور علی کو دیکھ کر چونکے

"تو یہاں ہے ہم تجھے پورے آفس میں ڈھونڈ رہے ہیں" حنان نے حیرت سے پوچھا

"مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ تو میری بہن ماہین کو پرپوز کرنے آیا ہے"

"تیری بہن؟ دیکھ حنان پارٹی بدل لی اس کمینے نے" شہریار نے صدمے سے بولا

"پرپوز تو میں کر چکا ہوں اسے، اب تو انگوٹھی پہنانے آیا ہوں" حنان نے اپنے منہ بولے سالے کو دیکھتے ہوئے کہا

"اچھا !!!تو برخوردار کما کتنا لیتے ہو؟ میری بہن کو دو وقت کی روٹی تو کھلا سکتے ہو نہ" علی نے انتہائی سنجیدگی سے کہا

"صرف روٹی؟ میں تو پیزا، برگر اور بہت کچھ کھلا سکتا ہوں"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ماہین، مجھے تمھاری پسند پر اعتراض ہے۔ میری طرف سے انکار سمجھو" علی نے ماہین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ماہین مسکرائی، حنان نے آنکھوں آنکھوں میں شہریار کو اشارہ کیا تو وہ علی کی جانب بڑھا

اوئے۔۔۔تو کیوں میرے پاس آرہا ہے؟" علی نے گھبرا کر پوچھا

شہریار نے پاس رکھا ٹیپ اٹھا کر علی کے منہ پر لگایا اور اسے ہلنے کا موقع دیئے بغیر ہی اسکے دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے لے جا کر پکڑ کر کھڑا ہوگیا۔ ماہین کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔ حنان نے آگے بڑھ کر اسے انگوٹھی پہنائی تو شہریار نے تالی بجانے کے لئے علی کے ہاتھ چھوڑے، ہاتھ آزاد ہوتے ہی اس نے سب سے پہلے شہریار کے سر پر ایک تھپڑ رسید کیا پھر اپنے منہ سے ٹیپ ہٹا کر وہ بھی تالی بجانے لگا۔

پرانی باتیں یاد کر کے ماہین چہرے پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں نمی دوڑ گ ئی۔ اس نے دل ہی دل میں ارادہ کیا کہ آج ہی وہ حنان کے گھر جائے گی، اس سے معافی مانگے گی۔ زیادہ سے زیادہ کیا ہوگا؟ وہ اسے برا بھلا کہے گا، اسے ذلیل کرے گا۔ تو کیا ہوا؟ وہ اس

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سے زیادہ کی حقدار تھی۔ لیکن اسے یقین تھا کہ حنان اس سے آج بھی محبت کرتا ہے اور وہ زیادہ دیر اس سے ناراض نہیں رہ سکتا۔

*____________*____________*____________

وہ تینوں اس وقت پولیس اسٹیشن میں موجود تھے کیونکہ ڈی آئی جی صاحب نے اسٹیشن میں انکے آنے کا بتا دیا تھا اس لئے ایس پی اور تمام کانسٹیبل بہت شرافت سے انکے سوالوں کے جوابات دے رہے تھے۔

”آپ بلکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ ڈیڑھ سال پہلے بشارت کے اڈے سے کچھ لڑکیاں گرفتار ہوئی تھیں۔ ان میں سے کچھ لڑکیاں جیل میں ہیں اور ہم نے انکے بارے میں معلومات نکلوالی ہیں، پر ان میں سے کسی کا نام مرجان نہیں ہے“ ایس پی صاحب نے تفصیل سے بتایا

”آپ نے کہا کہ کچھ لڑکیاں جیل میں ہیں تو باقی کہاں گ ئی؟“ شہریار نے پوچھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" زیادہ تر لڑکیاں اغوا ہوکے آئی تھیں اس لئے انہیں انکے گھر والے لے گئے "

" لیکن میری بہن کا اس شہر میں کوئی نہیں ہے پھر وہ کہاں جاسکتی ہے ؟ "

حنان نے پریشانی سے پوچھا

ایک منٹ سر۔۔۔۔ "ایس پی صاحب نے کہا اور ایک فائل نکالی " یہ دیکھے۔۔۔۔جو لڑکیاں یہاں سے جا چکی ہیں یہ انکی معلومات ہیں آپ دیکھ لے ان میں سے کوئی آپ کی بہن تو نہیں " اس نے فائل حنان کی جانب کھسکائی۔ حنان فائل کے صفحے الٹنے لگا بمشکل پندرہ سولہ لڑکیوں کی تصاویر تھیں مگر ان میں ایک بھی تصویر مرجان کی نہیں تھی، اسکی پریشانی میں مزید اضافہ ہوگیا۔

" پر ان میں سے کوئی بھی میری بہن نہیں ہے "

" اوہ۔۔۔۔۔سوری سر اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے "

کوئی بھی اور معلومات نہیں ہے آپ کے پاس؟ " شہریار نے امید سے پوچھا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

”نہیں سر۔۔۔۔۔ آئی ایم رئیلی سوری“ حنان مرے مرے قدموں سے اپنے دونوں دوستوں کے ساتھ واپس آگیا۔ وہ لوگ گاڑی میں بیٹھنے ہی والے تھے جب ایک کانسٹیبل اسکے پیچھے بھاگتے ہوئے آیا

”صاحب۔۔۔۔۔ صاحب روکیں۔۔۔۔ صاحب“ وہ بھاگتے بھاگتے ان تک آیا

”ہاں بولے کیا ہوا ہے؟“ علی نے پوچھا

”میں شاید آپ کو کچھ بتاسکوں“ اس آہستگی سے کہا

”کیا؟ کیا جانتے ہو تم؟“ حنان نے جلدی سے پوچھا

”صاحب بشارت تو اپنے تعلقات لگا کر یہاں سے فرارہوگیا تھا۔ جو لڑکیاں گرفتار ہوکر یہاں آئی یں تھیں ان میں سے زیادہ تر کو انکے گھر والے لے گئے۔“وہ رکا

”یہ سب تو میں بھی جانتا ہوں“ حنان نے بے چینی سے کہا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

صاحب جی۔۔۔ یہاں پر جن لڑکیوں کے آگے پیچھے کوئی نہیں ہوتا انہیں آگے پار "
" کردیا جاتا ہے

کیا مطلب تمہارا؟" شہریار نے نا سمجھی سے پوچھا "

مطلب جن لڑکیوں کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ملتیں، یا جن کا آگے پیچھے " کوئی نہیں ہوتا انہیں یہاں کے ایس پی وغیرہ اپنے جاننے والے ایم این اے یا یم پی اے یا پھر جاگیرداروں وغیرہ کو کثیر رقم کے عوض فروخت کردیتے ہیں۔ اگر آپکی بہن کے آگے پیچھے کوئی نہیں تھا تو اسکا صاف مطلب یہی ہوا کہ وہ یہاں سے پار ہوچکی ہیں الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ، حنان کا دل کیا زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما " جائے۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اس کانسٹیبل کو دیکھ رہا تھا۔ علی نے غصے سے اس کا گریبان پکڑ لیا۔

" کہاں اور کس کو بیچا ہے تم لوگوں نے اسے؟ "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" یہ جاننے کا اب کوئی فائدہ نہیں صاحب۔۔جس لڑکی کو آپ ڈھونڈ رہے ہیں وہ تو کب کی مر چکی ہوگی "

" کیا مطلب تمہارا " علی نے اسکا گریبان چھوڑا

" صاحب۔۔۔۔ایسے لوگ ان لڑکیوں کو زندہ کہاں چھوڑتے ہیں۔ بس ایک یا دو دن اپنے ڈیرے پر رکھتے ہیں پھر انکو مار کر انکی لاش کو پھینک دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے زندہ رہنے کی صورت میں انکی پول کھولنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ میں نے آپ کو یہ سب اس لئے بتا دیا کہ یہ لوگ تو آپ کو اصل بات بتائے گے نہیں اور آپ پاگلوں کی طرح ڈھونڈتے رہیں گے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ سچ تو یہی ہے صاحب کہ۔۔۔۔آپ کی بہن مر چکی ہے " وہ کہہ کر چلا گیا۔ حنان کو لگا کہ اسکی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج ہوگئی ہو۔ تمام حسیات جیسے مرگئی تھی۔ وہ لڑکھڑا کر گرجاتا اگر شہریار اسے سہارا نہ دیتا۔ وہ اپنا ہاتھ چھڑاتا گاڑی میں جاکہ بیٹھ گیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شہریار ڈرائیو کر رہا علی اسکے برابر میں تھا، جبکہ حنان پیچھے اکیلے بیٹھا تھا۔ وہ کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ بات کرنے کے قابل ہی کہاں رہا تھا۔ گاڑی میں ایک نامعلوم سے خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

"جن لڑکیوں کے آگے پیچھے کوئی نہیں ہوتا وہ یہاں سے پار ہوجاتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔سچ تو یہی ہے کہ آپ کی بہن بھی مر چکی ہے" کانسٹیبل کے الفاظ اسکے کانوں میں ابھی تک گونج تھے۔ ایک ایک لفظ خنجر کی طرح اسکے سینے میں پیوست ہورہا تھا۔ ضبط سے اسکی آنکھیں سرخ ہورہیں تھی۔ دل ہی دل میں وہ مرجان سے مخاطب تھا

"کہاں چلی گئی ہو میری گڑیا؟ کیوں سزا دے رہی ہو اپنے بھائی کو؟ پلیز۔۔۔۔لوٹ آؤ، لوٹ آؤ واپس ورنہ میں مر جاؤنگا۔" گاڑی حنان کے گھر کے سامنے رکی تو وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ علی اور شہریار گاڑی میں ہی بیٹھے رہے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

حنان اپنے کمرے میں آگیا۔ دماغ ماؤف ہورہا تھا۔ کیوں اسکے ساتھ ہی ایسا ہوا؟ کیا گناہ کیا تھا اس نے؟ کس بات کی سزا مل رہی تھی اسے جو ایک ایک کرکے سارے رشتے اس سے چھین رہے تھے؟ پہلے ماں، پھر باپ پھر دادی اور اب مرجان بھی۔ کیوں آخر کیوں؟ اس نے غصے سے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا سامان اٹھاکر زمین پر پھینک دیا۔

دوسری طرف شہریار نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ہی چاچو کو کال کی اور تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ وہ چند لمحوں کے لئے خاموش ہوگئے۔

"وہ صیح کہہ رہا ہے یہ ہمارے اداروں کی حقیقت ہے۔"

تو چاچو کیا ہم معلوم نہیں کرواسکتے کہ وہ کون لوگ تھے؟" شہریار نے امید سے " پوچھا

نہیں بیٹا !!!یہ ایس پی اور کانسٹیبل سب انہی کے پیسوں پر پلتے ہیں کوئی بھی " منہ نہیں کھولے گا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" تو اب ہم کیا کریں؟ "

بیٹا آپ اپنے دوست کو سمجھائے کہ وہ اس حقیقت کو تسلیم کرلے کہ انکی بہن " مرچکی ہیں "

اوکے چاچو خداحافظ" اس نے فون کاٹ دیا "

جن لوگوں کو عوام کا محافظ بنایا جاتا ہے وہی ہمارے سب سے بڑے مجرم بن چکے " ہیں" شہریار نے افسوس سے کہا، اس سے پہلے کہ علی کوئی جواب دیتا اند ونوں کو کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی۔ دونوں لمحے کی بھی تاخیر کئے بغیر اندر بھاگے، اندر تو قیامت برپا تھی۔ حنان ایک ایک چیز تہس نہس کرچکا تھا۔ اسکا اپنا ہاتھ بھی زخمی ہوگیا تھا پر اسے پرواہ نہ تھی۔ اسکے زبان پر ایک ہی سوال تھا کیوں ؟ آخر کیوں؟

حنان۔۔۔کیا کر رہے ہو یہ؟ پاگل ہوگئے کیا؟" علی نے اسے روکنے کی کوشش " کی پر وہ نہیں رکا۔ ان دونوں کے لئے حنان کو سنبھالنا مشکل ہوگیا تھا۔ بڑی مشکلوں سے شہریار نے اسے قابو کیا اور دونوں کندھوں سے تھام کر اسے صوفے پر بیٹھایا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

حنان پلیز یار۔۔۔مت کرو ایسے، سنبھالو خود کو" شہریار نے اس سے کہا "

کیسے سنبھالوں؟ میری بہن ان درندوں کے ہاتھوں رُلتی رہی اور مجھے پتہ بھی نہ چلا۔ "

" کتنا برا بھائی ہوں میں، اپنی بہن کا خیال بھی نہ رکھ سکا۔ کیا منہ دکھاؤ گا میں بابا کو؟

وہ رودیا تھا، اسے روتا دیکھ کر شہریار کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے تھے۔

علی چلتے چلتے اس تک آیا اور گھٹنوں کے بل حنان کے سامنے بیٹھ کر اسکے دونوں ہاتھ

تھام

لئے،

" ایسے تو مت رو یار۔۔۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے، پلیز حوصلہ کرو "

کیوں نہ رووں میں؟ میری بہن مر گئی ہے۔ ان "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ظالموں نے۔۔۔۔۔۔پتہ نہیں کیا کیا ہوگا اسکے ساتھ؟" آخر میں اسکی آواز لرز گئی۔

علی نے کچھ کہنا چاہا پر حلق میں آنسوں کا گولہ اٹک گیا وہ کچھ بول نہ پایا، شہریار نے اسے گلے لگالیا

صبر کرو یار" شہریار نے کہا "

مجھے میری مرجان واپس لادو۔۔۔۔۔میں مرجاؤ نگا" وہ بچوں کی طرح بلک بلک کہ رورہا تھا۔ علی کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ جس کی بہن اتنی بے رحم موت مر گئی ہو وہ اس بھائی کو کن الفاظ میں تسلی دے؟ حنان اپنے حواس کھو رہا تھا

وہ روئے جارہا تھا اور اسکے ساتھ وہ دونوں بھی رو رہے تھے۔ لیکن وہ دونوں اکیلے نہیں تھے جو اسکی اس حالت پر رو رہے تھے بلکہ ایک تیسرا انسان بھی وہاں پر تھا جو اسکی اس حالت پر رو رہا تھا

-----------*------------*-----------*

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ مرے مرے قدموں سے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی۔ وہ وہاں حنان سے معافی مانگنے کے ارادے سے آئی تھی۔ لیکن اندر حنان کو روتا دھوتا اور چیختا چلاتا دیکھ کر اسکی ساری ہمت ہوا ہوگ ئی۔ مرجان کے ساتھ کیا ہوا تھا وہ پوری طرح نہ جان پائی مگر اتنا ضرور سمجھ گ ئی کہ کچھ بہت برا ہوا تھا جبھی وہ اسطرح رویا تھا۔ ورنہ حنان رونے والوں میں سے نہ تھا۔ وہ الٹے قدموں واپس آئی اور گاڑی میں بیٹھ گ ئی

ان چند ماہ میں حنان بلکل بدل گیا تھا، اسکی زندہ دلی، شوخی اور ہنسی کہیں کھوگ ئی تھی۔ اسکی جگہ غصہ سرد مہری اور آنسوں نے لے لی تھی۔ اور ان سب کی ذمہ دار کون تھی؟ ماہین۔ اس نے اسٹ ئیرنگ پر سر ٹکادیا۔ قصوار نہ ہوتے ہوئے بھی وہ ہر چیز کا ذمہ دار خود کو ٹھرا رہی تھی

کیوں کیا میں نے ایسا؟ کیوں؟

------------*-----------*-----------*

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علی۔۔۔۔۔۔ علی۔۔۔۔۔ "عابد صاحب نقاہت زدہ آواز میں اسے پکار رہے تھے۔ "

پر وہ ہوتا تو سنتا ناں

انکی طبیعت بگڑ رہی تھی۔ سر کا درد بڑھتا جارہا تھا، وہ علی کو پکارنا چاہتے تھی پر آواز نہیں نکل رہی تھی۔

" بابا !!!مجھے بھوک لگی ہے "

" بابا !!میرا ہوم ورک کرادیں "

" بابا !جلدی گھر آجائے مجھے ڈر لگ رہا ہے "

" یہ محبت کا ڈھونگ میرے سامنے نہ رچایا کریں مسٹر عابد "

مختلف اوقات میں کہے گئے علی کے جملے انکی سماعتوں سے ٹکرارہے تھے۔ وہ اپنی دوائی ڈھونڈنے کے لئے آگے بڑھے مگر آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاگیا، وہ لڑکھڑاکہ وہیں گر گئے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علی۔۔۔"انکے دل نے شدت سے بیٹے کو پکارا مگر افسوس بیٹا دور جاچکا تھا۔ کتنا اچھا ہوتا نہ اگر وہ شاہینہ کے جانے کی سزا علی کو نہ دیتے۔ دونوں باپ بیٹا مل کر ایک دوسرے کا غم بانٹتے، ایک دوسرے کے ساتھ ہنستے بولتے، دوستوں کی طرح رہتے۔ کتنا اچھا ہوتا ناں!

انہوں نے ایک آخری بار علی کو پکارنے کی کوشش کی مگر وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوگئے

----------------------*-----------

سوگیا یہ؟" علی نے حنان کو دیکھتے ہوئے آہستگی سے شہریار سے پوچھا "

ہاں۔۔۔۔علی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ تمہیں گھر جاکے آرام کرنا چاہیے " شہریار نے کہا "

"مگر حنان۔۔۔۔۔ "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

حنان کی فکر مت کرو اسکے پاس میں ہوں" شہریار نے زبردستی اسکو بھیجا تو اسے " جانا ہی پڑا۔ اسکے جانے کے بعد شہریار نے فرسٹ ایڈ باکس اٹھایا اور آہستگی سے حنان کا زخمی ہاتھ اٹھا کر پٹی کرنے لگا۔ وہ جانتا تھا کہ اب وہ صبح ہی اٹھے گا کیونکہ علی نے اسکی حالت کے پیش نظر اسے خواب آور دوائی کھلا دی تھی۔ تاکہ وہ رات تو سکون سے گزار سکے۔

شہریار نے اسکی پٹے کردی اور خاموشی سے اسکے سامنے والے صوفے پر لیٹ گیا۔

*_____________*___________*_________

علی گھر میں داخل ہوا تو خلاف توقع عابد صاحب اس کے انتظار میں وہاں موجود نہیں تھے۔ وہ جب بھی دیر سے گھر آتا تو وہ ساری رات اسکے انتظار میں لاؤنج میں پھرتے رہتے تھے اور باربار دروازے کی جانب دیکھتے رہتے تھے۔ آج وہ وہاں موجود نہیں تھے تو علی کو کچھ عجیب سا لگا۔ لیکن وہ سر جھٹک کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ فریش ہونے کے بعد وہ دوبارہ لاؤنج میں آیا تو اسکی نظر عابد صاحب کے کمرے کی طرف

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

گ ئی، کمرے کا دروزہ کھلا تھا اور لائیٹیں بھی آن تھیں۔ ایک نامعلوم سے کشش علی کو انکے کمرے کی جانب کھینچ کر لے گ ئی۔ اس نے دروازے سے اندر جھانکا تو وہ بیڈ پر موجود نہ تھے

"لگتا ہے گھر پر نہیں ہیں۔ خیر !مجھے کیا؟ فضول میں یہاں آگیا" اس نے سوچا اور واپس جانے کے لئے پلٹا۔ لیکن اسی وقت اسکی نظریں زمین پر اوندھے پڑے عابد صاحب پر پڑی۔ وہ تیزی سے ان تک آیا اور زمین پر بیٹھ کر ان کا کندھا ہلایا

"آپ ٹھیک تو ہیں؟ کیا ہوا ہے؟" اس نے پوچھا پر کوئی جواب نہ آیا۔ علی نے انکو پکڑ کر سیدھا کیا۔ اور انکا چہرہ دیکھ کر علی کا دل لرز گیا۔ انکی ناک سے خون بہہ رہا تھا اور چہرہ نیلا ہورہا تھا، سانسیں بھی رک رک کر چل رہیں تھی۔

"بابا۔۔۔۔۔ بابا !اٹھیں۔۔۔۔ کیا ہوگیا ہے آپکو؟" اسکے ہاتھ پاؤ ں پھول گئے تھے اپنے باپ کو اس حال میں دیکھ کر۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"ارے کوئی ہے۔۔۔کہاں مر گئے ہیں سب؟" وہ چیخا "بابا ہوش کریں۔ کچھ نہیں ہوگا آپکو" وہ انکا چہرہ تھپتھپا کہ انہیں جگانے کی کوشش کررہا تھا۔ ملازم اسکی آواز سن کر دوڑے چلے آئے۔

"گاڑی نکالو جلدی" اس نے ایک ملازم کو تقریباً چیختے ہوئے کہا تو وہ باہر بھاگا۔ علی نے انہیں کسی بچے کی طرح دونوں بازوں پر اٹھایا اور باہر کی جانب دوڑ پڑا۔

"بابا کچھ نہیں ہوگا آپ کو۔۔۔۔میں آپ کو کچھ بھی نہیں ہونے دونگا۔ پلیز۔۔۔۔پلیز، ایک بار آنکھیں کھولیں۔۔۔۔ مجھ سے بات کریں بابا" گاڑی تک پہنچتے پہنچتے وہ ایک ہزار مرتبہ یہ جملہ دہرا چکا تھا۔ اس نے انہیں گاڑی میں بیٹھایا اور اسپتال کی جانب گاڑی دوڑا دی۔ پیچھے گھر کے تمام ملازم حیران کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ آج تک جس بیٹے کو وہ اپنے باپ سے نفرت کرتے دیکھتے آئے تھے، آج اسی باپ کی تکلیف پر اسے پاگل ہوتے دیکھ رہے تھے۔

!..تو ثابت ہوگیا کہ۔۔۔۔۔۔خون پانی سے گاڑھا ہوتا ہے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

-------------*-----------*----------*

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

dont copy paste without permisson

#کھو_گئے_ہو_کہاں#

از ژیلہ ظفر

ساتواں حصہ

صبح اسکی آنکھ کھلی تو اسے اپنا سر بھاری بھاری سا محسوس ہوا۔ کافی دیر تک وہ تکیے پہ سر رکھے لیٹا رہا۔ رات والی کیفیت اب کافی حد تک کم ہوگ ئی تھی۔ وہ اٹھ کہ بیٹھا تو اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ اسکے سامنے والے صوفے پہ شہریار سویا ہوا تھا۔ مطلب وہ ساری رات گھر نہیں گیا تھا۔ دنیا میں مخلص دوست ہر کسی کو نہیں ملتے، اس حساب سے وہ خوش قسمت تھا۔ وہ بنا کوئی آواز پیدا کئے بستر سے اٹھنے لگا کہ کہیں شہریار کی نیند

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

خراب نہ ہوجائے۔ لیکن وہ بہت الرٹ سویا تھا۔ ذرا سی آہٹ سے ہی اسکی آنکھ کھول گ ئی، اور وہ اٹھ بیٹھا

کیا ہوا ہے حنان؟ طبیعت کیسی ہے تمہاری؟" اس نے فکر مندی سے اس سے پوچھا

میں ٹھیک ہوں۔ تم ساری رات یہیں رہے، گھر چلے جاتے نہ۔ میری وجہ سے تمہیں اتنی تکلیف اٹھانی پڑی" حنان نے کہا

میں تمہیں اس حالت میں چھوڑ کے کہیں نہیں جاسکتا تھا۔ علی کو بھی زبردستی بھیجا ہے میں نے" اس نے کہا اور اٹھ کر حنان کے پاس آیا اور اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھا

سر میں درد تو نہیں ہے اب؟" وہ اب بھی اسکے لئے پریشان تھا۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔ تم جاؤ منہ ہاتھ دھو لو، میں ملازموں سے کہہ کر ناشتہ لگوادوں" اس نے شہریار کو کہا اور باہر کی جانب چلا گیا۔ شہریار دیکھ رہا تھا کہ وہ اپنی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

رات والی حالت پر قابو پا چکا ہے۔ ایسا ہی تھا وہ، اس پہ کچھ بھی بیت جائے وہ دنیا کو پتہ نہ چلنے دیتا تھا۔ لوگوں کے سامنے مضبوط بنا کھڑا رہتا تھا۔

اس وقت بھی وہ یہی کررہا تھا۔ رات میں جو بھی ہوا وہ سب بھلا کہ دن کی روشنی میں لوگوں سے نارمل طریقے سے ملے گا۔ اپنے آپ کو مضبوط ظاہر کرے گا، لیکن اندر سے وہ کتنا ٹوٹ چکا تھا صرف وہی جانتا تھا۔ یا اسکے دوست...!!!

فریش ہوکر وہ ناشتہ کی ٹیبل پر آیا تو حنان کو دیکھ کر اسے حیرت ہوئی، کیونکہ وہ فارمل ڈریسنگ کیئے بلکل آفس جانے کے لئے تیار تھا

"تم آفس جاؤ گے؟" اس نے حیرت سے پوچھا

"ہاں !کیا نہیں جانا چاہیے؟" اس نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے عام سے انداز میں پوچھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تمہیں کم از کم آج کے دن تو گھر پہ رہنا چاہیے "

شہریار نے سمجھانے والے انداز میں کہا اور کرسی گھسیٹ کے اسکے سامنے بیٹھ گیا

گھر پر رہ کہ کیا کرونگا میں؟ فضول باتیں ہی سوچتا رہونگا ناں !اس سے بہتر ہے کہ " آفس ہے چلا جاؤ کچھ کام ہی کر لونگا" بات تو اسکی بھی درست تھی۔ یہ تو تہہ تھا کہ حنان اپنی تکلیفوں پر سوگ منانے والوں میں سے نہیں ہے۔ وہ اپنے چہرے سے کسی کو پتہ نہیں چلنے دیتا تھا کہ اسکے دل میں کیا چل رہا ہے

چلو پھر میں تمہارے ساتھ ہی نکلونگا، لیکن پہلے گھر جاکے کپڑے چینچ کرونگا پھر وہاں " سے آفس چلیں گے" شہریار نے ناشتہ کرتے ہوئے کہا، حنان نے محض سر ہلا دیا۔

یہ علی کا فون کیوں آف جارہا ہے؟" اس نے اچانک ہی شہریار سے پوچھا "

" ہوسکتا ہے سورہا ہو "

" اس وقت وہ سوتا تو نہیں ہے ّ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" تو پھر موبائل کی بیٹری ڈیڈ ہوگئی ہوگی "

اچھا۔۔۔ "حنان "

نے پرسوچ انداز میں کہا۔ علی اتنا لاپرواہ تو نہیں تھا کہ آفس جانے کہ ٹائم پر اسکے موبائل کی بیٹری ختم ہوچکی ہو اور اسے پتہ نہ چلے، اسکی چھٹی حس کسی گڑبڑ کا اشارہ دے رہی تھی۔ ناشتہ کرکے وہ دونوں آفس کے لئے نکل گئے

اندر چلو" اپنے گھر کے باہر گاڑی روکتے ہوئے شہریار نے کہا "

" نہیں میں گاڑی میں ہی بیٹھا ہوں، تم جلدی سے تیار ہوکے آجاؤ "

چلو ٹھیک ہے، میں ابھی آتا ہوں" شہریار گاڑی سے اتر کر چلا گیا۔ اتنی دیر میں "

حنان کئی مرتبہ علی کو کال کرچکا تھا۔ لیکن ہر بار فون آف آتا تھا۔ اتنی دیر میں تو موبائل دو مرتبہ چارج ہوجاتا ہے پھر اسکا فون کیوں اب تک آف تھا؟ کوئی تو مسلہ تھا، شہریار تیار ہوکہ آگیا اور گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

یار ایک کام کرو، گاڑی علی کے گھر کی طرف لے لو" دل کو دل سے راہ ہوتی "ہے۔ حنان کو یہ محسوس ہوگیا تھا کہ علی کسی مصیبت میں ہے، کسی انہونی کا احساس تو شہریار کو بھی ہوگیا تھا لیکن وہ حنان کے سامنے اظہار کر کے اسے مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسی لئے جب حنان نے اسے علی کی گھر کی جانب گاڑی موڑنے کہا تو اس نے بنا کسی سوال جواب کے گاڑی اسی کے گھر کے راستے پر ڈال دی۔

" کیا ہوا؟ ابھی تک نمبر آف جارہا ہے اسکا؟ "

" ہاں !میں نے عابد انکل کا نمبر بھی ٹرائی کیا ہے پر وہ بھی ریسیو نہیں کر رہے "

تم پریشان مت ہو، ہوسکتا ہے علی کی طبیعت صحیح نہ ہو اس لئے وہ موبائ ل آف " کیئے سو رہا ہو" شہریار نے اسے تسلی دی

" ہوسکتا ہے "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علی کے گھر کے سامنے گاڑی روک کر حنان نے اشارے سے گارڈ کو اپنے پاس بلایا۔ وہ حنان کی کھڑکی پر جھک کر کھڑا ہوا

" ہم علی کے دوست ہیں اسے بلا کر لانا ذرا "

" پر علی صاحب تو رات سے گھر پر نہیں ہیں "

نہیں ہے؟ تو پھر کہاں ہے " شہریار نے حیرت سے پوچھا "

وہ جی رات میں بڑے صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی تھی۔ وہ بے ہوش ہوگئے تھے اور انکی ناک سے بھی خون بہہ رہا تھا۔ وہ انھی کو لے کر ہسپتال گئے تھے پر اب تک واپس نہیں آئے۔ میں کئی مرتبہ کال کرچکا ہوں پر انکا نمبر بند آرہا ہے " اس نے تفصیل سے بتایا تو دونوں ہی پریشان ہوگئے

کیا بہت زیادہ طبیعت خراب تھی انکی؟ " حنان نے فکرمندی سے پوچھا "

" جی! علی صاحب تو انکو گود میں اٹھا کر گاڑی تک لائے تھے "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

انکل کی حالت اتنی خراب ہے اور ہمیں معلوم ہی نہیں ہے۔ اچھا تم یہ بتاؤ کہ کون سے ہسپتال لے گیا ہے انہیں؟" حنان نے پہلے شہریار اور پھر گارڈ کو مخاطب کیا۔ اس سے ہسپتال کا پتہ معلوم کر کے گاڑی اسی جانب موڑ لی

--------------------------*-------------

بابا !پلیز، کچھ تو بولیں۔ مجھ سے بات کریں" علی بستر پر لیٹے عابد کا ہاتھ تھامے کہہ رہا تھا۔ آنکھیں بار بار آنسوں سے بھر جاتی جسے وہ ہتھیلی سے صاف کرتا۔

علی۔۔۔۔۔مم۔۔۔۔۔میں بس جانے۔۔۔ہی والا ہوں" عابد صاحب نے بڑی مشکلوں سے اپنا جملہ مکمل کیا۔ اور علی کا دل دہل گیا

کیوں ایسی باتیں کررہے ہیں۔ کچھ نہیں ہوگا آپکو" علی انکا جھریوں زدہ ہاتھ اتنے ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھا جیسے اسے خوف ہو کہ اگر اس نے انکا ہاتھ چھوڑ دیا تو وہ بھی اسے چھوڑ جائینگے۔ اسے پتہ ہی نہ چلا کہ کب حنان اور شہریار بھی خاموشی سے اسکے پیچھے آ کے کھڑے ہوگئے۔

آپ کو ٹیومر تھا۔ اور آپ نے مجھے بتایا ہی نہیں، اکیلے ہی اتنی بڑی تکلیف سہتے رہے اور مجھے پتہ تک نہ لگنے دیا۔ پھر سے غیر سمجھا نہ آپ نے مجھے" آخر میں علی نے ہلکا سا شکوہ بھی کردیا

"تمہیں بتانے کی ہمت نہ تھی مجھ میں،۔۔۔میں اپنے سارے رشتے کھو چکا ہوں۔۔۔۔میں تمہیں ناراض کرکے نہیں مرنا چاہتا۔ ایک بار مجھے معاف کردو" انہیں سانس لینے میں دشواری ہورہی تھی۔ لیکن وہ پھر بھی بول رہے تھے

"میں نے کہا ناں !کچھ نہیں ہوگا آپکو۔ میں علاج کرواؤنگا آپ کا۔ آپ بلکل پہلے جیسے ہوجائے گے۔ پھر ہم اپنے گھر چلیں گے۔ میں کچھ نہیں ہونے دونگا آپکو" وہ ان سے زیادہ خود کو تسلی دے رہا تھا۔ شہریار اسے دلاسا دینے کی خاطر آگے بڑھا پر حنان نے اسے روک دیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میرے پاس---بہت----بہت کم وقت ہے---ایک بار کہہ----کہہ دو کہ تم " نے مجھے معاف کردیا---ایک بار کہہ دو تاکہ میں سکون سے------مر سکوں" انہوں نے اکھڑی اکھڑی سانسوں کے درمیان کہا

بابا-----"وہ تڑپ اٹھا "

ایک بار علی-----پلیز ایک بار" وہ التجا کر رہے تھے "

میں نے آپ کو معاف کیا بابا-----میں نے معاف کیا آپکو" علی نے کہتے " ہوئے انکے ہاتھ چوم کر اپنی آنسوں سے لبریز آنکھوں سے لگا لیئے۔ اور عابد صاحب نے ایک گہری سانس کھینچی جیسے دل و دماغ سے منوں بوجھ ہٹ گیا ہو، جیسے جلتے ہوئے پر کسی نے ٹھنڈا پانی ڈال دیا ہو۔

انکی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کے بہا، اور پھر وہ علی کو دیکھ کر مسکرائے۔ ایک آخری بار مسکرائے، پھر وہ زور زور سے سانسیں لینے لگے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"بابا !بابا !کیا ہوا بابا، کچھ تو بولیں" انکا جسم جھٹکے کھانے لگا۔ شہریار بھاگ کے ڈاکٹر کو بلالایا۔ ڈاکٹرز اور نرسز نے اندر داخل ہوتے ہی سب سے پہلے علی کو باہر جانے کو کہا۔ پر نہ وہ اٹھا نہ ہی عابد صاحب نے اسکا ہاتھ چھوڑا

"سر آپ پلیز باہر جائے۔ آپکو یہاں رہنے کی اجازت نہیں ہے آپ باہر جائے" ڈاکٹر نے علی کو مخاطب کیا

"مگر۔۔۔۔۔"وہ کچھ کہنا چاہتا تھا پر حنان نے پیچھے سے آکے اسے دونوں کندھوں سے تھاما

"باہر چلو علی۔۔۔۔۔"وہ اسے زبردستی اٹھا کر باہر لے آیا۔ وہ تینوں کوریڈور میں کھڑے تھے۔ اس نے ان دونوں سے نہیں پوچھا کہ انکو اسکے یہاں ہونے کی اطلاع کس نے دی۔ اس وقت وہ کچھ پوچھنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ بار بار اپنی کوتھائی یاد آتی۔ صبح ملازم نے کہا بھی تھا کہ عابد صاحب کی طبیعت خراب ہے۔ کاش !وہ اس وقت وہ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اپنی تمام نفرت اور انا کو ایک کنارے پر رکھ کہ انکے پاس چلا جاتا۔ انھیں اسی وقت ڈاکٹر کے پاس لے جاتا تو اس وقت وہ اس حالت میں نہ ہوتے، اے کاش!!

تاریخ کبھی نہ کبھی اپنے آپ کو دہراتی ضرور ہے۔ ایک وقت تھا جب علی ہسپتال میں پڑا زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا اور عابد صاحب اپنی تمام نفرت کو بھلائے اسکی زندگی کی دعا کر رہے تھے، اسکے لئے رو رہے تھے۔ اور آج عابد صاحب اندر پڑے زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے تھے۔ اور علی باہر کھڑا رورہا تھا۔ تو ثابت ہوا کہ------خون پانی سے گاڑھا ہوتا ہے، انسان ساری دنیا سے نفرت کرسکتا ہے، ہر رشتے سے منہ موڑ سکتا ہے پر خونی رشتوں سے چاہ کر بھی نفرت نہیں کرسکتا۔ اس خون میں نہ جانے کیا کشش ہوتی ہے کہ ہزار رنجشوں اور ہزار ناراضگیوں کے باوجود ایک کی تکلیف دوسرے کو رلا دیتی ہے، ایک کی پریشانی میں دوسرا دوڑا چلا آتا ہے اور یہ خاصیت صرف خونی رشتوں میں ہی ہوتی ہے کہ خون کی کشش اپنی جانب کھینچتی ضرور ہے۔ پھر چاہے بہن بھائی ہوں، ماں باپ یا اولاد.

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کوریڈور میں تین افراد کی موجودگی کے باوجود موت کا سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر میں ڈاکٹر اور نرسسز سب باہر آگئے۔ علی تیزی سے ڈاکٹر صاحب کی جانب بڑھا وہ اسی کے پاس آرہے تھے۔

کیا ہوا؟ بابا ٹھیک ہیں؟" علی نے بے چینی سے پوچھا "

سوری بیٹا !انکی ڈیتھ ہوگئی ہے۔ اللہ آپ کو صبر دے" انھوں نے اسکے کندھے " پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گئے۔ ایسی اموات تو انکے پروفیشن کا حصہ تھی انکو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ پر جسکا اپنا مرا تھا، اسکے تو پیروں تلے زمین نکل گئی تھی۔ وہ ساکت کھڑا تھا، آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔ حنان اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے کچھ کہہ رہا تھا، شاید تسلی دے رہا تھا ،شہریار نے اسکا ہاتھ تھام رکھا تھا جو اس وقت برف کی طرح ٹھنڈا ہورہاتھا۔ لیکن اسے نہ کچھ سنائی دے رہا تھا نہ کچھ سمجھ آرہا تھا۔ اسکے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج ہوگئی تھی آس پاس کی تمام

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آوازیں آنا بند ہوگ ئی۔ کچھ سنائی دے رہا تھا تو اسٹریچر گھسیٹنے کی آواز، اور کچھ دکھائی دے رہا تھا تو سفید چادر سے ڈھکا وہ وجود، جو اسکا باپ تھا...!!!

*___________*_____________*___________

رات کا نہ جانے کونسا پہر تھا جب اسکی آنکھ کھلی تھی۔ اسے شدید پیاس لگ رہی تھی۔ ،گلا بھی جیسے سوکھ گیا تھا۔ آنکھ کھلنے کا باعث بھی شاید پیاس ہی بنی تھی۔ وہ اٹھ بیٹھا دائیں طرف دو میٹرس بچھے تھے ایک پر حنان اور دوسرے پر شہریار سویا ہوا تھا۔ ظہر میں عابد صاحب کی تدفین کے بعد سے وہ دونوں یہیں تھے۔ تعزیت کے لئے آنے والوں میں صرف عابد صاحب اور علی کے دوست اور کولیگز وغیرہ ہی تھے۔ سارے کام وہی دونوں دیکھ رہے تھے۔ علی آخری بار تب ہی رویا تھا جب اس نے، اپنی آخری سانسیں لیتے ڈاکٹر عابد کو معاف کیا تھا، اسکے بعد سے تو جیسے اسکے آنسو کہیں گم ہوگئے تھے یا شاید وہ سب کے سامنے رونا نہیں چاہتا تھا۔ ماہین بھی کافی دیر تک اس کے پاس بیٹھی رہی اسے تسلیاں دیتی رہی تھی پھر وہ بھی چلی گ ئی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

صبح سے بھاگ دوڑ کرتے حنان و شہریار تھک کر بے خبر سوئے ہوئے تھے۔ علی نے کہا بھی کہ وہ دونوں گھر چلے جائے مگر وہ علی کو کم از کم آج رات کے لئے اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ اسے اپنے دوستوں پر ٹوٹ کہ پیار آیا تھا۔

وہ خاموشی سے اٹھا اور کمرے سے باہر آگیا۔ نیوی بلیو کلر کے شلوار کرتے میں ملبوس وہ چہرے سے خاصا تھکا تھکا لگ رہا تھا۔ کچن میں آکر اس نے گلاس اٹھایا اور سلیب پر رکھا پھر فریج سے بوتل نکالنے لگا، ابھی وہ پانی کی بوتل نکال ہی رہا تھا جب اسے کسی کی آواز آئی

"علی بیٹا !ابھی تک جاگ رہے ہو، طبیعت تو ٹھیک ہے" وہ ایک لمحے کے لئے سن ہوگیا، پھر اگلے ہی لمحے وہ جھٹکے سے پیچھے مڑا اور ششدرہ رہ گیا۔ کچن کاؤنٹر سے ٹیک لگائے، سفید شلوار کرتے میں ملبوس عابد محمد کھڑے تھے۔ اسے دیکھ کر وہ مسکرائے۔

"بابا!۔۔۔" وہ بے چینی سے انکے پاس گیا۔ لیکن انکا عکس غائی ب ہوگیا۔ علی خاموش کھڑا رہ گیا، اسے اپنے پیچھے پھر سے انکی آواز سنائی دی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علی میں نے تمہارے انتظار میں کھانا بھی نہیں کھایا، آؤ دونوں باپ بیٹا مل کر کھانا کھاتے ہیں" پرشفیق سے انداز میں کہتے وہ ٹیبل پر کھانا لگا رہے تھے۔ اس بار علی انکے قریب نہیں گیا کہ کہیں انکا عکس پھر سے غائب نہ ہوجائے، وہ خاموشی سے کھڑا ایک ٹک انکے عکس کو دیکھ رہا تھا۔ ایک بار پھر انکا عکس غائب ہوگیا اور اسکی جگہ ایک اور عکس بن گیا۔ وہ علی کے بلکل برابر میں کھڑے تھے۔ چہرے پر دکھ اور اذیت رقم تھی

"بیٹا میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ میرا جرم بہت بڑا ہے پر مجھے ایک موقعہ دے دو" وہ اس سے التجہ کررہے تھے علی کی آنکھیں برس پڑیں۔ وہ عکس بھی غائب ہوگیا۔ موقعہ ہی تو نہی دیا تھا علی نے انہیں۔ اب وہ خود یہ سوچ رہاتھا کے کاش کوئی اسے ایک موقعہ دے

---------*-----------*--------------*

"شہی-------شہی-------کہاں ہو یار؟" شہریار گھر میں داخل ہوتے ہی شہزاد کو پکارنے لگا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آرہے ہیں۔۔۔۔۔آرہے ہیں۔ صبر کرلیں تھوڑا سا" اس نے کچن سے ہی جواب دیا اور تھوڑی دیر بعد پانی کا گلاس لیتی لاؤنج میں بیٹھے شہریار کے پاس آئی۔ اندز کافی جھنجھلایا ہوا تھا۔ شہریار نے اسکے ہاتھ سے گلاس لے لیا

"کیا بات ہے؟ کیوں آواز دے رہے تھے"

تمہارے لئے ایک بہت اچھی خبر ہے" اس نے مسکراتے ہوئے کہا چہرے سے وہ کافی خوش لگ رہا تھا

اچھا ایسی بھی کیا خبر ہے؟" اس نے بہت عرصے بعد شہریار کو اتنا خوش دیکھا تھا

پہلے تم یہاں بیٹھو" شہریار نے اسکا ہاتھ پکڑ کہ اسے اپنے سامنے ٹیبل پر بیٹھایا

"اب بتا بھی دیں ورنہ ہم تجسّس سے ہی مر جائے گے"

بات یہ ہے کہ ڈیڈ پاکستان آرہے ہیں، پورے دو ہفتے بعد" اس نے خوشی سے بتایا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"یہ بتانے کے لئے آپ نے اتنا سسپینس پھیلایا تھا؟ ہمیں تو بابا نے صبح ہی بتا دیا تھا" اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا

"ارے----پوری بات تو سنو۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ ہماری شادی کی ڈیٹ فکس کرنے آرہے ہیں اور ہماری شادی کرواکے ہی واپس جائے گے" شہریار نے کہا تو اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گ ئی

"لیکن بابا نے تو کہا ہے کہ وہ صرف ایک ماہ کے لئے آرہے ہیں ایک ماہ میں ہمارے شادی کیسے ہوگی؟"

"کیوں نہیں ہوسکتی تم ابھی سے تیاری شروع کردو" شہریار نے مفت مشورہ دیا

"اتنی بھی کیا جلدی ہے؟" اس نے منہ بناتے ہوئے پوچھا تو وہ اچھل پڑا

"جلدی؟؟ چھ سال ہوگئے ہیں ہمارے نکاح کو، اب تو شادی ہوجانی چاہیے، اور تم کہہ رہی ہو کے یہ جلدی ہے"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"اف------ہم یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اتنی جلدی تیاریاں کیسے ہونگی؟ اور------یہ کچھ جلنے کی بو آرہی ہے ناں" بولتے بولتے شہزاد نے یہاں وہاں دیکھا

"اوہ-----ہم نے تو توے پر روٹی ڈالی تھی۔اف شیری-----کن باتوں میں لگا دیا آپ نے ہمیں" وہ تیزی سے اٹھ کر بھاگی۔ شہریار مسکرارہا تھا۔ آج بہت عرصے بعد وہ شہزاد نے اس سے پہلے کی طرح بات کی تھی اور وہ بہت خوش تھا۔ اس نے موبائل اٹھالیا تاکہ شہوار آپی کو بھی یہ خوش خبری سناسکے۔ وہ بچاری تو شاید اسکی شادی میں شریک ہی نہ ہو پائے

----------------------*--------------

عابد صاحب کا چالیسواں ہوئے چوتھا دن گزر چکا تھا۔ علی کافی حد تک زندگی کی روٹین میں واپس آچکا تھا لیکن ایک خلش سی دل میں ہمیشہ کے لئے رہ گئی تھی۔ آج آفس سے واپسی پر اسکی گاڑی خراب ہوگئی تھی۔ اس نے کافی کوشش کی پر گاڑی چلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ قریب میں کسی مکینک کی دوکان بھی نہ تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اسی وقت ایک گاڑی اسکے پاس آکر رکی۔ علی نے گاڑی کی طرف توجہ نہیں دی پر گاڑی میں بیٹھی لڑکی نے اسے دیکھ لیا تھا

" ارے۔۔۔۔یہ تو سر علی ہیں" فاطمہ نے خود سے کہا۔ بلیک پینٹ پر وائیٹ شرٹ پہنے۔ آستینیں کہنیوں سے ذرا نیچے تک فولڈ کئے، وہ گاڑی کا بونٹ کھولے کھڑا تھا۔ چہرے پر اچھی خاصی جھنجھلاہٹ طاری تھی۔ کوٹ اتار کہ اس نے گاڑی میں ہی رکھا ہوا تھا۔

" سر !آپ یہاں؟ خیریت تو ہے؟ اور گاڑی کو کیا ہوا ہے ؟" فاطمہ نے شیشہ اتار کے اسے اپنی جانب متوجہ کیا اور بیک وقت ک ئی سوال کر ڈالے۔ اسے اپنے سامنے دیکھ کر علی کے چہرے پر چھائی ساری بے زاری غائ ب ہوگ ئی۔ وہ حیرت بھری خوشگواری لئے اس تک آیا

" میں بس گھر ہی جارہا تھا کہ راستے میں یہ گاڑی خراب ہوگ ئی "

آئی یں، میں آپ کو ڈراپ کردوں" اس نے آفر کی "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" نہیں اٹس اوکے۔ میں مینیج کرلونگا "

" تکلف مت دکھائے سر !آپ ساری رات بھی یہاں گزار دیں گے تب بھی کوئی مکینک نہیں ملے گا۔ چلے میں آپ کو ڈراپ کردوں " اس نے مسکراتے ہوئے علی کی طرف کا دروازہ کھول دیا تو وہ اپنی گاڑی لاک کرکے اسکی گاڑی میں بیٹھ گیا،

" آپ کا بہت شکریہ میری وجہ سے آپ کو اتنی زحمت اٹھانی پڑرہی ہے "

" کیسی تکلیف سر؟ شرمندہ مت کریں مجھے " اس نے کہتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کردی

" یہاں سے لیفٹ لے لینا " علی نے اسے کہا

" جی سر !لیکن پہلے آپ میرے گھر جائے گے " فاطمہ نے مسکراتے ہوئے کہا

" تمہارے گھر؟ کیوں ؟ " علی نے حیرت سے پوچھا، وہ ڈائی ریکٹ آپ سے تم پر آگیا تھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"اس دن لنچ آپ کی طرف سے تھا، آج ڈنر میری طرف سے وہ بھی میرے امی کے ہاتھوں سے بنا ہوا، آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے نہ" اس نے اتنی اپنائیت سے کہا علی منع نہ کرسکا

"اوکے۔۔۔۔۔تو تم ادھار چکارہی ہو" اس نے شرارت سے پوچھا

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے" وہ ہنس دی

"ویسے تم تو وین پر جاتی تھی ناں۔۔۔۔یہ گاڑی کب لی؟" علی کو اچانک یاد آیا

"یہ تو کرائے کی ہے، ایکچوئیلی !میرا وین ڈرائیور ایک ہفتے کے لئے گاؤں چلا گیا ہے۔ کوئی دوسری وین ملی نہیں، اور پبلک ٹرانسپورٹ سے ویسے ہی میری جان جاتی ہے۔ اس لئے رینٹ پر کار لینا مجھے بہترین آپشن لگا تھا۔ "وہ سادگی سے بتا رہی تھی۔ اسکی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو کبھی بھی اپنے باس کو یہ نہ بتاتی کہ اس نے گاڑی کرائے پر لی ہے بلکہ شو مارنے کے لئے اسے اپنی گاڑی ہی بتاتی، مگر فاطمہ کی یہی بات علی کو بے حد پسند تھی کہ وہ دکھاوے کے خاطر بھی جھوٹ نہیں بولتی تھی، جو سچ ہوتا

،تھا وہی اسکی زبان پر ہوتا تھا۔ اور وہ اتنے جلدی کسی سے ایمپریس بھی نہیں ہوتی تھی جیسے عموماً لڑکیاں علی سے بہت جلدی متاثر ہوجاتی اسکے مقابلے میں وہ اس سے اتنی متاثر نہیں ہوئی تھی بلکہ اس سے نارمل طریقے سے بات کرتی تھی۔

باتوں میں وقت گزرنے کا پتہ ہی نہ چلا اور فاطمہ کا گھر آگیا۔ وہ چھوٹا سا بمشکل چار کمرے کا گھر تھا۔ لیکن بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ فاطمہ اسے ڈرائی‌نگ روم کے بجائے سیدھا لاؤنج میں لے آئی۔ علی تھوڑا سا ہچکچا رہا تھا لیکن فاطمہ کی امی سے مل کر اسکی یہ ہچکچاہٹ بھی دور ہوگ ئی۔ وہ بھی اس سے بہت اپنائی‌یت سے ملی تھیں۔

فاطمہ نے مجھے بتایا تھا آپ کے والد کے انتقال کے بارے، میں بہت افسوس ہوا بیٹا" زہرہ بیگم نے کہا تو کمرے میں ایک لمحے کے لئے کمرے میں سوگوار سے خاموشی چھاگ ئی

بس کیا کر سکتے ہیں آنٹی، جو اللہ کو منظور ہو" علی نے کہا۔ وہ اور زہرہ بیگم آمنے سامنے بیٹھے باتیں کررہے تھے جبکہ فاطمہ ٹیبل پر کھانا لگارہی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

باتیں بات میں کرلی گا امی، پہلے کھانا کھاتے ہیں" فاطمہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈونگا علی کی طرف بڑھایا۔

"یہ فاطمہ نہ ایسی ہی ہے، بلکل بھی اپنا خیال نہیں رکھتی۔ ابھی بھی بجائے آپ کہ کمپنی دینے کے مجھے یہاں بٹھادیا اور خود کام کرنے لگ گ ئی" وہ علی کو شکایت کررہی تھیں۔ اس نے مسکراتے ہوئے فاطمہ کو دیکھا۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے پلیٹ میں چاول نکال رہی تھی۔ علی کا ہاتھ روکے فاطمہ کو دیکھنے لگا، وہ مسکراتے ہوئے کتنی پیاری لگتی تھی۔ علی یک ٹک اسے دیکھے گیا

"بیٹا تمہارے گھر میں اور کون کون رہتا ہے؟" زہرہ بیگم نے اس سے پوچھا تو وہ ہوش میں آیا

"جی بس میں اکیلے ہی رہتا ہوں"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

او۔۔۔اچھا" باتوں باتوں میں کھانا بھی ختم ہوگیا۔ علی نے اپنے جاننے والے مکینک کو پہلے ہی فون کرکے گاڑی کے بارے میں بتادیا تھا۔ اس نے وہاں پہنچ کر گاڑی ٹھیک کردی تھی۔ فاطمہ اسے دوبارہ ڈراپ کرنے گ ئی تو اس نے کہا

" تم مجھے وہیں پر چھوڑ دو جہاں میری گاڑی خراب ہوئی تھی "

کیوں؟" اس نے حیرت سے پوچھا "

وہ مکینک نے گاڑی ٹھیک کردی ہے۔ میں وہیں سے گھر چلا جاؤنگا ورنہ صبح پرابلم ہوگی "

" اوکے سر "

میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے سر مت کہنا" علی نے مسکراتے ہوئے یاد دلایا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میری عادت نہیں ہے آپ کا نام لینے کی۔ کیا کروں؟" اس نے معصومیت سے کہا۔ علی کو وہ اور بھی اچھی لگنے لگی، اسی لمحے اس نے ایک فیصلہ کیا۔ تھوڑی دیر میں وہ اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچ گیا۔ گاڑی سے اترنے سے پہلے وہ رکا اور فاطمہ کی طرف مڑا

"مجھے تم سے ایک بات کہنی ہے"

جی، بولیں" وہ حیران ہوئی کہ اچانک اسے کونسی بات یاد آگ ئی"

ہوسکتا ہے کہ تمہیں میری بات بری لگے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں"

کہ۔۔۔۔۔۔۔۔"وہ رکا جیسے بولنے کے لئے الفاظ ڈھونڈ رہا ہو

میں تمہیں پسند کرتا ہوں اور بہت جلد تمہاری امی سے تمہارا ہاتھ مانگنے بھی"

آؤنگا۔۔۔ لیکن اس سے پہلے میں تمہاری رائے جاننا چاہتا ہوں،" فاطمہ کو سانپ سونگھ گیا، وہ دم سادھے اسکو دیکھ رہی تھی، اسکے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ کوئی ایسی بات کریگا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

،ابھی جواب مت دینا، پہلے تم سوچ لو۔ پھر میں تمہاری امی سے بات کرنے آؤنگا" خدا حافظ" وہ کہہ کہ باہر نکل گیا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ پتہ نہیں کیوں اسے یہ یقین تھا وہ اسے کبھی انکار نہیں کریگی۔ لیکن وہ جانتا نہیں تھا کہ فاطمہ اس سے پہلے کتنوں کو ٹھکرا چکی ہے

----=-------*----------*------------*

وہ سڑکوں پر بے مقصد گاڑی دوڑا رہا تھا۔ جب تک وہ فاطمہ کے ساتھ تھا تب تک وہ اپنے غم بھول گیا تھا، اب جب وہ پھر سے اکیلے ہوا تھا تو اسے بابا شدت سے یاد آنے لگے تھے۔

ایک وقت تھا جب وہ اس لئے گھر نہیں جانا چاہتا تھا کہ وہاں عابد ہونگے اور وہ انکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔ اور آج ایک وقت ایسا آیا تھا جب وہ اس لئے گھر نہیں جانا چاہتا تھا کہ وہاں عابد صاحب نہیں ہونگے، اسکے بابا نہیں ہونگے۔ وہ انکی شکل نہیں دیکھ پائے گا۔ وہ گھر نہیں جانا چاہتا تھا لیکن وہاں نہ جاتا تو پھر کہاں جاتا؟ مجبوراً اسے گھر

ہی واپس آنا پڑا۔ گھر میں داخل ہوا تو لاؤنج اندھیرا پڑا تھا۔ بابا نہیں تھے تو کسی نے لائیٹ بھی نہیں جلائی تھی۔ اس نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر ساری لائیٹیں آن کردیں۔ اسے اندھیرے سے وحشت ہونے لگی تھی۔ جیسے ہی اس نے لائیٹ آن کری، اسے لگا کہ کوئی اسکے پیچھے آکھڑا ہوا ہے

"علی !آج پھر دیر سے گھر آئے ہو؟ مجھے بتادیتے میں تمہارے لئے پریشان ہوتارہا تھا"

علی کی آنکھوں سے ایک آنسو بہہ نکلا۔ اس گھر کے کونے کونے پر اسے بابا کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ وہ پیچھے مڑا۔ سامنے ہی عابد صاحب پریشان سا چہرہ لئے کھڑے تھے

"تم نے مجھے اپنے دوستوں کو کال کرنے سے بھی منع کردیا۔ تم خود ہی بتادیتے کے تم دیر سے گھر آؤ گے۔ میں نے تمہارے انتظار میں رات کا کھانا بھی نہیں کھایا" جب وہ زندہ تھے تو علی کو کبھی انکا دکھ محسوس نہیں ہوتا تھا اور اب جب کہ وہ نہیں رہے تھے تو۔۔۔۔۔۔۔۔

”کیوں یاد آتے ہیں اتنا مجھے؟ کیوں؟ اس گھر کے کونے کونے میں مجھے آپ کی آواز سنائی دیتی ہے، ہر جگہ آپ نظر آتے ہیں۔ آپ ہی چاہتے تھے نہ کہ میں آپ کو معاف کردوں؟ تو جب میں نے آپ کو معاف کردیا تو کیوں آپ مجھے ایک موقعہ دیئے بغیر ہی چلے گئے، مجھے ایک موقعہ تو دیتے“ وہ روتے ہوئے ان سے پوچھ رہا تھا، وہ کیا جواب دیتے وہ تو ایک عکس تھا ایک الوژن جو غائب ہوگیا۔ علی ہارنے کے سے انداز میں زمین پر بیٹھ گیا

”میں دکھاوا نہیں کررہا بیٹے، مجھے سچ میں تمہاری فکر ہورہی تھی۔“ انکی روتی ہوئی آواز علی کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ شرم سے زمین میں گڑ گیا

”پتہ ہے بابا! مجھے آپ کے جانے کے بعد آپکے دکھ کا احساس ہوا ہے۔ اب قدر ہوئی ہے مجھے آپکی۔ کتنے حیرت کی بات ہے ناں! جب آپ زندہ تھے تب میں نے آپ کو گھر کے بے کار سامان جتنی بھی اہمیت نہ دی، اور اب۔۔۔۔۔۔۔جب آپ چلے گئے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے یہ گھر ویران ہوگیا ہے۔ یہاں ساری روشنی اور سارا نور آپ ہی کے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

دم سے تھا۔ کیوں چلے گئے آپ؟" اس نے پوچھا پر وہاں کوئی ہوتا تو جواب دیتا ناں۔

وہ بچوں کی طرح رودیا

کہتے ہیں ناں !دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ شہریار اپنے کسی رشتہ دار سے ملنے آیا ہوا تھا اسے وہاں سے واپس گھر جانا تھا پر نہ جانے اسکے دل میں کیا خیال آیا کہ اس نے گاڑی علی کے گھر کی جانب موڑ لی۔ جب سے علی کے بابا کا انتقال ہوا تھا، وہ بلکل ہی چپ سا ہوگیا تھا۔ نہ زیادہ بات کرتا تھا نہ ہنستا بولتا تھا۔ شہریار کو لگتا تھا کہ وہ اس لئے ایسا ہوگیا تھا کیونکہ وہ ابھی تک رویا نہیں ہے لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ کتنی بار چھپ چھپ کر روتا تھا، دوسری طرف حنان کا بھی کچھ مختلف حال نہ تھا، جب سے اس نے مرجان کی اتنی بے رحم موت کی خبر سنی تھی، تب سے وہ ایک خول میں بند ہوگیا تھا۔ بس اپنے گھر سے اپنے آفس اور آفس سے واپس گھر۔ کمپنی میں ایمپلائی ز کی ٹائمنگ نو سے پانچ بجے تک تھی۔ جبکہ مالکان پہلے آتے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

حنان آٹھ بجے جو اپنے آفس آتا تو پھر وہ رات آٹھ بجے ہی واپس نکلتا۔ نہ کسی ایمپلائی سے ملتا نہ کسی مینیجر سے۔ اگر مینیجر وغیرہ سے کوئی کام بھی ہوتا تو بس انٹرکام پر رابطہ کرلیتا، یا بہت زیادہ ہوتا تو علی یا شہریار کے روم میں چلا جاتا۔ لوگوں سے ملنا جلنا اس نے بلکل ہی ترک کردیا تھا۔ کبھی کبھی شہریار کو لگتا کہ اسکے دوستوں کے نصیب میں کوئی خوشی ہے ہی نہیں۔

اس نے گاڑی علی کے گھر کے باہر روکی۔ گارڈ نے اس سے کچھ بھی پوچھے بغیر اسے اندر جانے دے دیا۔ وہ اندر داخل ہوا تو اسے توقع کے مطابق علی وہیں ملا۔ وہ آفس والے کپڑوں ہی میں ملبوس تھا، کوٹ اتار کر صوفے پہ رکھا ہوا تھا۔ جب کہ وہ خود سیڑھیوں پر بیٹھا نہ جانے کن سوچوں میں گم تھا۔ شہریار خاموشی سے اسکے برابر میں آکے بیٹھ گیا۔ لیکن وہ ہنوز اسی طرح بیٹھا رہا، نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھا۔

کیا سوچ رہے ہو علی؟" اس نے پوچھا لیکن علی نے تب بھی کوئی رسپانس " نہیں دیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" میں جانتا ہوں تم دکھی ہو۔ لیکن اب ہم جانے والوں کو روک تو نہیں سکتے ناں "
اس نے سمجھانے والے انداز میں کہا

پتہ ہے شیری جب میں چھ سال کا تھا تب ماما مجھے اور بابا کہ چھوڑ کر چلی گ ئی " تھیں۔ بابا انکے جانے کے بات آدھے سے زیادہ پاگل ہوگئے تھے------انہوں نے ماما کہ جانے کا بدلہ مجھ سے لیا" وہ رکا۔ شہریار یہ سب باتیں پہلے سے جانتا تھا لیکن اس نے علی کو ٹوکا نہیں کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ علی اپنے دل کا غبار نکال دے، خود کو ہلکا کرلے اور اپنے دل پر پڑا بوجھ اتار پھینکے۔ اور اگر ایسا کرنے کے لئے شہریار کو ایک دفعہ پھر سے وہ ساری باتیں سنی پڑیں گی تو کوئی بات نہیں، وہ سن لے گا پھر سے۔ لیکن کم از کم وہ ایک دفعہ اپنا غم تو کسی سے بانٹ لے گا ناں----

" پھر میں نے سوچا کہ میں انکے ساتھ وہی سب کچھ کرونگا، جو بابا نے میرے ساتھ کیا میں انہیں وہی سب واپس لوٹاؤ ں گا۔ میں بدلہ لینا چاہتا تھا ان سے،--------- اور دیکھو !میں کامیاب ہوگیا۔ لے لیا میں نے ان سے بدلہ، انہیں سب کچھ سود سمیت

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

واپس لوٹا دیا میں نے،" وہ پھر سے رکا اور پھر جب دوبارہ گویا ہوا تھا تو اسکی آواز بھرائی ہوئی تھی۔

"مگر اب میں پچھتا رہا ہوں یار "!!اسکی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر بہہ نکلا شہریار نے دکھ سے اسے دیکھا۔ مرنے والوں کے لواحقین کے چہرے پر غم اور دکھ تو ہوتا ہی ہے پر علی کے چہرے پر پچھتاوا، کرب، اذیت اور نہ جانے کیا کیا تھا؟

"میں آفس میں اوور ٹائم کرتا ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے-------- جیسے ابھی بابا کی کال آئے گی۔ انکا میسج آئے گا کہ میں کہاں ہوں اور کب تک گھر آؤں گا۔ اور جب میں گھر آؤں گا تو وہ میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ مگر----------مگر ایسا کچھ نہیں ہوتا، میرا دل چاہتا ہے کہ میں انہیں کہیں سے بھی واپس لے آؤں۔ کاش !میں ایک بار انہیں گلے لگا سکتا۔ کاش "!بس اتنا ہی ضبط تھا اسکا اور وہ رودیا۔ شہریار نے اسے گلے لگالیا اور اسے تو جیسے ایک کندھا چاہیے تھا۔ اتنے دنوں سے قائم کیا ہوا سارا بھرم ٹوٹ گیا۔ اور وہ اپنے آنسوں پر قابو نہ رکھ پایا۔ شہریار نے اسے رونے دیا۔ اور وہ روتا رہا، روتا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

رہا۔۔۔۔کافی دیر بعد جب اسکا دل کچھ ہلکا ہوا تو وہ اس سے الگ ہوکر اپنے آنسو صاف کرنے لگا۔ شہریار نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا اور اسے سمجھانے لگا

"دیکھو علی اسطرح رونے سے انکل واپس تو نہیں آجائے گے۔ نہ گزرا ہوا وقت واپس آسکتا ہے نہ ہی تم کچھ بھی پہلے جیسا کر سکتے ہو۔ اگر تم واقعی اپنے کیئے پر شرمندہ ہوتو انکے لیئے وہ کرو جسکی انہیں ضرورت ہے۔ تم انکے لیئے دعا کرو۔ انکی بخشش کے لیئے قرآن پڑھا کرو۔ ٹھیک ہے؟" اس نے پوچھا تو علی نے بس سر ہلادیا

"چلو اب رو مت" شہریار نے اسے تسلی دی۔ علی چپ رہا دوسری طرف شہریار یہ سوچ رہا تھا کہ کب تک وہ شہزاد، حنان اور علی کو کندھے ہی دیتا رہے گا؟ کب تک انکے آنسو پونچھتا رہے گا؟ کب مشکلیں حل ہونگی انکی؟ کب آخر کب؟

------------*------------*------------*

ماہین باہر نکلو" وہ کچن میں کھڑی کھانا گرم کر رہی تھی کہ کسی کی چنگھاڑتی ہوئی " آواز کانوں سے ٹکرائی اور ماہین کا حلق تک کڑوا ہوگیا۔ وہ اظہر تھا، اسکی پھوپھو کا بیٹا، وہ غصے سے باہر آئی

تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسطرح میرے گھر میں گھس کر چیخنے چلانے کی" وہ غصے " سے بولی

ہمت کا سوال تو کرو ہی مت، تمہارا ہونے والا شوہر ہوں اس گھر میں آنے کے لئے " کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے" اسکی اس بات پر ماہین کا خون کھول گیا

کیوں آئے ہو تم؟" اس نے سخت لہجے میں پوچھا "

"تم نے ماما کو شادی سے کیوں انکار کیا؟"

"تم کون ہوتے ہو مجھ سے یہ سوال کرنے والے؟"

"بار بار بتانا پڑے گا کہ میں کون ہوتا ہوں؟"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" دفعہ ہوجاؤ میرے گھر سے، ابھی اور اسی وقت "

آج میں تمہیں اپنے ساتھ لے کر ہی جاؤں گا" وہ کہتا ہوا اسے بازو سے پکڑ کر باہر کی جانب گھسیٹنے لگا

" ہاتھ چھوڑو میرا کہاں لے کر جارہے ہو مجھے "

تم سے نکاح کرنے لے کر جارہا ہوں تمہیں" ماہین کے چودہ طبق روشن ہوگئے "

میں کہیں نہیں جارہی تمہارے ساتھ" وہ اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی "

گارڈ۔۔۔گارڈ" وہ اپنے گارڈ کو آوازیں دینے لگی۔ اسکا گارڈ بھاگ کر اندر آیا اور اظہر پر پستول تان لی "

" خبردار ہلنا مت ورنہ گولی مار دونگا "

توکیا گولی مارے گا میں خود تمہیں زندہ نہیں چھوڑونگا۔" اس نے اپنی پسٹل نکال کر سیدھا گارڈ کے کندھے پر گولی چلادی۔ وہ وہیں پر ڈھیر ہوگیا۔ اسکے کندھے سے خون نکلنے "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

لگا، خون دیکھ کر ماہین کی آنکھیں خوف سے پھیل گ ئی۔ وہ اسے پھر سے اپنے ساتھ لے جانے لگا۔ ماہین نے ہمت کی اور زور سے اسے دھکا دے کر خود سے دور کیا

"چاہے تم کچھ بھی کرلو میں تم سے شادی نہیں کروں گی۔ چاہے تم گولی کیوں نہ مار دو مجھے"

"ٹھیک ہے اگر تم میری نہیں ہوگی تو میں تمہیں کسی کا بھی نہ ہونے دونگا" اس نے کہتے ساتھ ہی گولی چلا دی جو ماہین کے سینے کے آر پار ہوگ ئی۔ وہ پہلے تو ساکت نظروں سے اسے دیکھتی رہی پھر لڑکھڑا کر نیچے گری۔ وہ گارڈ جسکے کندھے پر گولی لگی تھی وہ اٹھا اور اظہر کے پیچھے بھاگا مگر وہ وہاں سے بھاگ نکلا تھا۔ گارڈ محلے کے تین چار لوگوں کو لئے واپس اندر آیا۔ ماہین زمین پر پڑی تھی۔ زمین پر جابجا خون بکھرا ہوا تھا۔ لوگ اسکے آس پاس کھڑے اسے اٹھانے کی کوشش کررہے تھے۔ لیکن اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھارہا تھا۔ نظروں کے سامنے بہت سے چہرے گھومنے لگے، علی، شہریار، بابا، آفس کی کرسی، وہاں کے ورکرز اور ایمپلائی ز۔ اسکے آنکھیں بند ہونے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

لگی، آنکھیں بند ہونے سے پہلے جو آخری چہرہ اسکی نظروں کے سامنے آیا وہ حنان کا چہرہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

--------------------------*----------

Dont copy paste without permission

#کھو_گئے_ہو_کہاں

از قلم ژیلہ ظفر

آٹھواں حصہ

حنان گاڑی چلاتے ہوئے جارہا تھا، صبح پونے آٹھ بجے کے قریب کا وقت تھا، سڑک پر زیادہ تر اسکول وین یا اسکول یونیفارم میں ہی ملبوس بچے دکھائی دیتے تھے۔ ابھی وہ گاڑی چلا ہی رہ تھا جب سائیکل چلاتی ایک اسکول جانے والی بچی اسکی چلتی گاڑی کے سامنے آگ ئی۔ حنان نے جلدی سے بریک لگائی لیکن گاڑی روکتے بھی بچی

کار سے ٹکرا ہی گ ئی۔ اسے چوٹ تو نہیں آئی لیکن وہ سائیکل سمیت زمین پر گرگ ئی۔ حنان جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر آیا۔ وہ بمشکل چار برس کی بچی تھی، اور شاید اپنے اسکول جارہی تھی۔ اب وہ زمین پر بیٹھ کر دھاڑے مار کر رونا شروع ہوگ ئی

"سوری بیٹا !کیا ہوا کہاں چوٹ لگی ہے آپکو" حنان اس بچی کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ وہ بچی جواب دینے کے بجائے روتی رہی۔ حنان بے چارہ گھبرا گیا، اسی اثنا میں ایک سات برس کے لگ بھگ بچہ اپنی سائیکل پر تیزی سے وہاں آیا۔ اور پھر سائیکل سے اتر کر بچی کے پاس پہنچا

"مانو !کیا ہوا تمہیں؟ تم رو کیوں رہی ہو؟" اس بچے نے جلدی سے بچی کو اٹھا کر کھڑا کیا اور پوچھا

"مجھے چوٹ لگ گ ئی ہے بھیا" مانو نے روتے ہوئے اپنے بھیا سے کہا

"کیسے؟" چھوٹے سے بھیا پریشان ہوگئے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میری گاڑی سے ٹکر ہوگ ئی تھی اسکی" حنان نے بچے کو مخاطب کیا "

ایسے کیسے لگ گ ئی؟ تم گاڑی دیکھ کہ نہیں چلا سکتے کیا؟" بچے نے غصے سے "

پوچھا تو حنان نے اپنی مسکراہٹ دبائی جبکہ مانو بی بی اب تک رو رہی تھیں

مجھ سے غلطی ہوگ ئی۔ ایم سوری" حنان کو ان دونوں بچوں سے بات کرنے "

میں مزا آنے لگا

کیا کروں میں تمہاری سوری کا؟ اب تو تم نے رلا دیا نہ میری بہن کو،" بچے نے "

خفگی سے کہا تو حنان نے جھٹ سے اپنے کان پکڑ لئے۔ آس پاس گزرتے لوگ رک رک

کر یہ تماشہ دیکھ رہے تھے

سوری۔۔۔ میں آئ ندہ گاڑی دیکھ کر چلاؤ ں گا" حنان نے کان پکڑے پکڑے کہا "

تو بچے نے بس اسے گھورا پھر اپنی بہن کا سر تھپتھپایا

رو مت مانو۔۔۔ میں ہوں ناں! چلو سائیکل پر بیٹھو اور اب میرے ساتھ ساتھ رہنا "

"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اوکے بھیا" مانو نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا، بھیا نے مانو کی سائیکل اٹھائی "اور پھر اپنی سائیکل پر سوار ہوتے دونوں بہن بھائی اپنی منزل کی جانب چل پڑے، حنان وہیں بیٹھا رہا،

بھائی چاہے کسی بھی عمر میں ہو، بہن کا خیال رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ماں باپ کہے یا نہ کہے، ہر بھائی بچپن سے ہی یہ ذمہ داری اپنے کندھوں پر اٹھا لیتا ہے کہ اسے اپنی بہن کی حفاظت کرنی ہے، اسکا خیال رکھنا ہے۔ خود دھوپ میں کھڑے رہ کر اپنی بہن کو چھاؤں میں رکھنا ہے۔

لیکن پھر وہ کیسا بھائی تھا۔جو اپنی بہن کی حفاظت نہ کرسکا۔ اسکے ہوتے ہوئے بھی اسکی بہن چند درندوں کے ہاتھوں شکار بن گ ئی، حنان نے خود سے سوال کیا۔ آج پھر مرجان شدت سے یاد آئی تھی۔ آنکھوں میں کرچیاں سی چبھنے لگیں۔ وہ اپنی سرخ ہوتی آنکھوں پر گاگلز لگاتے ہوئے واپس گاڑی میں آکر بیٹھ گیا۔ اس بچے کو دیکھ کر اسے اپنا بچپن یاد آگیا۔ وہ بھی تو مرجان کے ذرا سے رونے پر جہاں کہیں بھی ہوتا تھا، دوڑا چلا آتا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تھا۔ اور جب وہ اپنی آخری سانسیں لے رہی ہوگی تو کتنی بار پکارا ہوگا اس نے اپنے بھائی کو، جب اس پر ظلم ہوا ہوگا، تب وہ کتنا روئی ہوگی، کتنی آوازیں دی ہونگی اس نے حنان کو۔ کتنا روئی ہوگی وہ اپنی بربادی پر، لیکن افسوس !اسکی مدد کرنے کے لئے، اسے چپ کرانے کے لئے، اسے ان جانوروں سے بچانے کے لئے اسکا بھائی نہیں آیا۔ افسوس!!!

حنان نے کرب سے آنکھیں میچ لیں

------------------------*-----------

امی !بس بھی کریں" فاطمہ نے تقریباً روتے ہوئے کہا"

نہیں اب میں نہیں رکوں گی، تم ہمیشہ اپنی ہی من مانی کرتی ہو۔ اور میں کچھ کہہ "
" دوں تو کہتی ہو کہ میں تمہیں بوجھ سمجھ رہیں ہوں

"نہیں امی !امیرا وہ مطلب ہر گز نہیں تھا۔۔۔۔ "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"تمہارا جو بھی مطلب تھا، میں بس اتنا جانتی ہوں کہ آدھے گھنٹے بعد میری فلائیٹ ہے۔ باہر ٹیکسی کھڑی ہے، اور میں جارہی ہوں۔ میرے پیچھے مت آنا کیونکہ میں نہیں رکوں گی" وہ سختی سے کہتی اپنا بیگ گھسیٹتیں باہر کی جانب بڑھنے لگیں۔ فاطمہ انکے پیچھے لپکی

"امی! پلیز میری بات سنئے۔ آپ جانتی تو ہیں کہ میں ایسا کیوں کررہی ہوں۔ پھر بھی آپ مجھے سزا دے رہی ہیں" وہ ٹیکسی کا دروازہ کھول رہیں تھیں اور ڈرائیور انکا سامان ڈگی میں رکھ رہا تھا

"میں تمھیں سزا نہیں دے رہی، میں تو اس لئے یہاں سے جارہی ہوں کیونکہ تم اب بڑی ہوگئی ہو اور تمہیں میری ضرورت نہیں رہی۔ تم اپنے فیصلے خود سے لے سکتی ہو تو میرے یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے" وہ کہتے ساتھ ہی ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔

"ایسے مت کہے امی! مجھے آپ کی ضرورت ہمیشہ سے ہے" وہ بول رہی تھی لیکن ٹیکسی اسٹارٹ ہوگئی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"امی پلیز۔۔۔۔ایک بار میری بات سنے" وہ انہیں روکنا چاہتی تھی پر وہ نہیں رکیں اور ٹیکسی چل پڑی۔ فاطمہ روتے ہوئے ٹیکسی کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ وہ واپس اندر آگ ئی، اب پورا گھر خالی ہوچکا تھا۔ فاطمہ اکیلے رہ گ ئی تھی۔ دوسری طرف زہرہ بیگم اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے سوچ رہیں تھیں کہ اگر وہ ایسا نہیں کرینگی تو فاطمہ کو کبھی بھی احساس نہیں ہوگا۔

ایک ہفتہ قبل

جب اسے علی نے پرپوز کیا تھا تو وہ پریشان ہوگ ئی تھی۔ زہرہ بیگم نے اسکی پریشانی کا سبب پوچھا تو پہلے تو وہ ٹال گ ئی۔ لیکن پھر انہیں سچ سچ سب بتا دیا لیکن اس تمام بات میں فاطمہ نے ایک جھوٹ یہ بول دیا کہ وہ علی کو انکار کر آئی ہے حلانکہ اس نے علی کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ زہرہ بیگم کے تو چودہ طبق روشن ہوگئے

"تم۔۔۔۔۔تم نے اتنے اچھے انسان کو انکار کردیا؟" وہ حیرت سے پوچھ رہی تھیں۔ فاطمہ جانتی تھی کہ انکا وہی ری ایکشن ہوگا اس لئے اس نے یہ جھوٹ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بولا کہ اس نے علی کو انکار کردیا ہے۔ ایسا کرنے سے اسے لگتا تھا کہ وہ زہرہ بیگم سے بیکار کی بحث سے بچ جائے گی جو زہرہ بیگم اسے ہاں کہنے کے لئے مجبور کرے گی۔ لیکن یہ اسکی غلط فہمی تھی

"ہاں میں نے انکار کردیا۔ سچ بتاتی تو وہ خود انکار کردیتے اور اس صورت میں، میں انکی نظروں میں بھی گر جاؤں گی"

"میرے سمجھ نہیں آتا جس سچ پر اللہ نے پردہ ڈال رکھا ہے وہ تم کیوں اپنے سر پر سوار کر رہی ہو" وہ بھڑک اٹھیں

"امی اگر میں جھوٹ بول دوں اور انہیں کہیں اور سے پتہ چل------"

"کیا پتہ چل جائے، اتنا اچھا رشتہ ٹھکرانہ بھی کفران نعمت ہے" انہوں نے فاطمہ کی بات کاٹتے ہوئے کہا "بیٹیاں ماں باپ کے گھر میں کب تک رہتی ہیں؟ ابھی تمہاری عمر نکل گ ئی ناں کوئی پوچھے گا بھی نہیں"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" امی آپ میری فکر نہ کریں اور سعد بھائی کے پاس واپس سعودیہ چلیں جائے "

ٹھیک ہے چلی جاتی ہوں۔ اگر تمہیں یہی سب کرنا ہے تو میں جارہی ہوں اور تم رہو "

" اس گھر میں اکیلی، تب تمہیں احساس ہوگا کہ لڑکی کے لئے اکیلا رہنا کتنا مشکل ہے

وہ اٹھ کر چلی گ ئی۔ تب فاطمہ کہ لگا کہ وہ غصے میں ایسا کہہ رہی ہیں لیکن اس بار وہ

جھوٹ نہیں بول رہی تھیں

-------------------------*---------

وہاٹ؟ مس فاطمہ کا ریسائی نمینٹ لیٹر آیا ہے؟ پر کیوں؟" شہریار نے کمال "

صاحب سے پوچھا

"پتہ نہیں سر، انا کوئی پرسنل ایشو ہے انہوں نے بتایا نہیں "

اچھا۔۔۔۔ ٹھیک ہے آپ جائے" شہریار نے انہیں کہا اور انکے جانے کے بعد "

سر تھام کر بیٹھ گیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"کیا ہوگیا ہے شیری؟ ایک ایمپلائی ہی تو تھی، ایمپلائیز تو آتے جاتے ہی رہتے ہیں" حنان نے کہا

"نہیں یار !وہ عام ایمپلائی کی طرح نہیں تھی۔ اس نے صرف چھ ماہ ہماری کمپنی میں کام کیا ہے مگر انکے جیسا کوئی بھی ایمپلائی نہیں آیا ہے آج تک۔ وہ بہت اہم تھیں ہماری کمپنی کے لئے"

"اب ہم کیا کر سکتے ہیں؟ کمال صاحب نے کہا تو ہے کہ انکا پرسنل ایشو تھا۔"اس نے کہا تو شہریار نے بس سر ہلادیا۔ ابھی انہیں فاطمہ سے پریزینٹیشن تیار کرانے کا سوچا تھا اب وہ کام کون کریگا۔ تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔ پھر علی تیزی سے کمرے میں داخل ہوتا دکھائی دیا۔ اس نے اندر آتے ہی سب سے پہلے روم کا دروازو لاک کیا تاکہ آواز باہر نہ جائے

"کیا ہوگیا ہے علی؟" وہ دونوں ہی اسے دیکھ کر پریشان ہوگئے"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ-----مم----میرے پاس-----ماہین کے گارڈ کی کال آئی تھی-----وہ کہہ رہا تھا کہ ماہین ہسپتال میں ہے" اس نے ہانپتے ہوئے کہا

"کیا؟ مگر کیوں؟" شہریار اور حنان دونوں ہی اٹھ کھڑے ہوئے

"اسے گولی لگی ہے" علی کے الفاظ کسی ہتھوڑے کی مانند لگے تھے حنان کے سر پہ

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟ کس نے ماری ہے اسے گولی؟ کیسی ہے وہ ٹھیک تو ہے نہ؟" حنان نے پریشانی سے علی سے پوچھا

"نہیں وہ ٹھیک نہیں ہے۔ گولی سیدھا دل کے پار ہوگ ئی ہے۔ اسکے بچنے کے چانسسز بہت کم ہیں" حنان کو لگا کہ جیسے اسکی سانسیں رک گ ئی ہوں۔

"ہمیں ابھی ہسپتال جانا ہوگا" شہریار نے جلدی سے کہا اور گاڑی کی چابی اٹھانے لگا۔ جبکہ حنان کے حواس معطل ہوچکے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

---------*--------------*-----------*

اسپتال کے کوریڈور میں اس وقت وہ تینوں ہی موجود تھے۔ سامنے شیشے کے پار ماہین بیڈ پر دنیا و مافیا سے بے خبر پڑی تھی۔ وہ اس وقت آئی سی یو میں تھی۔ حنان وہاں سے ہٹنے کو بھی تیار نہیں تھا۔

گارڈ نے پولیس کو بیان دیا ہے کہ ماہین کے پھوپھوزاد اظہر نے اس پر گولی چلائی ہے" علی نے شہریا کو بتایا

" پر کیوں؟ ایسی کون سی دشمنی ہے اسکی ماہین سے؟ "

وہ ماہین کو زبردستی اپنے ساتھ لے کر جارہا تھا اس سے شادی کرنے کے لئے، مگر " ماہین نے مزاحمت کی تو اس نے گولی چلادی

" اوہ گاڈ۔۔۔۔۔پولیس نے ابھی تک پکڑا اسے کہ نہیں؟ "

نہیں وہ بھاگ گیا۔ ابھی اسکی تلاش جاری ہے" ان دونوں کی گفتگو حنان نے پوری طرح سے نہیں سنی تھی وہ بس ماہین کو ہی دیکھے جارہا تھا۔کان میں ماہین کی آوازیں گنج رہی تھی

"حنان۔۔۔۔۔پلیز !مجھے معاف کردو۔ مجھ سے بہت بری غلطی ہوگ ئی"

مجھے بس ایک موقعہ دے دو" اور جواب میں حنان کی سرد مہر آواز "

اگر تمہیں مجھ سے یہی بے کار باتیں کرنی ہیں تو آئی ندہ مجھے کال مت کرنا" حنان "

کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر بہہ نکلا۔ وہ اپنی ماں، اپنے باپ، دادی اور بہن کو کھو چکا تھا۔

اب اگر ماہی بھی اسے چھوڑ گ ئی تو!!

اس سے آگے وہ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔

اگلے چار گھنٹے تک ماہین زندگی اور موت کی کشمکش میں رہی پھر بلآخر اس نے آنکھیں کھول دی۔ ڈاکٹرز نے اسکا چیک اپ کیا اور پھر باہر آئے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شکر ہے گولی دل پر نہیں لگی تھی بلکہ دل کے برابر سے گزر گئی تھی۔ اس لئے "
"بچ گئی ہیں۔ دو تین دن کے اندر ہم انہیں ڈسچارج کردینگے۔

دیکھیے !ماہی کی جان کو خطرہ ہے ہم اسے یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔ آپ اسے کل "
ڈسچارچ کردیں" حنان نے ڈاکٹر سے کہا

ایسا کرنا مشکل ہے لیکن۔۔۔۔۔۔آپ کہہ رہے ہیں کہ انکی جان کو خطرہ ہے تو "
پھر۔۔۔۔۔۔آپ اپنی ذمہ داری پر لے کر جائے گے" ڈاکٹر کہہ کر چلے گئے۔ ماہین کو روم میں شفٹ کردیا۔ تھوڑی دیر میں شہزاد بھی آگئی اور ماھین سے ملنے چلی گئی۔
اب پھر سے وہ تینوں اکیلے کھڑے تھے۔

وہ چار گھنٹے حنان نے کوریڈور میں یہاں سے وہاں ٹہلتے ہوئے گزارے تھے۔ سب نے دیکھا تھا کہ جب تک ماہین کے ٹھیک ہونے کی خبر نہ مل گئی اسکی جان سولی پر لٹکی رہی۔ شہریار نے لوہا گرم دیکھا تو سوچا چوٹ کرہی دین چاہے اس لئے حنان کے پاس آیا
وہ سر جھکائے بیٹھا تھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

حنان "!اس نے اسے پکارا تو حنان نے سر اٹھا کر دیکھا "

ایک بات بتاؤں تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ تم اگر ماہین کو مجرم ٹھہراتے ہو ناں !تو یاد رکھنا تم " میں اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس نے تم پر الزام لگایا تھا، تو تم نے بھی اس پر اپنی دادی اور بہن کی موت کا الزام لگادیا۔ کیا فرق رہ گیا اس میں اور تم میں؟ اس کی غلطی بس اتنی تھی کہ اس نے تم پر یقین نہیں کیا، اور اپنی اس غلطی کی اس نے تم سے بار بار معافی مانگی اور تم نے کیا کیا؟ جواب میں اپنی دادی اور بہن کی موت کا ذمہ دار بھی اسے ہی ٹھہرا دیا۔ ان دونوں کے مرنے میں ماہین کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اور اس نے جتنی بڑی غلطی کی تھی نا اسکا کفارہ وہ ادا کرچکی ہے، چودہ ماہ، بلاناغہ ہسپتال آتی رہی تم سے ملنے۔ تمہاری زندگی کی دعا کرتی رہی۔ تمہارے ڈاکٹروں سے ملتی رہی۔ یہ اسکی محبت تھی۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ تم آج بھی اسے چاہتے ہو، تم کبھی اس سے نفرت کر ہی نہیں سکتے ورنہ یہاں بیٹھے اسکے لئے پریشان نہ ہورہے ہوتے" شہریار کہہ کر ماہین کے روم میں چلا گیا۔ حنان خاموش بیٹھا رہا۔ علی اسکے پاس آیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"پتہ ہے حنان میں نے زندگی سے ایک سبق سیکھا ہے۔اگر کوئی اپنے کئے پر سچے دل سے شرمندہ ہو تو اسے معاف کردینا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔میں جانتا ہوں تمہارا غم بہت بڑا ہے۔ تم نے اپنوں کو کھویا ہے، لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس میں ماہین کا کوئی قصور نہیں ہے۔ حنان !موت برحق ہے، ہر کسی کو ایک نہ ایک دن مرنا تو ہے ہی۔ تمہاری دادی کی موت ایسے ہی لکھی تھی، انکو اگر جل کر مرنا تھا تو انکی موت کو کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ مرجان کو بھی ایسے ہی مرنا تھا۔ ضروری نہیں ہے کہ اگر اس ماہین تم پر شک نہ کرتی تو تمہارا ایکسیڈنٹ نہ ہوتا، تمہارے ساتھ حادثہ ہونا تھا تو وہ ہوکر رہتا۔ اور اگر نہ بھی ہوتا تو کیا تم اپنی دادی اور بہن کی موت کو روک سکتے تھے؟" وہ اسے نرمی سے سمجھا رہا تھا۔

"کبھی کبھی معاف نہ کرنے والے اور معافی نہ دینے والے بھی بہت پچھتاتے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم بھی میری طرح پچھتاو" علی نے اسے کہا۔ کیا کچھ نہیں تھا اسکی آنکھوں میں کرب، اذیت، پچھتاوا اور بہت کچھ۔۔۔۔۔ وہ بھی اسے اکیلا چھوڑ کر

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہاں سے چلاگیا۔ حنان اکیلا بیٹھا انکی باتوں پر غور کرتا رہا، ماہین کو کھونے کی ہمت اب اس میں نہیں تھی۔ تمام حساب کتاب اور جمع تفریق کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ۔۔۔۔۔۔شہریار اور علی ٹھیک کہہ رہے تھے۔ نفرت کرنے اور انتقام لینے والوں کے حصے میں کچھ نہیں آتا سوائے خسارے کے۔۔۔۔۔۔علی کی مثال اسکے سامنے تھی۔ اور وہ علی کی طرح پچھتانا نہیں چاہتا تھا

*_____________________________________*_____________________________*

وہ ابھی تک خاموشی سے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ جب ہی علی اور شہریار اسکے پاس آئے۔ وہ دونوں چہرے سے پریشان لگتے تھے

”کیا ہوا ہے؟ ماہی تو ٹھیک ہے؟“ وہ اٹھ کھڑا ہوا

”ماہین ٹھیک ہے حنان، لیکن ایک مسلہ ہوگیا ہے“ شہریار نے کہا

”کیا؟“ اسے بے چینی ہونے لگی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تم جانتے ہو کہ اظہر ماہین سے شادی کرنا چاہتا تھا اور اسکے انکار کرنے پر اس نے "
گولی چلادی تھی-------پولیس ابھی تک اسے ڈھونڈ نہیں پائی ہے۔ وہ کبھی بھی
" ماہین کو نقصان پہنچا سکتا ہے یا پھر سے اسکے ساتھ زبردستی کر سکتا ہے

اوہ---تو اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟" حنان واقع میں پریشان ہوگیا "

ایک ہی طریقہ ہے--------"علی ایک لمحے کو رکا حنان اسی کو دیکھ رہا تھا "

اگر تم اس سے نکاح کرلو------ابھی" علی نے کہا "

میں تیار ہوں" ایک لمحے کی بھی تاخیر کیئے بغیر حنان نے جواب دیا تو باقی دونوں "
نے سکھ کا سانس لیا

ٹھیک ہے پھر میں قاضی کا انتظام کرتا ہوں" شہریار کہہ کر جانے لگا کہ حنان نے "
اسے روک دیا

یہاں ہوگا نکاح؟" اس نے پوچھا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"ہاں"

"اسکی ضرورت نہیں ہے، کل ماہین ڈسچارج ہورہی ہے ناں !تو اسے میرے گھر لے چلے گے اور نکاح بھی وہیں کرلیں گے۔ ہسپتال میں نکاح کرنا عجیب سا لگے گا" اس نے کہا تو شہریار فوراً راضی ہوگیا

اگلے دن ماہین ڈسچارج ہوگ ئی۔ شہریار نے اسے یہ بتایا کہ وہ اسے اپنے گھر لے جارہا ہے۔ شہزاد اسکے ساتھ ساتھ ہی تھی۔ جب گاڑی حنان کے گھر کے باہر رکی تو اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟" اس نے شہریار سے پوچھا مگر وہ جواب دیئے بنا نیچے اترا اور اسکی طرف کادروازہ کھولا، شہزاد اور شہریار نے اسے سہارا دے کر گاڑی سے اتارا

"شہزاد تم بتاؤ مجھے کہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟" اس نے شہزاد کو مخاطب کیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ابھی پتہ چل جائے گا پہلے اندر تو چلے" اس نے شرارت سے کہا، اسی وقت وہاں علی کی گاڑی آکے رکی جس میں سے علی اور حنان دونوں اترے۔ ماہین بس ایک نظر ہی اسے دیکھ پائی کیونکہ شہریار اور شہزاد اسے اندر لے گئے۔ حنان نے جلدی سے جاکر اپنے کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ وہ لوگ ماہین کو وہیں لے آئے، اسے حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا لیکن اب کی بار اس نے کوئی سوال نہ کیا

وہ لوگ ماہین کو کمرے میں چھوڑ کر چلے گئے۔ اسکے ساتھ صرف شہزاد رہ گ ئی۔ شہزاد نے اسے بیڈ پر ٹیک لگا کر بیٹھانے میں مدد کی اور اس پر کمبل ڈال دیا۔ ماہین کی نظریں حنان کو ڈھونڈ رہی تھیں، وہ ہسپتال میں ضرور تھا لیکن

ایک بار بھی اس سے ملنے نہیں آیا تھا۔ اب بھی اسے اپنے گھر لاکر خود غائب ہوگیا تھا۔

"پلیز مجھے بتاؤ کیا کہ کیوں لے کر آئے ہو تم لوگ مجھے یہاں؟" اس نے شہزاد کا ہاتھ پکڑ کہ پوچھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آپ کا نکاح ہورہا ہے حنان بھائی کے ساتھ" اس نے مسکراتے ہوئے کہا "
کیا؟" وہ شاکٹ رہ گ ئی۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ حنان کیسے اس سے نکاح "
کرنے پر راضی ہوگیا؟ کیا وہ اس سے ہمدردی کر رہا ہے؟ یا پھر صرف شہریار اور علی کے
مجبور کرنے پر وہ اسکی جان بچانے پر راضی ہوگیا ہے؟ وہ پریشان تھی۔ اتنے میں وہ
تینوں مع قاضی کے کمرے میں داخل ہوئے۔ شہزاد نے ناجانے کہاں سے ایک سرخ
رنگ کا ڈوپٹہ لاکر اسکے سر پر ڈال دیا۔ شہریار اور حنان، قاضی کے ساتھ کھڑے نکاح نامہ
پر کررہے تھے۔ علی اسکے پاس آکھڑا ہوا اور کافی آہستہ آواز میں کہا

،معاف کرنا ماہیں ہم نے تم سے پوچھے بغیر ہی یہ سب طے کر لیا، یہ مشورہ میرا تھا "
میں تمہیں اپنی بہن سمجھتا ہوں۔اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ اور اگر تم بھی
مجھے اپنا بھائی سمجھتی ہو تو پلیز !انکار مت کرنا" علی نے التجائی یہ لہجے میں کہا۔ وہ بس
سر جھکا گ ئی، علی نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔ قاضی صاحب پہلے اسکے پاس آئے اور

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

نکاح کی کاروائی شروع ہوگ ئی۔ اسکا بایاں بازو آرم سلنگ میں جکڑا ہوا تھا۔ پہلے اسکا نکاح ہوا۔ پھر حنان کا۔ دونوں نے سائن بھی کر دیئے۔

نکاح کے بعد علی اور شہریار اسکے گلے لگے اور اسے مبارک باد دی۔ شہزاد سب سے پہلے جاکر کچن میں کھڑی ہوگ ئی۔ حنان نے لاکھ منع کیا کہ وہ کھانا باہر سے منگوا لے گا۔ لیکن وہ بھی پکا ارادہ کرچکی تھی کہ آج رات کا کھانا وہ اپنے ہاتھ کا بنا ہوا ہی کھلائے گی۔ علی ماہین کے پاس بیٹھا تھا۔ حنان کسی کو فون کال کرنے باہر گیا ہوا تھا، ویسے فون کال تو ایک بہانہ تھا، شہریار جانتا تھا کہ وہ تھوڑی دیر اکیلے رہنا چاہتا ہے کیونکہ اسے اس وقت اپنے گھر والے یاد آرہے ہوں گے۔ اسکی زندگی کا اتنا اہم دن تھا وہ انہیں کیسے نہ یاد کرتا۔ شہریار کچن میں چلا آیا

کیا پکا رہی ہو؟" اس نے شہزاد سے پوچھا "

" پلاؤ "

" اچھا ! یہ بتاؤ تم نے ابھی تک شادی کے لئے کوئی ڈریس سلیکٹ کیا؟ "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" نہیں، ابھی تک تو نہیں "

" چلو پھر کل چلتے ہیں شاپنگ پر "

کل؟ لیکن ابھی تو ماہین آپی بیمار ہیں انہیں ہماری ضرورت ہوگی۔ کتنا برا لگے گا کہ " ہم کل ہی شاپنگ پر چلے جائے گے تو؟

ماہین کی فکر مت کرو اب اسکا خیال رکھنے کے لئے حنان ہے۔ اور میں نے کب کہا " کہ ہم ماہی سے ملے بغیر ہی چلے جائے گے۔ پہلے یہاں آئے گے پھر شاپنگ پر چلے گے "

اچھا "!اس نے مختصر سا جواب دیا اور کام میں لگ گ ئی۔ شہریار دیکھ رہا تھا کہ وہ " اپنی شادی کہ معاملے میں اتنی ایکسائیٹیٹ نہیں ہے جتنا کہ شہریار۔

کیا تم خوش نہیں ہو شہی؟" وہ پوچھ بیٹھا تو اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آپ کو ایسا کیوں لگا کہ ہم خوش نہیں ہیں؟" وہ ہانڈی میں چلاتا چمچ چھوڑ کر اسکا مقابل آکے کھڑی ہوگ ئی

" ایسے ہی مجھے تمہارے چہرے سے لگا "

شیری !کیا آپ کو پتہ ہے کہ جس دن سے آپ نے ہمیں سمجھایا ہے۔ اس دن سے ہم اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اس صدمے سے نکلنے کی کوشش کررہے ہیں جسے ہم ک ئی سالوں سے سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ لیکن ہم ایکدم سے تو ٹھیک نہیں ہوسکتے ناں !ہم خوش ہیں بہت۔ اب اگر ہمارے چہرے سے نہیں لگ رہا تو اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں ہے ناں۔ اب آپ ہی ہمیں نہیں سمجھیں گے تو کون " سمجھے گا؟

میں سمجھ سکتا ہوں۔ وہ تو میں نے بس اس لئے پوچھ لیا کہ کہیں تمہیں کوئی ٹینشن تو نہیں ہے؟" اس نے نفی میں سر ہلادیا۔ شہریار مطم ئن ہوگیا۔

" اچھا یہ بتاؤ کہ تم کس کلر کا ڈریس لوگی؟ "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مہرون اور بلیک کے کومبینیشن کا، اور شیری۔۔۔۔آپ بھی ایسے ہی کلر کی شیروانی لی گا۔۔۔۔" وہ بتانے لگی اور شہریار سنتا رہا۔ وہ اس وقت نہیں جانتا تھا کہ شہزاد کے ایکدم سے بدلنے کی وجہ کیا ہے۔ لیکن بہت جلد وہ جاننے والا تھا!!

------------------------*------------

"شہزاد"!!!وہ ماہین سے مل کر باہر جارہی تھی جب حنان نے اسے آواز دے کر روکا۔

"جی حنان بھائی" وہ رکی، علی اور شہریار گاڑی کے پاس کھڑے باتیں کر رہے تھے اور ان دونوں سے کافی دور تھے۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد اب وہ لوگ گھر کے لئے نکل رہے تھے

"تم نے کل سے ماہی کا اتنا خیال رکھا پھر گھر میں بھی اتنا کام کیا، تمہارا بہت شکریہ" حنان نے کہا تو چند لمحے وہ خاموش رہی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بھائی، بہنوں کو شکریہ کہتے اچھے نہیں لگتے" اس نے کہا تو حنان مسکرایا "

اچھا جی !شکریہ نہیں کہہ سکتے لیکن چاکلیٹ تو دے سکتے ہیں ناں "!اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک چاکلیٹ نکال کر اسکے سامنے کی جو اس نے مسکراتے ہوئے تھام تو لی لیکن شرارت سے بولی

صرف ایک چاکلیٹ؟" حنان کی مسکراہٹ غائب ہوئی، کانوں میں مرجان کی " آواز گونجی

" بس ایک ہی چاکلیٹ "

لیکن اگلے ہی لمحے حنان نے خود کو سنبھال لیا اور دوسرے جیب سے ایک اور چکلیٹ نکال کر اسکی طرف بڑھائی تو شہزاد کی آنکھیں حیرت سے ابل پڑیں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"ہم نے تو مذاق میں کہا تھا۔ آپ نے تو سچ میں ایک اور۔۔۔۔۔۔" وہ حیرت سے کنگ ہوگ ئی۔ اسکی شکل دیکھ کر حنان کی ہنسی چھوٹ گ ئی۔ اتنے عرصے میں وہ پہلی بار ہنسا تھا۔ شہزاد نے اس سے چاکلیٹ لے لی

"اصل میں، میں مرجان کے لئے ہمیشہ دو چاکلیٹز لیتا تھا۔ تو میری عادت ہے دو چاکلیٹ لینے کی، تمہارے لئے لینے گیا تو غیرارادی طور پر دو خرید لیں۔ لیکن اچھا ہی ہوا ورنہ میں ابھی کیا جواب دیتا تمہیں؟" اس نے بتایا

"آپ کو ایک مزے کی بات بتائے؟ ہمارے بھیا بھی ہمیں دو چاکلیٹ دیتے تھے اب کی بار دونوں ہنس پڑے۔"

"اچھا ہم چلتے ہیں" وہ کہتے ہوئے آگے بڑھی حنان بھی اسکے پیچھے ہو لیا۔ وہ دونوں شہریار اور علی کے پاس پہنچے۔ شہریار چہرے سے کافی خوش لگ رہا تھا

"کیا بات ہے بھئی !تیرے کس بات پر دانت نکل رہے ہیں؟" حنان نے شہریار سے پوچھا

" ڈیڈ آرہے ہیں کل پاکستان، اور میں بہت خوش ہوں " اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو علی نے اسے سنجیدگی سے دیکھا

" جھوٹ کیوں بول رہے ہو شیری؟ " علی کے سنجیدگی سے کہنے پر سب نے حیرت سے دیکھا

" سیدھے سیدھے بتا ناں کہ تیری شادی کی ڈیٹ فکس کرنے آرہے ہیں انکل، اس لئے تو اتنا خوش ہے " علی کے کہنے پر وہاں قہقہ پڑا۔ جب کہ شہزاد جھینپ گ ئی۔

" ہاں بلکل ! یہ بھی ایک بہت بڑی وجہ ہے " اس نے ڈھٹائی سے کہا تو ایک بار پھر تینوں ہنس پڑے جب کہ شہزاد شرافت سے گاڑی کے اندر بیٹھ گ ئی۔

" چل بیٹا علی اب تو بھی اپنا کوئی بندوبست کرلے " حنان نے علی کو چھیڑا

" تو میری فکر مت کر، پہلے اپنے ولیمے کی تیاری کرلے " علی نے ہنستے ہوئے کہا لیکن آنکھوں کے سامنے فاطمہ کا چہرہ لہرایا

ٹھیک ہے پھر میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ جس دن تیرا ولیمہ ہوگا اس کے اگلے دن ہی میں اپنا ولیہ رکھ لوں گا" اس نے مذاق میں کہا

"شیری اب ساری رات یہی کھڑے رہے گے آپ؟ یا گھر بھی جائے گے؟" کافی دیر سے شہریار کا انتظار کرتی شہرذاد نے کوفت سے کہا

"بس ابھی آیا" وہ شہرذاد کو جواب دیتا ان دونوں کو خدا حافظ کہنے مڑا

"جا بیٹا! جاکے حکم کی تعمیل کر" علی نے اسے چھیڑا تو وہ اسکے سر پر ایک چپت لگاتا۔ گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ ان دونوں کے جانے کے بعد علی حنان کی جانب مڑا

"اچھا چلتا ہوں۔ ماہین کا خیال رکھنا" علی نے اس سے ہاتھ ملایا

"فکر مت کر، اپنی جان سے زیادہ خیال رکھوں گا تیری بہن کا" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ ہاں اب وہ خوش لگ رہا تھا۔ بہت خوش.

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

انکے جانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آیا۔ ماہین بیڈ پر بیٹھی رو رہی تھی۔ وہ خاموشی سے دراز سے دوائی نکالنے لگا۔ پھر گلاس میں پانی ڈال کر، گلاس اور دوائی لے کر اس تک آیا۔ اسکی سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں۔

"ماہی۔۔۔۔۔دوا کھالو" اس نے نرمی سے کہہ کر دوا اسکی جانب بڑھائی۔ کتنے عرصے بعد حنان نے اسے مخاطب کیا تھا۔ کتنے عرصے بعد ماہین نے اسکی زبان سے اپنا نام سنا تھا۔ اس نے اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے حنان کے ہاتھ سے دوائی لے کر کھالی۔ وہ اسکے سامنے ہی بیٹھ گیا لیکن خاموش رہا جیسے سمجھ نہ آرہا ہو کہ کہاں سے بات شروع کرے۔ اس نے اپنے بے جا ضد کے ہاتھوں ماہین کو کتنی سزا دی تھی۔ ویسے بھی اس لڑکی کا بہت قرض تھا اس پر، جو وہ اتار نہیں سکتا تھا۔ وہ چودہ ماہ اسکے علاج کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی رہی، اس سے ملنے آتی رہی یہ قرض ہی تو تھا۔ حنان کو مسلسل خاموش دیکھ کر ماہین نے خود ہی بولنا شروع کردیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"مجھے پتہ ہے کہ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوگ ئی ہے پر۔۔۔۔۔۔۔میں آج بھی تم سے معافی مانگنے کو تیار ہوں۔ مجھے معاف کردو۔ پلیز" اس نے حنان کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔ حنان نے اسکے ہاتھ پکڑ کے نیچے کرد یئے۔

"معافی تو مجھے مانگنی چاہیے تم سے۔ میں نے ناحق تمہیں اتنی سزا دی۔ تم معاف کردو مجھے۔پتہ ماہی۔۔۔۔۔۔جو انسان حقیقت تسلیم نہیں کرتا وہ نقصان اٹھاتا ہے۔ میں نے بھی اپنی دادی اور مرجان کی موت کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ مجھے معاف کردو ماہی۔ میرے پاس اب تمہارے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا۔"ماہین اسکے گلے لگ کر رونے لگی اور وہ بجائے اسکو چپ کرانے کے خود بھی رودیا۔

بلاآخر ان دونوں کی آزمائ ش ختم ہوگ ئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

----------*---------------*--------*

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ سڑک پر ننگے پاؤں چل رہی تھی۔ آس پاس سے گزرتے لوگ اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن اسے کچھ نہ دکھ رہا تھا نہ سنائی دے رہا تھا۔ اسکے کانوں میں مختلف آوازیں گونج رہیں تھیں

"فاطمہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں۔ "

" میں نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا "

" خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو۔ مجھ پر رحم کھاؤ "

" اور بہت جلد آپ کی امی سے آپ کا ہاتھ مانگنے آؤں گا"

" دس ہزار درہم-------پندرہ ہزار درہم----------بیس ہزار درہم "

" خدا کے لئے مجھے جانے دو "

" لگتا ہے آپ میٹھے کی کافی شوقین ہیں "

" بیس ہزار درہم-------بائیس ہزار درہم "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" اوہ۔۔۔۔ تم ادھار چکا رہی ہیں آپ "

پچیس ہزار درہم۔۔۔۔۔۔ تیس ہزار درہم" کان کے پردے ان آوازوں سے پھٹنے لگے، جب ہی ایک گاڑی بلکل اسے قریب آکے رکی

فاطمہ کیا کر رہی ہو تم یہاں؟ اور یہ کیا حالت بنا رکھی ہے اپنی؟" گاڑی سے نکلنے والے نے باہر نکلتے ہی اسکے سامنے آکر پریشانی سے پوچھا۔ وہ علی تھا۔

میں۔۔۔۔۔۔۔ میں کھو ہوگئی ہوں" اس نے عجیب کھوئے کھوئے سے انداز میں کہا

تم ٹھیک تو ہو؟ اور۔۔۔۔ تمہاری چپل کہاں ہے" علی کی نظر اسکے پیروں پر پڑی

پتہ نہیں" علی کو اسکی دماغی حالت پر شک گزرا "

آؤ میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ دوں" علی نے اسکے لئے گاڑی کا دروازہ کھولا "

" گھر؟ کس کے گھر؟ "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" تمہارے گھر فاطمہ اور کس کے گھر "

" لیکن میرا تو کوئی گھر نہیں "

مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔ آؤ بیٹھو گاڑی میں" علی نے اسے " زبردستی گاڑی میں بیٹھایا اور گاڑی اسٹارٹ کردی۔ پورے راستے وہ خاموش رہی اسکے گھر کے سامنے گاڑی روکنے کے بعد علی خود بھی اسی کے ساتھ اندر آگیا

تم یہاں بیٹھو میں تمہارے لئے پانی لاتا ہوں" علی جانے لگا جب فاطمہ نے " اسے روک دیا

آپ کہیں مت جائے علی !مجھے آپ سے ایک "

" ضروری بات کرنی ہے

ہاں !کہو" علی اسکے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا "

میں آپ سے شادی نہیں کر سکتی" اس نے بنا تمہید کے کہا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پر کیوں کیا میں تمہارے قابل نہیں ہوں" علی نے بے چینی سے پوچھا "

نہیں علی !میں آپ کے قابل نہیں ہوں۔ میں آپ کے تو کیا کسی کے بھی قابل "

نہیں ہوں" وہ رو رہی تھی۔ علی کی ہمیشہ سے خواہش تھی کہ وہ اسے سر علی کے

بجائے صرف علی کہے اور اس دشمن جان نے اسکا نام لیا بھی تو کب۔۔۔۔

" ایسی کیا بات ہے فاطمہ تم مجھ سے شی ئی ر کر سکتی ہو "

میرا ماضی۔۔۔۔اس قابل نہیں ہے کہ میں اسے کسی سے بھی شی ئی ر کر سکوں۔ "

آپ جیسے اچھے انسان کو انکار کرنے کے بعد میں آپ کا سامنا نہیں کر پاؤ ں گی۔ اس

" لئے میں نے کمپنی سے ریزائی ن دے دیا ہے

کیا؟" علی کو شاک لگا "

لیکن فاطمہ۔۔۔۔۔"وہ کچھ کہنا چاہتا تھا پر فاطمہ نے اسے روک دیا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پلیز علی !آپ جائے یہاں سے-----پلیز" اس نے علی کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے تو وہ اٹھ کر وہاں سے چلا گیا

باہر آکے علی گاڑی کے پاس رکا اور دل ہی دل میں فاطمہ کو مخاطب کیا

"اگر تم یہ کہتی کہ تم مجھے ناپسند کرتی ہو تو میں شاید پیچھے ہٹ جاتا لیکن-----تمہاری باتیں سن کر مجھے محسوس ہوا کہ تم کچھ چھپا رہی ہو۔ کوئی تو ایسی بات ہے جو تمہیں کھل کر جینے نہیں دے رہی، تمہیں خوش نہیں ہونے دے رہی-----اور میں وہ وجہ معلوم کرکے رہوں گا" اس نے ایک عظم سے سوچا اور گاڑی میں بیٹھ گیا

--------------------*--------------

Dont copy paste without writers permission

کھو_گئے_ہو_کہاں#

از ژیلہ ظفر

نواں حصہ

اسپیشل_قسط#

اگلی صبح شہریار اور شہزاد حنان کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ حنان، ماہین کو سہارا دے کر سیڑھیوں سے اترنے میں مدد کررہا تھا۔ ان دونوں کے چہرے مطمئن اور آسودہ تھے۔

حنان کی نظر ان دونوں پر پڑی

"ارے۔۔۔ تم لوگ" اس نے ماہین کو صوفے پر بیٹھاتے ہوئے خوشگواری سے کہا

"ہاں بس ابھی ابھی ہی آئے ہیں" شہریار نے آگے بڑھ کر اس سے ہاتھ ملایا۔

جب تک شہزاد اپنے ہاتھ میں پکڑی تھیلی سے چھوٹے بڑے بے شمار پیالے نکال کر ٹیبل پر رکھنے لگی

"یہ سب تم کیا لے آئی ہو؟" ماہین نے اس سے پوچھا

"ناشتہ" اس نے مسکراتے ہوئے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اس تکلف کی کیا ضرورت تھی" حنان نے کہا تو وہ برا مان گئی "

اس میں تکلف کی کیا بات ہے۔ ہم نے بھی ناشتہ نہیں کیا کہ آپ دونوں کے ساتھ ہی کرینگے" حنان اور ماہین مسکرائے

چلو پھر تم ناشتہ لگاؤ۔ مجھ سے تو خوشبو سونگھ کر ہی رہا نہیں جارہا" ماہین نے کہا " تو شہزاد نے جلدی سے برتن لگانے شروع کردیئے۔ اتنی دیر میں علی بھی آگیا۔ وہ کل کے مقابلے میں آج کافی بجھا بجھا سا لگ رہا تھا۔ حنان نے پوچھا بھی لیکن اس نے طبیعت خرابی کا بہانہ بنا دیا۔ شہزاد نے آواز دی تو وہ لوگ ناشتہ کی ٹیبل پر آگئے۔

حنان، ماہین کو بھی لے آیا۔

اس اتوار کو تم لوگ رات کے کھانے پر انوائیٹڈ ہو میرے گھر پر" ناشتے کے بعد " شہریار نے کہا تو سب نے حیرت سے اسے دیکھا

کیوں بھئی خیریت؟" علی نے پوچھا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" ان دونوں کے نکاح کی خوشی میں دعوت ہے "

اچھا !بس یہی بات ہے؟" ماہین نے شرارت سے پوچھا "

نہیں ایک اور بھی بات ہے------بابا آج رات کو پاکستان آرہے ہیں اور اتوار کو "

"ہماری-------

تمہاری شادی کی ڈیٹ فکس کر رہے ہیں، پتہ ہے-----کل سے ایک ہزار ایک "

مرتبہ سن چکے ہیں یہ بات" حنان نے شرارت سے کہا تو وہ قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔

" واہ-----مجھے تو یہ بات معلوم ہی نہیں تھی۔ بہت مبارک ہو تم دونوں کو "

ماہین نے خوشدلی سے کہا۔ شہزاد بس ہلکا سا مسکرائی نہ جانے کیوں اسکے چہرے پر وہ

خوشی نہیں تھی جو ہونی چاہیے تھی۔

علی اب تم بھی اپنا بندوبست کرلو۔ اسکے بعد تمہارا نمبر ہے" حنان انجانے میں "

اسکے زخم چھیڑ گیا۔ وہ بس مسکرایا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہاں علی۔۔۔۔اب تو تم ہی کنوارے رہ گئے ہو۔ بولو تو میں ڈھونڈو تمہارے لئے کوئی؟" ماہین نے ہنستے ہوئے پوچھا۔ علی نے دل ہی دل میں اسکے صدا یوں ہی ہنستے رہنے کی دعا کی۔

"اسکی ضرورت نہیں ہے بھابھی جی، یہ کام میں خود ہی کرلوں گا" علی خود کو کمپوز کرلیا اور مسکراتے ہوئے جواب دیا

"جلدی ڈھونڈ لینا بھائی۔۔۔ورنہ حنان نے تو قسم کھائی ہے کہ تیری شادی سے پہلے اپنا ولیمہ نہیں کریگا۔ "شہریار نے ٹیبل سے اُٹھتے ہوئے کہا۔ ایک خوشگوار ماحول میں ناشتہ کرنے کے بعد اب وہ لوگ چائے سے لطف اندوز ہورہے تھے۔

"ایک اچھی خبر ہے تم لوگوں کے لئے" اچانک ہی شہریار نے سب کو مخاطب کیا۔ ماہین اور شہزاد ساتھ ہی ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ اور وہ حنان اور شہریار ساتھ بیٹھے تھے جب کہ علی کاؤچ پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کافی حد تک اپنی کیفیت پر قابو پاچکا تھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اوہ میرے بھائی۔۔۔۔۔اور کتنی خبریں سنائے گا آج کی تاریخ میں؟" علی نے "
اسکا لتاڑا

بس یہ آخری ہے" اس نے ہنستے ہوئے کہا "

" اظہر کل رات گرفتار ہوگیا ہے "

واقع؟ یہ تو سچ میں اچھی خبر ہے" ان لوگوں نے ایک ساتھ کہا "

اور صرف یہی نہیں، وہ پولیس والوں کو مزید جرائم میں مطلوب تھا۔ اور بھی بہت "
سے کیسز کھلے ہیں اس پر" وہ لوگ چند ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہی پھر شہریار اٹھ
کھڑا ہوا اور شہزاد کو بھی چلنے کا کہا

کہاں بھائی؟" حنان نے اسے اٹھتے دیکھ کر حیرت سے پوچھا "

شہزاد کو لے کر جانا ہے شاپنگ پر" اس نے جواب دیا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"جا بھائی۔۔۔تُو تو ابھی سے ہی جورو کا غلام نکلا" علی نے کہا لیکن آواز آہستہ ہی رکھی کیونکہ سامنے ہی شہزاد ماہین سے گلے مل رہی تھی۔ شہریار اور حنان ہنسنے لگے۔ آج بہت عرصے بعد وہ سب اکھٹے تھے اور بہت خوش تھے

--------------------------*----------

حنان اور ماہین آفس سے واپس آرہے تھے کہ جب سگنل پر گاڑی رکی۔

"ماہی۔۔۔۔ذرا ایک منٹ رکنا میں ابھی آیا" وہ کہہ کر سیٹ بیل کھولنے لگا

"کہاں جارہے ہو حنان؟" اس نے پریشانی سے پوچھا

"وہ سامنے کچھ غریب افراد بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں انہیں صدقہ دے آؤں" اس نے سامنے فوٹ پاتھ پر بیٹھے غریب افراد کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا

"جلدی آنا سگنل کھلنے والا ہے" اس نے کہا تو وہ سر ہلاتے ہوئے باہر نکل گیا۔

اسکی عادت تھی وہ روزانہ صدقہ دیتا تھا، اور اسے یہ عادت بھی اسے دادی سے ہی آئی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تھی۔ وہ سامنے بیٹھی ایک کالی چادر میں لپٹی عورت کے پاس آیا۔ اس نے اپنا چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔ حنان جلدی سے اسے پیسے دے کر مڑا جب ایک آواز نے اسکے پیر جکڑ لئے

" حنان بھائی۔۔۔ "حنان ساکت رہ گیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو جس عورت کو وہ پیسے دے کر جارہا تھا وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ مرجان تھی۔۔۔۔۔۔اسکی بہن مرجان

" آپ مجھے بھول گئے بھائی اور اپنی زندگی میں مصروف ہوگئے۔ اپنی خوشیوں میں آپ نے مجھے بھولا دیا۔ یہ دیکھیں میں کس حال میں پہنچ گ ئی ہوں" وہ شکوہ کررہی تھی اور حنان توآنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ بے یقینی سی بے یقینی تھی۔ سوچا بھی نہ تھاکہ جس بہن کو وہ مردہ سمجھے بیٹھا تھا وہ اسے اس طرح ملے گی۔

" حنان۔۔۔حنان "!ماہین اسے آوازیں دے رہی تھی۔ شاید سگنل کھل گیا تھا۔

" جائے بھائی۔۔۔چلے جائے واپس۔ آپ خوش رہیں اپنی زندگی میں اور بھول جائے مجھے" وہ کہتے ساتھ ہی جانے کے لئے مڑ گ ئی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مرجان رکو۔۔۔کہاں جارہی ہو۔ پلیز رک جاؤ " وہ اسکے پیچھے بھاگا "

حنان !حنان" ماہین اسے پکار رہی تھی "

مرجان رک جاؤ۔۔۔۔۔مت جاؤ مجھے چھوڑ کہ۔۔۔۔۔پلیز واپس آجاؤ " وہ روتے ہوئے کہنے لگا "

حنان !۔۔۔۔۔حنان اٹھو!۔۔۔ صبح ہوگئی ہے " ماہین کی آواز پر اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولی۔ "

کیا ہوا ہے حنان کب سے آوازیں دے رہیں ہوں تمہیں، اٹھ کیوں نہیں رہے تھے؟ " اس نے پوچھا۔ حنان اٹھ کر بیٹھا۔ وہ اپنے کمرے میں تھا "

بس اٹھ ہی رہا تھا" اس نے جواب دیا "

اچھا جلدی تیار ہوکہ آؤ کیونکہ ہمیں آفس جانا ہے اور پھر آج شہریار کے گھر ڈنر بھی تو ہے" اس نے یادہانی کرائی "

اوکے۔۔۔ تم جاؤ میں تیار ہوکر آتا ہوں" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو ماہین "
اٹھ کر چلی گ ئی

تو یہ خواب تھا۔۔۔۔"اس نے سوچا "پر میں نے مرجان کو اتنے برے حال میں "
کیوں دیکھا؟ اور اس نے ایسا کیوں کہا کہ میں اسے بھول جاؤ ؟" وہ الجھ گیا، دل پر
بہت سا بوجھ پڑھ گیا۔ وہ یہ خواب ماہین سے ش ئیر کرسکتا تھا لیکن اس نے ایسا
نہیں کیا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایک بار پھر سے ماہین اپنے آپ کو مجرم سمجھے۔ وہ
خاموشی سے اٹھ کر تیار ہونے چلا گیا۔ کچن میں کھڑی ماہین اپنے آنسو صاف کئے کیونکہ وہ
حنان کو نیند میں مرجان کا نام لیتا ہوا سن چکی تھی۔ گوکہ حنان اسے معاف کرچکا تھا اور
اس تمام واقعہ سے اسے براالذمہ قرار دے چکا تھا لیکن کہیں نہ کہیں ماہین کہ ایسا لگتا
تھا کہ وہ ان سب کی ذمہ دار ہے

---------*-------------*------------*

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اسلام و علیکم فاطمہ کیسی ہو؟" وہ اپنے کل کے انٹرویو کی تیاری کر رہی تھی جب اسکی سابقہ کولیگ نے اسے فون کیا۔

" ٹھیک ہوں تم سناؤ "

میں بھی ٹھیک ہوں۔ تمہیں ایک بات بتاؤ۔ ماہین میم کی شادی ہوگ ئی ہے سرشاہ سے "

کون سر شاہ؟" اس نے حیرت سے پوچھا "

" ہماری کمپنی کے شی ئی ر ہولڈر "

" اچھا ن ئی ے ہیں کیا؟ "

نہیں نہیں پرانے ہیں۔ دو سال پہلے انکا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور وہ چودہ ماہ ہسپتال میں رہے تھے۔ کمپنی تو انہوں نے چار ماہ پہلے ہی جوائن کرلی تھی لیکن میرے جیسے تمام ایمپلائی جو کہ پانچ چھ ماہ پہلے ہی یہاں آئے ہیں انہوں نے اسے آج دیکھا ہے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کیونکہ وہ ایمپلائی ز کے سامنے نہیں آتے تھے کیونکہ وہ ہمارے آفس آنے سے ایک گھنٹہ پہلے ہی آجاتے تھے اور سارے ورکز کے چلے جانے کے بعد جاتے تھے۔ اس دوران وہ اپنے روم سے نہیں نکلتے تھے۔ لیکن آج میں نے انہیں دیکھا۔ یار !وہ تو سر علی اور سر شہریار جتنے ہی ہینڈسم اور ڈیشنگ ہیں" وہ تفصیل سے بتا رہی تھی لیکن فاطمہ کو ان سب میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

"اور سننے میں آیا ہے کہ اس ماہ تک سر شہریار کی بھی شادی ہونے والی ہے۔ بس اب سر علی ہی رہ گئے ہیں۔ ہائے کاش !انکی نظر کرم مجھ پر پڑھ جائے کسی طرح" اس نے مزے سے کہا لیکن فاطمہ کو منہ ہی کڑوا ہوگیا

"خدا حافظ" وہ ارے، ارے کرتی رہ گ ئی لیکن فاطمہ نے فون بند کردیا۔ "وہ تو علی کو انکار کرچکی تھی ناں تو پھر اسے اس لڑکی کی بات بری کیوں لگی۔ وہ چاہے جس سے بھی شادی کرے، جسے بھی پسند کرے اب فاطمہ کا تو اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے ناں !تو پھر کیوں لگا اسے برا؟ تو کیا اسے بھی علی سے------؟

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

-------------------------*----------

ماہین تیار ہو رہی تھی اور حنان لاؤنج میں بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے مرجان کے جانے کے بعد سے آج پہلی بار اسے خواب میں دیکھا۔ کچھ منظر دماغ میں تازہ ہونے لگے آج سے دو سال پہلے کا وہ دن جب مرجان آخری بار اس سے ملنے آئی تھی۔ وہ آفس سے گھر پہنچا تو اسے دیکھ کر حیرت سے بت بن گیا کیونکہ وہ بنا کسی اطلاع کے آئی تھی

"بھائی! بھوت دیکھ لیا کیا؟" اس نے حنان کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے شرارت سے کہا تو وہ ہوش میں آیا

"مرجان! تم کب آئی؟" اس نے خوشی سے کہتے ہوئے اسکو اپنے ساتھ لگالیا

"بس آپکی یاد آرہی تھی تو ملنے چلی آئی لیکن دو گھنٹے بعد واپسی جانا ہے"

"اتنے جلدی کیوں؟"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میں تو بس آپ سے اور بھابھی سے ملنے آئی ہوں۔ ایک توآپ نے بھی ضد لگالی "

" ہے کہ بھابھی کی کوئی تصویر نھیں بھیجے گے، ورنہ مجھے یہاں نہیں آنا پڑتا

" تو میں نے یہ بھی تو کہا تھا کہ اسے وہیں لاؤ ں گا تم سے اور دادی سے ملوانے "

تو لائے کیوں نہیں اب تک میں تو بھابھی کو دیکھنے کے لئے بے چین ہورہی ہوں "

"

بس موقع ہی نہیں مل سکا کہ اسے لاہور لاتا اور شاید تم آج بھی اس سے نہ مل "

" پاؤ ں کیونکہ وہ ایک ڈنر پر انوائیٹ ہے اور وہیں گ ئی ہوئی ہے

"اوہو-----خیر کوئی بات نہیں۔ "

اچھا تمھیں پتہ ہے میں نے آج میکرونی بنایا ہے" حنان اسے کچن میں لے آیا "

کیا؟ آپ نے بنایا" وہ حیرت سے بولی "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

دیکھ رہی ہو تم، تمہارے شہزادے جیسے بھائی کو گھر کے کام کرنے پڑ رہے ہیں" اس نے منہ بسورتے ہوئے میکرونی گرم ہونے رکھ دیا"

تو میرے شہزادے جیسے بھائی اپنے لئے شہزادی لے آئے ناں جلدی سے" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو حنان ہنس پڑا

حنان چلو دیر ہورہی ہے" ماہین نے آکر اسکا کندھا ہلایا تو وہ یادوں سے باہر آیا"

ہاں چلو" اس نے گاڑی کی چابی اٹھائی اور ماہین کے ساتھ باہر نکل گیا"

کتنی خواہش تھی اسکی کہ وہ دادی اور مرجان کو اس گھر میں لائے اور وہ تینوں ساتھ رہے اس گھر میں لیکن انسان کی بعض خواہشات پوری ہونے کے لئے نہیں ہوتی"

---------------------------*-------

اس وقت وہ سب شہریار کے ڈیڈ کے ساتھ موجود تھے۔ وہ ایک انتہائی نفیس انسان تھے۔ شہریار اپنے ڈیڈ کو ہمیشہ سے آئیڈیالائی ز کرتے آیا تھا۔ اور وہ واقعی متاثرکن شخصیت کے مالک تھے۔

شادی کی ڈیٹ اس مہینے کے آخری ہفتے کی رکھی گ ئی تھی۔ اس وقت سب ساتھ بیٹھے میٹھے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ سب ہی موجود تھے سوائے شہزاد کے۔۔۔۔۔

وہ اپنے بابا کے کمرے میں موجود تھی۔

" اس دن کا ہم نے شدت سے انتظار کیا تھا۔ آج وہ موقع آہی گیا۔ جب ہم سب کے سامنے آپ کے جرم کا اعتراف آپ ہی کی زبان سے کرائے گے۔ "اس نے دل ہی دل میں کہا اور ارتضٰی صاحب کے دراز کی طرف بڑھی اور وہاں سے ایک ریولور نکالا

" آج آپ سے آپکا جرم قبول کروانے کے لئے ہمیں جو بھی کرنا پڑا ہم وہ کریں گے " اس نے ریولور لوڈ کرتے ہوئے کہا۔ گن اور پسٹل وغیرہ چلانا اسے اسکے بابا نے سکھائی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تھی۔ وہ آہستہ مگر مضبوط قدم اٹھاتی لاؤنج کی طرف بڑھنے لگی۔ جہاں سے سب کے بولنے کی آوازیں آرہیں تھیں

کتنی خوشی ہے ناں آپ کے چہرے پر، بس یہ خوشی کچھ پل کی مہمان ہے۔ " ہمارے گھر کی خوشیاں چھیننے والے، ہمارے بھائی اور بہنوں جیسی دوست سوہا کے قاتل۔ آج ہم آپ سے ساری خوشیاں چھین لے گئے۔ "اس نے ایک عظم سے دل میں کہا اور لاؤنج میں آگئی

لاؤنج میں شہریار، حنان اور علی کے ساتھ کھڑا تھا جب کے انکے پیچھے ماہین ارتضٰی اور مصطفٰی صاحب کے ساتھ کھڑی تھی۔ سب کے ہاتھ میں کولڈرنک تھی۔ شہزاد خاموشی سے لاؤنج میں آکر کھڑی ہوگئی۔

تم اتنی دیر سے کہاں تھی شہی۔۔۔۔ "شہریار کی نظر اس پر پڑی تو پوچھ بیٹھا۔ " اس نے جواب دینے بجائے اپنے دوپٹے میں چھائی ہوئی ریوالور اپنے سامنے کھڑے شخص پر تان لی۔ جو جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

یہ۔۔۔۔۔۔یہ تت۔۔۔۔۔یہ تم کیا کر رہی ہو شہی۔۔۔۔پاگل تو نہیں ہوگ ئی ہو "
شہریار نے گھبراتے ہوئے پوچھا "

" آج ہم آپ سے اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لینے آئے ہیں "

" واٹ؟ کس قسم کی باتیں کررہی ہو۔۔۔۔۔؟ "

" آج ہم آپ سے اپنے بھائی کے قتل کا اعتراف کروائے بغیر نہیں رہیں گے "

میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ گن نیچے کرو شہی۔۔۔۔ "شہریار نے سختی سے کہا باقی "
سب کو تو سانپ سونگھ گیا تھا۔ اور شہزاد، اسکے سر پر تو خون سوار تھا۔ ایک جنون تھا
اسکی آنکھوں میں

آپ اپنا جرم قبول کر رہے ہیں یا ہم آپ کی جان لے لیں؟" اس نے چلاتے "
ہوئے پوچھا

کیا؟" شہریار سمیت سب ششدرہ رہ گئے "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہم چھ سالوں سے یہ راز اپنے سینے میں چھپائے بیٹھے ہیں۔ لیکن اب اور نھیں، ہم اپنے بھائی کے قاتل کو اسطرح آزاد نہیں پھرنے نہیں دینگے۔ ہم---- شہزاد ارتضٰی----اپنے بھائی، اور سوہا کے قتل کے چشم دید گواہ ہیں۔ اور اس بنا پر ہمیں اگر آپ کی جان بھی لینا پڑے تو ہم وہ بھی لے لیں گے" اس نے انتہائی دہشت ناک انداز میں کہا

تم ایسا نہیں کرسکتی----"شہریار نے بےیقینی سے کہا"

ہم ایسا کر سکتے ہیں----"اس نے چبا چبا کر کہا"

----------------------*-----------

dont copy paste without permission

#کھو_گئے_ہو_کہاں

از ژیلہ ظفر

دسواں حصہ

تم ایسا نہیں کرسکتی" شہریار نے بے یقینی سے کہا "

ہم ایسا کرسکتے ہیں" اس نے چبا چبا کر جواب دیا۔ لاؤنج میں موجود ہر فرد پر سکتہ " طاری ہوچکا تھا۔ کوئی کچھ بھی بولنے کے قابل نہ رہا تھا۔ بس ایک شہریار ہی تھا جو شہزاد کو اسکے ارادوں سے روکنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ اس نے ریوالور شہریار کے باپ پر تانہ ہوا تھا۔۔

ہاں !وہ مصطفیٰ صاحب کو اپنے بھائی کا قاتل کہہ رہی تھی۔ جب کہ مصطفیٰ صاحب تو کاٹو تو بدن میں لہو نہیں کی مصداق کھڑے اسے دیکھ رہے تھے

ہم نے آپ سے کیا کہا ہے؟ آپ اپنا جرم قبول کر رہے ہیں یا نہیں؟" شہزاد " نے طیش سے پوچھا تو سب سے پہلے ارتضٰی صاحب کا سکتہ ٹوٹا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شہزاد بیٹا یہ آپ کیا کرہی ہیں؟ آپ کو یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہی ہے" انہوں نے اسے سمجھانا چاہا

"نہیں بابا !ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی ہے۔ جس انسان کو آپ اپنے باپ کی جگہ سمجھتے ہیں وہ انسان تو کیا درندہ بھی کہلانے کے لائی ق نہیں ہے" اس نے غصے سے کہا

" آج ہم انہیں چھوڑیں گے نہیں "

"شہزاد میں تم سے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ گن نیچے رکھ دو ورنہ۔۔۔۔" شہریار نے سختی سے کہہ کر بات ادھوری چھوڑ دی

"ورنہ کیا شیری؟" اس نے شہریار کی جانب چہرہ مڑا ریوالور البتہ انہیں پر تانا ہوا تھا

" اگر بابا کو زرا سا بھی نقصان پہنچا ناں تو میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا " شہریار نے غصے کے کہا۔ باقی سب تو تماشہ دیکھ رہے تھے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"ہم اسی کی جان لے سکتے ہیں شیری۔۔۔۔ جسکے لئے ہمارے دل میں کوئی محبت نہیں ہوتی۔۔۔۔۔اور ہم جانتے ہیں کہ آپ ہم سے بہت محبت کرتے ہیں۔ اور آپ ہماری جان نہیں لے سکتے" اس نے آنسوں سے لبریز آنکھوں سے کہا تو شہریار کی بولتی ہی بند ہوگ ئی۔ وہ سچ کہہ رہی تھی

"لیکن شہی۔۔۔۔ہم بیٹھ کر بھی تو بات کرسکتے ہیں" اب کہ اس نے نرمی سے بات کرنے کی کوشش کی

"نہیں!ہمیں ان سے اعتراف جرم کروانا ہے" وہ کسی صورت ماننے کو تیار نہ تھی

"بس بہت ہوگیا، بہت تماشہ لگا لیا تم نے" شہریار نے اسے ایک بار پھر سختی سے کہا اور ریوالور لینے آگے بڑھا

"وہ صحیح کہہ رہی ہے شہریار۔۔۔۔۔میں ہی قاتل ہوں۔ شہیر اور سوہا کا" کمرے میں مصطفٰی صاحب کی شکست خوردہ آواز گونجی کمرے میں موجود افراد کو ایک پھر سانپ سونگھ گیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"یہ---یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں---بھائی جان---شہزاد تو بچی ہے کچھ بھی بول دیتی ہے--آپ اسکی باتوں کو-----"

"وہ کچھ بھی" "نہیں بول رہی ارتضٰی، وہ سچ کہہ رہی ہے۔ میں اس گناہ کا بوجھ چھ سال سے اٹھا رہا ہوں۔ تمہارا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی مجھ میں اس لئے چھ سال سے پاکستان میں قدم نہیں رکھا۔ ایک کمزور لمحے کی زد میں آکر میں نے اپنے ہی بھتیجے کا قتل کردیا۔ بس ایک پل کو شیطان مجھ پر حاوی ہوا تھا اور مجھ سے وہ گناہ ہو گیا۔ میں چھ سال سے اس گناہ کی آگ میں جل رہا ہوں، پچھلے چھ سال میں ہر رات اللہ سے اپنے گناہ کی معافی مانگتے ہوئے گزاری ہے۔ لیکن---میرا گناہ اتنا چھوٹا نہیں کہ اتنی آسانی سے معاف ہوجائے۔"وہ کسی ہارے ہوئے جواری کی مانند زمین پر بیٹھ گئے۔

شہریار تو کچھ بول ہی نہیں پارہا تھا، بے یقینی سے وہ کبھی شہزاد تو کبھی اپنے ڈیڈ کا چہرہ دیکھتا

--------------------------*---------

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تو مصطفیٰ شاہد کب دے رہے ہو ہمارے پیسے واپس؟" فون کی دوسری جانب "
آتی آواز نے انکے رونگٹے کھڑے کر دیئے

مم۔۔۔میں جلد ہی دے دوں گا" انہوں نے اٹکتے ہوئے کہا "

اتنی مہلت تو خالد نے آج تک کسی کو نہیں دی جتنی تمہیں دی ہے" اسکی آواز "
سے جھلکتا رعب مصطفیٰ صاحب کے اوسان خطا کیئے دے رہا تھا

مجھے تین دن مزید دے دو۔ میں تمہارے سارے پیسے سود سمیت واپس دے دوں گا "
انہوں نے منت کی "

اور کتنی مہلت دوں میں تجھے؟" اس نے چلاتے ہوئے کہا تو انکا دل دہل گیا "

بس ایک آخری موقع دے دو خالد، تمہارے سارے پیسے تین دن میں واپس کردوں گا "
انہوں منت کے "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ٹھیک ہے پھر، لیکن یہ آخری موقعہ ہے اسکے بعد تو تیری لاش اٹھے گی" خالد نے کہہ کر کھٹاک سے فون بند کردیا۔ مصطفیٰ صاحب نے سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔

دو ماہ پہلے ہی انہوں نے خالد سے بیس لاکھ روپے قرضہ لے کر اپنے دوسرے بزنس میں لگایا تھا)ایک بزنس تو وہ امان سبزواری کے ساتھ کر ہی رہے تھے (انہیں اس میں نقصان ہوا اور سارے پیسے ڈوب گئے۔ اب خالد بار بار اپنی رقم کا مطالبہ کر رہا تھا اور وہ بار بار اس سے مہلت مانگتے۔ انہوں نے غلطی کی کہ اس سے قرضہ لے لیا تھا۔ وہ اتنا خطرناک آدمی تھا کہ انکی جان بھی لے سکتا تھا۔ وہ بھاگ بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ پیچھے وہ انکے بیٹے کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔ اور پیسوں کا انتظام بھی نہیں ہورہا تھا۔

انکی مہلت کا دوسرا دن تھا، پیسوں کا بندوبست ہو نہیں سکا تھا۔ وہ خاصے پریشان تھے۔ اس دن وہ اپنے آفس جارہے تھے، راستے میں سوہا کی یونیورسٹی بھی پڑتی تھی اس لئے اسے بھی پک کرلیا۔ خالد کے بندے اسکی جاسوسی کر رہے تھے۔ انہوں نے سوہا کو دیکھ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

لیا اور جاکر خالد کو اطلاع دی کہ اسکے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی تو خالد کی نیت خراب ہوگ ئی۔ اگلے دن اس نے مصطفٰی کو کال کی

پیسوں کا انتظام ہو گیا؟" اس نے کافی نرمی سے پوچھا تو انہیں حیرت ہوئی۔ "

" میں کوشش کررہا ہوں "

ہونہہ۔۔۔۔تو اسکا مطلب انتظام نہیں ہوا" اس نے پرسوچ انداز میں کہا "

"میں تمہارا قرض معاف کرسکتا ہوں۔۔۔۔ "

کیا۔۔۔۔واقعہ ایسا ہوا سکتا ہے کیا؟" انھوں نے امید سے پوچھا "

" وہ لڑکی جو تمہارے ساتھ تھی آج۔۔۔۔۔اسے میرے حوالے کردو "

سوہا۔۔۔۔"انکے منہ سے بے ساختہ نکلا "

" ہاں۔۔۔۔وہی تمہارے ملازم کی بیٹی "

" نن۔۔۔۔نہیں ایسا نہیں ہوسکتا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

دیکھو مصطفیٰ یہ تم بھی جانتے ہو کہ تم پیسوں کا بندوبست نہیں کر سکتے اس لئے اگر جان پیاری ہے تو کل تک اس لڑکی کو میرے پاس چھوڑ جانا ورنہ۔۔۔۔۔ویسے بھی وہ لڑکی کون سا تمہاری اپنی بیٹی ہے" اس نے کہہ کر فون کاٹ دیا۔ وہ ساری رات اسکی باتوں پر سوچتے رہیں۔ شیطان کہتا کہ اسکی بات ماننے میں کوئی حرج نہیں جبکہ ضمیر ملامت کرتا۔ بلاآخر انہوں نے شیطان کی بات مان لی اور ضمیر کو سلادیا۔

اگلے دن وہ سوہا کو کالج چھوڑنے کے بہانے اسے خالد کے حوالے کر آئے۔ وہ چیختی چلاتی رہی پر انکو رحم نہ آیا۔

سوہا کو غائب ہوے وہ تیسرا دن تھا جب شہزاد اپنے بھائی کے پاس آئی

"بھیا !ہمیں اپنی ایک دوست کے گھر جانا ہے" گھر میں پچھلے تین دن سے سب پریشان تھے۔

"ٹھیک ہے میں لے جاتا ہوں" اس نے کہا اور اسے لے کر اسکی دوست کے گھر کی جانب چل پڑا۔ اسکی دوست کا گھر ایک مضافاتی علاقے میں تھا۔ جہاں گھر کافی دور

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

دور بنے تھے۔ شہیر نے گاڑی گھر سے کافی دور روکی اور اسے اسکی دوست کے گھر پیدل چھوڑ کر خود گاڑی کے پاس ٹیک لگا کر کھڑا ہوگیا۔اسے وہاں کھڑے زیادہ دیر نھیں گزری تھی جب اسے وہاں مصطفیٰ صاحب کی گاڑی دکھائی دی وہ حیران ہوا

" تایا ابو، اور یہاں ؟" وہ حیران ہوتا گاڑی کے پیچھے گیا۔ اور چھپ کر ایک درخت کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ مصطفیٰ صاحب اور خالد کے دو تین آدمی وہیں خالی میداں میں کھڑے تھے۔

" میں نے تو تمہارا کام کردیا تھا تو اب تم کیا چاہتے ہو؟" انھوں نے پوچھا

" ہم نے تجھے یہاں یہ بتانے کو بلایا ہے کہ------ہم نے سوہا کو مار دیا ہے اور اسکی لاش یہی پھینک دی ہے "

" کیا-----تم نے اسے مار دیا؟" انھیں شاک لگا

" نہیں تو کیا زندہ چھوڑ دیتے ؟ تیری جان بچ گ ئی ناں تو بس اپنی فکر کر "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تو مجھے یہاں کیوں بلایا ہے؟" انھوں نے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا "

دیکھ تو اب سے آذاد ہے۔ جہاں جانا چاہتا ہے چلا جا لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ "

پولیس کے سامنے اپنا منہ نہ کھولنا ورنہ۔۔۔۔۔۔۔تو اچھی طرح جانتا ہے" وہ اسے دھمکاتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

انکے جانے کے بعد وہ مڑے تو پیچھے کھڑے شہیر کو دیکھ کر پتھر ہوگئے

"تت۔۔۔تم"

آپ اتنا بڑا گیم کھیل رہے تھے ہمارے ساتھ۔۔۔۔"وہ بے یقینی سے بولا "

"بیٹا میری بات سنو۔۔۔۔"

نہیں سننی مجھے آپ کی کوئی بھی بات۔۔۔آت ایک معصوم لڑکی کے قاتل ہیں۔میں جارہا ہوں بابا کو سب سچ بتانے" وہ کہہ کر مڑا ہی تھا جب مصطفیٰ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

صاحب نے اپنے گلے میں بندھی ٹائی اتاری اور پیچھے سے اسکے گلے میں باندھ کر اسے زمین پر لٹا دیا

چھ۔۔۔چھوڑے مجھے" وہ اپنا پیر زمین پر مار رہا تھا لیکن مصطفیٰ صاحب کو رحم " نہیں آیا۔ اور پھر جب شہیر تڑپتے تڑپتے ساکت ہوگیا تو مصطفیٰ صاحب نے اسکے وجود کو گھسیٹتے ہوئے اسکی گاڑی میں ڈالا۔ انکے سر پر شیطان سوار تھا۔ انہوں نے اسے گاڑی میں ڈالنے کے بعد اپنی گاڑی سے پیٹرول نکال کر اسکی کار کے چاروں طرف چھڑکا اور اسکے بعد ماچس جلا کر گاڑی میں آگ لگادی۔۔۔ گاڑی جل رہی تھی اور شہزاد یہ سارا منظر دہشت زدہ نظروں سے جھاڑیوں کے پیچھے چھپ کر دیکھ رہی تھی۔وہ خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹنے لگی تو اسکا پاؤں ایک چھوٹے سے پتھر سے ٹکرایا

کون ہے وہاں؟" مصطفیٰ صاحب پتھر کی آواز سے چونکے شہزاد ڈر کے مارے " واپس بھاگی اور بھاگتی ہی چلی گئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

لگتا ہے میرا وہم ہے، مجھے یہاں سے جلدی نکلنا چاہیئے" وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔ دوسری طرف شہزاد اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔ وہ بھاگتے بھاگتے واپس اپنی دوست کے گھر آگ ئی۔ اسکی حالت دیکھ کر اسکی دوست پریشان ہوگ ئی۔ اس نے لاکھ پوچھا مگر وہ ایک لفظ بھی نہ بولی تو اسکی دوست نے اسے اپنی ہی گاڑی میں گھر چھوڑ دیا۔ گھر پر کوئی نہیں تھا وہ اپنے کمرے میں آکر دیواروں سے سر مار مار کر روئی تھی۔ اور اس دن کے بعد سے اگلے ایک ہفتے تک وہ بخار میں ہی مبتلا رہی۔ اور پھر جب اسکا بخار اترا تو ایک ن ئی ی شہزاد سامنے آئی۔ ڈر ی سہمی اور اپنی جان کی د شمن۔ جب کہ مصطفیٰ صاحب اسی دن لندن چلے گئے۔ شہیر کی لاش بھی پولیس والوں انکے جانے کے بعد ہی ملی۔ دوسرے ملک جانے کے بعد مصطفیٰ صاحب کے ضمیر نے انہیں ملامت کرنا شروع کردیا اور وہ اس گناہ کے بوجھ تلے دبتے چلے گئے

----------*------------*----------*

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ڈیڈ۔۔۔۔۔آپ" شہریار کی آواز کسی کنوئے سے آتی محسوس ہوئی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ جس باپ کو ساری زندگی آئی ڈیالائی ز کرتا آیا تھا وہ اتنا بڑا گیمبلر نکلے گا

"مجھے معاف کردو بیٹا ! تم مجھے جو سزا دوگی مجھے قبول ہے" انھوں نے شہزاد کے آگے ہاتھ جوڑ دی ئے اس نے گن نیچے کری اور وہیں گرنے کے انداز میں بیٹھ گ ئی۔ اشرف بابا اور ارتضٰی صاحب بے یقینی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ شہزاد تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی۔ ایک یہی غم تھا اسے کہ وہ اپنے بھائی کے قاتل کو سزا نہ دلا سکی، اپنے بھائی کو انصاف نہ دلا سکی۔ ماہین نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگالیا۔

"ارتضٰی !میرے بھائی مجھے معاف کردو" انھوں نے ارتضٰی صاحب کے پیر پکڑ لئے۔

"نہیں ملے گی آپ کو معافی۔ اب آپ کو سزا ملے گی۔ شہیر بھی آپ کو سزا دلوانا چاہتا تھا نہ اور آپ نے اسے مار دیا۔ اسکا ادھورا کام اب میں پورا کروں گا۔ "شہریار نے سخت آواز میں کہا۔ اور یہ تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی ئے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تھوڑی دیر میں پولیس انکو گرفتار کر کے لے گ ئی۔ ایک مجرم کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی ان کے گھر میں۔ اشرف بابا سوہا کو یاد کر کے رو رہے تھے۔

ماہین شہزاد کو اسکے کمرے میں لے آئی۔ اور اسے چپ کرانے کی کوششیں کرنے لگی۔

تھوڑی دیر میں شہریار بھی وہیں آگیا

" ماہی۔۔۔۔اگر تم برا نہ مانو تو مجھے شہی سے اکیلے میں بات کرنی ہے" اسکی آنکھیں ضبط سے سرخ ہورہیں تھیں۔

" ہاں شیور۔۔۔"وہ کہتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گ ئی۔ شہریار نے کمرے کا دروازہ بند کردیا اور سر جھکائے اسکے پاس آیا۔ وہ صوفے پر بیٹھی تھی۔ شہریار اسکے سامنے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا اور اسکے دونوں ہاتھ تھام لئے۔

" شہی۔۔۔۔۔مجھے معاف کردو۔ تم اکیلے ہی اتنا سب برداشت کرتی رہی۔ کسی کو کچھ بتایا تک نہیں "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"آپ کیوں معافی مانگ رہے ہیں شیری؟ اس میں آپ کا تو کوئی قصور نہیں" اس روتے ہوئے کہا

"تم مجھے تو بتا سکتی تھی ناں"

"کیسے بتاتے ہم آپ کو؟ آپ یقین کرتے؟ آپ کو لگتا کہ ہمارے حواس کام کرنا چھوڑ گئے ہیں اس لئے ہم بھکی بھکی باتیں کرنے لگے ہیں۔آپ کبھی ہماری باتوں پر یقین نہ کرتے" وہ سچ کہہ رہی تھی

"بہت سہہ لیا تم نے، بہت برداشت کرلیا۔ اب میں تمہیں اور کوئی تکلیف نہیں سہنے دوں گا۔ تماری زندگی میں آج کے بعد صرف خوشیاں آئے گی۔" وہ حیرت سے اسکا منہ دیکھنے لگی ابھی ابھی جسکا باپ جیل میں گیا تھا وہ خوشیوں کی بات کر رہا تھا۔ شہریار اسکی حیرت بھانپ گیا

"ایسے مت دیکھو شہی۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ چاچو نے جو تاریخ رکھی ہے، شادی اسی تاریخ پر ہوگی۔ اور ساتھ ہی تمہارے بھائی کے قاتلوں کو سزا بھی ملے گی"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"آپ بہت اچھے ہیں شیری۔۔۔" اسے شہریار کو دیکھ کر دکھ ہورہا تھا۔

"آج کے بعد تم کبھی نہیں رو گی" اس نے کہا تو شہزاد نے سر اثبات میں ہلادیا۔

وہ اسے وہیں چھوڑ کر باہر آگیا۔ لان میں علی اور حنان کھڑے تھے۔ ہمیشہ وہ ان دونوں کو رونے کے لئے کندھے دیتا آیا تھا۔ انکے آنسو پونچھتے آیا تھا لیکن آج اسے رونا تھا۔ اسے کندھے کی ضرورت تھی۔ حنان اسکی کیفیت سمجھ رہا تھا۔ اس لئے اسکو آگے بڑھ کر گلے لگا لیا اور شہریار بچوں کی طرح رودیا۔

*__________*______________*_________

بارش چھاچ و چھاچ برس رہی تھی۔ شہریار اور شہزاد کی شادی کے بعد حنان اور ماہین کے گھر پہلی دعوت تھی۔ وہ لوگ وہیں سے ہوکہ اب واپس گھر جارہے تھے۔ چار دن پہلے ہی انکا ولیمہ ہوا تھا۔ صبح تک تو موسم ٹھیک ٹھاک تھا لیکن پھر شام ہوتے ہی ہلکی اور پھر تیز بارش میں تبدیل ہوگیا۔ ابھی وہ لوگ آدھے راستے ہی میں تھے جب بارش طوفانی صورت اختیار کرگ ئی۔ اس نے حنان کو کال ملائی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"یار !بارش تو بہت خطرناک ہوگ ئی ہے۔ میرے تو گھر کا راستہ بھی خراب ہے مجھے لگتا ہے کہ تمہارے گھر واپس آنا پڑے گا" اس نے حنان سے کہا

"میں ابھی تمہیں ہی فون کرنے والا تھا کہ تم واپس آجاؤ اپنے گھر کے لئے نکلے تو صبح تک پھنس جاؤ گے۔"

"اوکے ہم آرہے ہیں" اس نے کال کاٹ دی اور گاڑی واپسی کے لئے موڑ دی

ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ جب شہزاد نے اسکی توجہ ایک جانب مبذول کروائی

"شہریار وہ دیکھے، وہ لڑکی کون ہے جو اتنی بارش میں اکیلے بس اسٹاپ پر کھڑی ہے؟"

اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو شہریار نے دیکھا کہ بس اسٹاپ پر اکیلے ایک لڑکی کھڑی ہے۔ شہریار نے اسے غور سے دیکھا تو اسے شاک لگا

"مس فاطمہ۔۔۔ ارے یہ تو فاطمہ ہے پر اتنی رات گئے یہاں کیا کرہی ہیں یہ؟ وہ بھی اتنی بارش میں" اس نے حیرت سے پوچھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" شیری چل کے اس سے پوچھ لیتے ہیں پتہ نہیں بے چاری کو کوئی مسلہ ہو "

شہزاد کے کہنے پر وہ گاڑی فاطمہ کے پاس لے آیا

مس فاطمہ !آپ یہاں کیا کررہی ہیں" گاڑی کا شیشہ نیچے کر کے اس نے پوچھا "

سر آپ۔۔۔۔۔۔ "وہ حیران ہوئی۔"میں بس کا ویٹ کررہی ہوں لیکن شاید بارش کی "

وجہ سے راستہ بند ہوگیا ہے "

اوہو۔۔۔تو آپ بیٹھئے میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں" اس نے کہا "

نھیں سر آپ کو زحمت ہوگی" اس نے تکلفاً کہا لیکن سچ تو یہ تھا کہ اسے خود "

یہاں کھڑے ہونے سے ڈر لگ رہا تھا

ہمیں کوئی زحمت نہیں ہوگی۔ آپ ہمارے ساتھ چلیئے، ہم اپنے ڈرائیور کو کہہ کر "

آپ کو گھر بھجوا دینگے" شہزاد نے خوشدلی سے کہا تو وہ بیٹھ گ ئی۔

"ہم یہاں سے ماہین کے گھر جارہے ہیں پھر انکا ڈرائیور وہاں سے آپکو آپکے گھر چھوڑ دے گا" شہریار نے کہا تو وہ مزید پریشان ہوگ ئی۔ ایسے کسی کے گھر میں منہ اٹھا کر چل دینا مہزب طریقہ نہیں تھا۔ لیکن کیا کرتی۔وہاں ساری رات تو بس کے انتظار میں کھڑی نہیں رہ سکتی تھی ناں

گاڑی حنان کے گھر کے سامنے رکی تو شہریار نے گارڈ کو گیٹ کھولنے کا کہا۔ وہ گاڑی اندر لے کر آیا تو شہزاد اور فاطمہ اتر گ ئی۔ ماہین باہر آئی تو شہزاد نے فاطمہ کے آنے کے بارے میں بتایا۔ وہ سر جھکائے کھڑی فاطمہ کے پاس آئی

"ڈرائیور ابھی کسی کام سے گیا ہوا ہے وہ آتا ہے تو میں اسے کہہ دیتی ہوں کہ تمہیں ڈراپ کردے جب تک تم اندر آؤ" ماہین نے اتنی اپنائیت سے کہا کہ اسکی ساری ہچکچاہٹ دور ہوگ ئی۔

"تھینکس میم" وہ اسکے پیچھے چلتے ہوئے بولی "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میم کیا ہوتا ہے۔ میں تمہاری بڑی بہنوں جیسی ہوں تم بھی مجھے شہزاد کی طرح آپی " کہہ سکتی ہو" اس نے مسکرتے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرادی۔ ماہین ان دونوں کو ہی اندر لے آئی۔ شہریار پہلی ہی گھر کے اندر آچکا تھا لیکن--------

گھر کے اندر داخل ہوکر فاطمہ کے قدم زنجیر ہوگئے۔ وہ آنکھیں پھاڑے اس گھر کو دیکھ رہی تھی

کیا ہوا فاطمہ وہاں کیوں رک گ ئی یں آپ؟ اندر آئے ناں" شہزاد نے اسے گھر کی " دہلیز پر جمے دیکھا تو کہا وہ بس سر ہلاتے ہوئے اندر آگ ئی۔ لیکن اسکے قدم من من بھر کے ہورہے تھے، دماغ ماؤف ہورہا تھا۔ وہ اس گھر کی ایک ایک اینٹ کو پہچانتی تھی۔

،کیونکہ یہ اسی کا گھر تو تھا-----پھر یہ ماہین؟

ہوسکتا ہے کہ انھوں نے بعد میں خرید لیا ہو" اس نے دل ہی دل میں سوچا "

لیکن کوئی کیسے خرید سکتا تھا کس نے بیچا اس گھر کو آخر؟

ماہین اور شہزاد برتن سیٹ کر رکھ رہی تھیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"شیری زرا ادھر آکے ہماری مدد کری گا" شہزاد نے ایک طرف کھڑے شہریار کو آواز دی

فاطمہ نے ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ شہریار کو منہ بناکر جاتے اور اسکے ساتھ کھڑے باقی دونوں کو ہنستے ہوئے دیکھا۔ جن میں سے ایک تو علی تھااور دوسرے شخص کی اسکی طرف پیٹھ تھی۔ وہ دوسرا شخص کون تھا؟

"بس بھائی۔۔۔اب تو اپنا ولیمہ کرہی لے" علی نے ہنستے ہوئے اس دوسرے انسان سے کہہ رہا تھا۔ اسکی بات سن کر وہ شخص ہنسا۔۔۔اسکی ہنسی فاطمہ کے لئے اجنبی نہ تھی۔

"لگتا ہے تو بھول گیا، میں نے کہا تھا کہ تیرے ولیمے کے اگلے ہی دن رکھوں گا اپنا ولیمہ" وہ شخص ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔ فاطمہ پر سکتہ طاری ہوگیا۔ یہ آواز۔۔۔۔۔۔۔یہ آواز تو وہ لاکھوں کے مجمعے میں بھی پہچان سکتی تھی۔ اس آواز کو وہ کیسے بھول سکتی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

فاطمہ کھڑی کیوں ہو بیٹھ جاؤ“ ماہین نے اسے کھڑے دیکھ کر کہا پر اس نے ” نہیں سنا۔ اردگرد کھڑے لوگ غائب ہوگئے۔۔۔ساری آوازیں پس منظر میں چلیں گ ئی۔ وہاں صرف فاطمہ اور وہ شخص باقی رہ گا۔وہ ایک ایک قدم اٹھاتی اسکی جانب بڑھنے لگی۔ علی کی نظر اس کی جانب اٹھی تو وہ حیران رہ گیا کیونکہ فاطمہ ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں آگے بڑھ رہی تھی۔

یہ کہاں جارہی ہے؟“ ماہین نے حیرت سے شہریار سے پوچھا ”

مس فاطمہ۔۔۔۔“شہریار اسکی طرف بڑھا پر وہ کچھ نہیں سن رہی تھی۔ سب ہی ” حیران نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ سوائے اس دوسرے شخص کے کیونکہ وہ فاطمہ کی طرف سے رخ موڑے کھڑا تھا اس لئے اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ فاطمہ اسکے پاس پہنچ گ ئی۔ اور اس سے پہلے کے کوئی اس کو ٹوکتا یا اس سے کوئی سوال کرتا، اسکی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ نے سب کی بولتی ہی بند کردی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"بھا۔۔۔۔۔۔بھائی۔۔۔۔۔ "حنان کا لبوں کو گلاس لے جاتا ہاتھ ساکت رہ گیا، وہ پتھر کا ہوگیا۔ جس آواز کو سننے کے لیئے اسکے کان ترس گئے تھے۔ آج دو سال بعد وہ آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تھی۔ وہ کچھ بولنے کے قابل نہ رہا تھا۔ وہ اس خوف سے پیچھے مڑ ،کر نہیں دیکھ رہا تھا کہ وہ پیچھے مڑے اور ہر بار کی طرح اس بار بھی یہ آواز اسکا وہم ہو ایک الوژن۔ وہ پیچھے مڑے اور سب کچھ ہوا میں تحلیل ہوجائے۔ لیکن اتنی واضع آواز اسکا وہم تو نہیں ہوسکتی ناں !وہ اسی کشمش میں مبتلہ تھا کہ ایک بار پھر سے فاطمہ کی بے چین مگر بھرائی ہوئی آواز سنائی دی

"بھائی۔۔۔۔ "بس یہی وہ لمحہ تھا جب حنان بے یقینی کی کیفیت سے نکل آیا اور ایک جھٹکے سے پیچھے مڑا۔ فاطمہ کی آنسوں سے لبریز آنکھوں سے ایک آنسو بندھ توڑ کر بہہ نکلا۔ حنان کے ہاتھ سے جوس کا گلاس چھوٹ کر زمین پر گر پڑا۔ باقی سب تو پتھر کے مجسمہ کی طرح بے حس و حرکت کھڑے تھے۔

"مر۔۔۔۔مرجا۔۔۔۔۔م" وہ اسکا نام لینا چاہتا تھا مگر حلق میں آنسوں کا گولہ اٹک گیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بھائی۔۔۔ بھائی"   وہ روئے جاتی تھی اور لفظ بھائی کا ورد کئے جاتی تھی "

مرجان۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ "وہ تیزی سے اسکے پاس آیا اور اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں " تھام کر یہ یقین کرنے لگا کہ جو وہ دیکھ رہا ہے، کیا وہ سچ ہے؟ ۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں وہ سچ تھا۔ سامنے کھڑی لڑکی حنان شاہ خان کی بہن مرجان فاطمہ خان تھی!!!۔ اسکی گڑیا اسکی لاڈلی، اسکی من موہنی سی بہن

کہاں چلی گئی تھی تم؟ میں نے کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تمہیں "   وہ اب کچھ " بولنے کے قابل ہوا تھا۔ وہ دونوں بہن بھائی اس وقت ایک ہی کیفیت کا شکار تھے دونوں ہی ایک دوسرے کو مردہ سمجھ بیٹھے تھے۔ اور اب ایک دوسرے کو زندہ دیکھ کر یقین نہیں کر پا رہے تھے

بھائی۔۔۔۔ "وہ اس سے زیادہ کچھ بول ہی نہیں پائی تھی اور۔۔۔۔۔۔۔۔اگلے ہی " لمحے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوکر حنان کے ہی بازوں میں جھول گئی۔۔۔۔۔

----------------------*-------------

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"سر !آپ کی پیشنٹ پچھلے ک ئی دنوں سے کسی اسٹریس کے زیر اثر تھیں۔ اسکے علاوہ یہ ڈپریشن کی مریضہ بھی ہیں۔ اب کی بار انکے دماغ کو کوئی بہت ہی گہرا صدمہ یا شاک لگا ہے جس کی وجہ سے انکا نروس بریک ڈاؤ ن ہوگیا ہے" ڈاکٹر رکے اور اپنے سامنے سر جھکائے بیٹھے حنان کو دیکھا

"ہم نے آپ سے کہا تھا کہ انکا چوبیس گھنٹوں میں ہوش میں آنا ضروری ہے نہیں تو پھر ہم کچھ نہیں کر پائے گے۔۔۔۔۔۔پھر چوبیس گھنٹے گزر جانے کے باوجود بھی وہ ہوش میں نہ آئی تو ہم نے مجبوراً انہیں وینٹیلیٹر پر شفٹ کردیا۔۔۔۔۔۔لیکن اب انکی کنڈیشن ایسی ہوگ ئی ہے کہ انکو وینٹ پر رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں" ڈاکٹر صاحب خاموش ہوئے تو حنان نے اپنا جھکا سر اٹھایا اور سرخ ہوتی آنکھوں سے انہیں دیکھا

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں مسٹر حنان کہ۔۔۔۔۔۔آپ انہیں وینٹیلیٹر سے ہٹوادیں، اور انہیں اس تکلیف سے آزاد کردے۔ صرف اپنی تسلی کے لئے اپنی بہن کو اذیت میں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مت رکھیں۔۔۔۔اگر اسکی قسمت میں زندہ رہنا لکھا ہوگا تو وہ بنا وینٹ کے بھی بچ جائے گی اور اگر نہیں تو۔۔۔۔۔۔پھر اسکی موت کو روکے مت۔۔۔۔مرنے دیں اسے" ڈاکٹر صاحب نے پروفیشنل انداز میں اسے سمجھایا، اس نے کوئی جواب نہ دیا

" آپ سوچ لیں تھوڑی دیر۔۔۔۔۔اور اگر کسی فیصلے پر پہنچ جائے تو میرے پاس آجائیے گا اور ان پیپرز پر سائن کردیجیئے گا۔ ہم انہیں وینٹ سے ہٹا دیں گے"

حنان نے اثبات میں سر ہلایا اور انکے کمرے سے باہر آگیا۔

باہر کوریڈور میں سب ہی موجود تھے اور سب کی آنکھوں میں ایک ہی سوال تھا۔۔۔۔ فاطمہ ، مرجان کیسے؟ لیکن کوئی اس سے کچھ بھی نہیں پوچھ رہا تھا کیونکہ یہ وقت ان سب باتوں کا نہ تھا۔۔۔۔۔۔۔

حنان بینچ پر بیٹھ گیا

" کیا ہوا ہے حنان؟ کیا کہا ہے ڈاکٹرز نے؟" ماہین نے پریشانی سے اس سے پوچھا

تو اس نے اپنی اور ڈاکٹر صاحب کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو اسکے گوش گزار کردی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تو اب تم کیا کرو گے ؟" شہریار نے پوچھا "

پتہ نہیں" اس نے بے بسی سے کہا "

کچھ تو فیصلہ کرنا ہو گا تمہیں" شہریار اسکے برابر آ کے بیٹھ گیا "

میں اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی بہن کے موت کے پروانے پر کیسے سائن کرسکتا "
ہوں شیری؟ کیسے ؟" وہ رو دیا۔ شہریار نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

تو مت ہٹاؤ اسے وینٹ سے" شہریار نے کہا لیکن حنان نے کوئی جواب نہ دیا "
بس روتا رہا۔۔۔۔

علی جو دور کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا خاموشی سے وہاں سے چلا گیا

*__________*___________*____________

وہ ہسپتال سے منسلک مسجد میں آگیا۔ اندر ہسپتال میں تھوڑی دیر پہلے حنان، فاطمہ کے لئے رو رہا تھا، رونا تو وہ بھی چاہتا تھا پر کس حق سے آنسو بہاتا؟ حنان تو بھائی تھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اسکا وہ رو سکتا تھا، پر وہ کیا لگتا تھا فاطمہ کا جو روتا؟ اس لئے وہ وہاں سے چلا آیا۔ مسجد میں آکر اس نے نماز پڑھی۔ اسکے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ کانوں میں بے شمار آوازیں گونجنے لگی

" بشارت کا بھائی تمہاری بہن کو اٹھا کر لے گیا تھا "

" لنچ آپ کی طرف سے میٹھا میری طرف سے "

اس دن لنچ آپ کی طرف سے تھا، آج ڈنر میری طرف سے وہ بھی میری امی کے "

" ہاتھوں کا بنا ہوا

" جن لڑکیوں کا آگے پیچھے کوئی نہیں ہوتا وہ یہاں سے پار ہوجاتی ہیں "

" میں آپ کے تو کیا کسی کے بھی قابل نہیں ہوں "

" سچ تو یہی ہے صاحب کے آپکی بہن مرچکی ہے "

" میرا ماضی۔۔۔اس قابل نہیں ہے کہ میں اسے آپکے ساتھ شئیر کروں "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علی نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں۔ کچھ نہ جانتے ہوئے بھی وہ سب کچھ جان گیا تھا۔

"یاﷲ !میری ساری سانسیں لے لیں۔ اور فاطمہ کو دے دیں۔ اسے زندگی دے دیں اﷲ۔۔۔۔۔میں اس کے بغیر نہیں رہ پاوں گا۔ اسے مرتا دیکھنے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں" وہ روتا رہا اور دعائیں مانگتا رہا۔۔۔۔۔اسے یقین تھا کہ دل سے مانگی گئی دعائیں ہمیشہ قبول ہوتی ہیں

*____________*____________*___________

"کیا ہوا حنان؟ کہاں جارہے ہو؟" علی ابھی نماز پڑھ کر آیا تھا، حنان کو کہیں جاتا دیکھ کر حیرانی سے پوچھا

"میں جارہا ہوں ڈاکٹر پاس، کیونکہ میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ میں مرجان کو وینٹ سے ہٹادوں گا" علی کو شدید قسم کا جھٹکا لگا

"کیا؟ لیکن حنان، اسطرح تو وہ۔۔۔۔۔۔"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مر جائے گی ناں "!حنان نے اسکی بات کاٹتے ہوئے کہا "

علی !میں چودہ میں ایسی ہی حالت میں رہا ہوں کہ میں نہ زندہ تھا نہ مردہ------ان لمحات کی تکلیف میں اچھے سے جانتا ہوں۔ میں اپنی بہن کو بھی اسی اذیت سے نہیں گزارنا چاہتا" اس نے کہا اور رکا نہیں، بلکہ تیزی سے ڈاکٹر کے کمرے کی جانب چل پڑا

اسکے بعد سب کچھ تیزی سے ہوا۔ ڈاکٹرز نے حنان کے علاوہ سب کو کمرے سے باہر بھیج دیا اور فاطمہ کے جسم پر لگے ایک ایک مشین اتاردی۔ جب پورا وینٹ ہٹ گیا تو تمام نرسز اور ڈاکٹرز باہر چلے گے۔ جانے سے پہلے ڈاکٹر نے حنان کو سورۃ یٰس پکڑائی اور کہا

"انکے سرہانے پر کھڑے ہوکہ پڑھتے رہی گا جانکنی میں آسانی ہوگی" حنان نے چپ چاپ وہ لے لیا۔ اب صرف حنان اور اسکی بستر پر پڑی بہن رہ گئے۔ حنان کا دل پھٹ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

رہا تھا، اسکی نازو پلی بہن آج کس حال میں پہنچ گ ئی تھی۔ ابھی تک تو فاطمہ کی سانسیں آہستہ آہستہ چل رہیں تھیں پر اسکی آنکھیں بند تھیں۔

" مرجان !میری گڑیا !پلیز ایک بارآنکھیں کھول دو۔ اب تو نہ ستاؤ اپنے بھائی کو " حنان نے دل ہی دل میں اسے مخاطب کیا

" میں جانتا ہوں کہ میں بہت برا بھائی ہوں۔ میں تمہارا خیال نہ رکھ پایا۔ لیکن تم تو اچھی بہن ہو ناں !معاف کردو اپنے بھائی کو۔۔۔۔مت چھوڑ کر جاؤ مجھے " حنان کی آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے۔ فاطمہ کو اب سانس لینے میں دشواری ہورہی تھی۔ اسکی سانسیں کھینچ رہی تھی اور اسکی آواز حنان کا دل دہلا رہی تھی۔ وہ بے بسی سے اپنی جان سےپیاری بہن کو مرتا دیکھ رہا تھا۔ جب فاطمہ کا جسم جھٹکے کھانے لگا تو وہ تیزی سے اسکے پاس آیا

" مرجان گڑیا !آنکھیں کھولو پلیز !کچھ نہیں ہوگا تمہیں " وہ روتے ہوئے اس سے کہہ رہا تھا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

،میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔ایک بار آنکھیں کھول دو پلیز "

"مرجان۔۔۔۔مرجان۔۔۔۔۔

------------*-----------*-------------

Dont copy paste without permission

کھو_گئے_ہو_کہاں#

از ژیلہ ظفر

سکینڈ_لاسٹ_حصہ#

اسکے چاروں طرف اندھیرا تھا، کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کون ہے؟ اسکا نام کیا ہے؟ وہ کیوں ہے یہاں؟ دماغ کام نہیں کررہا تھا۔ اندھیرے میں ایک ہیولا سا بنے لگا۔ اور پھر مٹ گیا۔ وہ روشنی کا ہیولا بار بار بنتا پھر مٹ جاتا۔ پھر وہ ہیولے بہت سے چہروں میں

تبدیل ہونے لگے۔ وہ کچھ سمجھنے اور نہ سمجھنے کی کیفیت سے میں گھری تھی۔ کانوں میں کوئی آواز گونج رہی تھی

"مرجان !۔۔۔۔میری گڑیا !پلیز آنکھیں کھولو" یہ آواز کس کی تھی؟ کون تھا جو اسے مرجان کہہ کر مخاطب کر رہا تھا؟ اسکا نام تو فاطمہ تھا۔۔۔۔۔۔۔

"مرجان پلیز !ایک بار آنکھیں کھول دو" وہ آواز پھر سے کانوں میں گونجی اور اسی وقت اسکے ذہن میں ایک جھماکہ ہوا اور دماغ کے پردے پر ایک فلم سی چلنے لگی۔۔۔۔بہت کچھ یاد آنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

*__________*_____________*___________*

صبح آٹھ بجے کا وقت تھا جب مرجان لاہور پہنچی۔ وہ ائیر پورٹ سے گھر آئی تو حسب توقع دادی کو اپنا منتظر پایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

”اسلام و علیکم !دادی کیسی ہیں آپ؟“ اس نے گھر میں داخل ہوتے ہی دادی کو گلے لگایا

”میں بلکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔سب سے پہلے تو تم مجھے یہ بتاؤ کہ میری بہو سے ملی؟ انہوں نے بے قراری سے پوچھا تو مرجان نے منہ بنا لیا“

”نہیں نہ دادی۔۔۔۔وہ کسی دعوت میں گ ئی ہوئی تھیں تو میں مل نہیں سکی اور اوپر سے بھائی۔۔۔۔۔۔۔اتنا بولا انکا کے تصویر ہی دکھا دیں پر نہیں انہوں نے قسم کھائی ہے کہ سامنے سے ملواؤ ں گا مگر تصویر نہیں دکھاؤ گا“ اس نے منہ بسور کر کہا تو دادی کو ہنسی آگ ئی۔

”اچھا رو مت۔۔۔۔۔میرا بچہ اگر کہہ رہا ہے کہ وہ اسے لاہور لے کر آئے گا تو پھر اس میں ضرور کوئی خاص بات ہوگی جب ہی تو وہ تصویر کے بجائے سامنے سے ملوانا چاہتا ہے دادی نے سمجھانے والے انداز میں کہا“

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" اچھا تم منہ ہاتھ دھو لو، جب تک میں ناشتہ لگوا دیتی ہوں۔ پھر تم آرام کر لینا "

وہ سر ہلاتی اٹھ گ ئی۔ منہ ہاتھ دھو کر واپس آئی تو دادی ناشتہ لگوا چکی تھیں۔ وہ بیٹھ کر ناشتہ کر رہی تھی۔ سامنے نیوز چینل کھلا ہوا تھا جسے وہ کوئی خاص توجہ نہیں دے رہے تھی۔

آپ کو ایک تازہ خبر دیتے چلے کہ ٹرائی اسٹار کمپنی کے اونر حنان شاہ آج صبح ہی " ایک ٹریفک حادثے میں جاں بحق ہوگئے ہیں۔۔۔ہمارے رپورٹر آپ کو گاڑی کی تصویر دیکھاتے چلے جو کہ جل کر بلکل ہی راکھ ہوچکی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ "اینکر ناجانے کیا کیا بول رہی تھی لیکن مرجان سن ہو چکی تھی، جو اس نے سنا کیا وہ سچ تھا؟

" دادی۔۔۔۔۔۔ "وہ چیخی، اور جلدی سے ریموٹ اٹھا کر آواز تیز کی

" کیا ہوا کیوں چیخ رہی ہو؟" وہ گھبراتی ہوئی اسکے پاس آئی یں

" دادی بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "اس نے رونا شروع کردیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"یااللہ کیا ہوگیا؟ کیوں رورہی ہو؟" وہ پریشان ہوگ ئی۔ اس سے پہلے کہ مرجان کچھ بولتی دادی کی نظر خود ہی ٹی.وی پر پڑگ ئی۔ اور انکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔اگلے ہی لمحے وہ بے ہوش ہوکر صوفے پر گرگ ئی

------------------------*------------

"دادی !ہوش کرے نا پلیز۔۔۔۔۔یہ خبر غلط بھی تو ہوسکتی ہے" مرجان دادی کا ہاتھ تھامے روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے ہی ڈاکٹر انکا معائی نہ کرکے گئے تھے۔ محلے والے بھی تھوڑی دیر پہلے ہی گئے تھے۔.....

"اگر خبر غلط ہوتی تو اسکا فون آف کیوں تھا۔ مجھے اس سے بات کرواوو" وہ رو رہی تھیں اور مرجان انہیں چپ بھی نہ کرا سکتی تھی

رات کا دوسرا پہر تھا جب لاؤنج میں کھٹکا ہوا، وہ اٹھ کر باہر آئی تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اسکے پیروں تلے زمین نکل گ ئی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" تت۔۔۔تم "

ہاں جی۔۔۔میں" وہ گن ہاتھ میں لیا شیطانیت سے بولا۔ وہ بشارت کا بھائی وزیر تھا "

نکل جاؤ میرے گھر سے" اس نے غصے سے کہا "

" ارے نکل جائے گے۔۔۔۔نکل جائے گے، ہم کون سا یہاں رہنے آئے ہیں "

وہ کہہ کر خباثت سے ہنسا تو اسکے پیچھے کھڑے اسکے تین چار آدمی بھی ہنسے

لیکن۔۔۔۔تمہیں یہاں سے لے کر جائے گے کیونکہ بشارت بھائی نے کہا ہے کہ " تمہیں انکے سامنے حاضر کروں" اس نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑا اور باہر کی جانب کھینچنے لگا

چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔۔۔میں جان سے مار دوں گی تمہیں" مرجان کی بات پر وہ ایک بار پھر سے ہنسا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جس کے سہارے تو اچھل رہی تھی نا وہ تو مرگیا۔۔۔۔اب یہ دھمکی کسی اور کو دینا سمجھی" وہ اسے گھسیٹنے لگا

چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔۔۔ "اسکی چیخ و پکار سن کر اسکی دادی بھی باہر آئی "

ہائے !میری بچی۔۔۔۔۔۔کہاں لے جارہے ہو؟ چھوڑو اسے۔۔۔۔۔ "وہ چیختے ہوئے اسکے پاس آئی اور مرجان کو اسے چھڑوانے لگی لیکن اسی وقت اسکے ایک آدمی نے انہیں اتنی زور سے دھکا گیا کہ وہ لڑکھڑاتے ہوئے نیچے گریں اور انکا سر دیوار سے ٹکرایا تو وہ بے ہوش ہوگ ئی یں۔

دادی۔۔۔۔۔۔"مرجان چلائی لیکن وزیر اسے باہر لے آیا اور اپنے ایک آدمی کو ہاتھ سے کوئی اشارہ کیا تو اس نے سر ہلادیا۔وزیر نے مرجان کو دھکا دے کر گاڑی میں بیٹھایا اور گاڑی چلادی۔ آخری چیز جو اس نے گاڑی کے شیشے سے دیکھی تھی وہ آگ کے آسمانوں کو چھوتے شعلے تھے

*_____________*__________*____________

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ زار و قطار رو رہی تھی۔ پہلے بھائی اور اب دادی کی موت۔۔۔۔۔۔وہ آخری بار دونوں کا چہرہ ہی نہ دیکھ پائی تھی۔ وزیر اسے ہائی وے کے راستے سے کراچی لے آیا تھا۔ مرجان کے حواس معطل ہوئے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر میں وزیر نے ایک بنگلے کے آگے گاڑی روکی۔ مرجانے نے سر اٹھایا۔ سامنے کی طرف خالی میدان تھا۔ بارش چھاج و چھاج برس رہی تھی۔ وزیر گاڑی سے اترا اور اسکی طرف کا دروازہ پکڑ کے اسے باہر نکالا۔ اچانک ،ہی مرجان کے ذہہن نے کام کرنا شروع کیا اور اس نے پوری قوت سے وزیر کو دھکا دیا وہ اس حملے کے لئے تیار نہ تھا اس لئے لڑکھڑاتے ہوئے نیچے گرا۔ اس نے مرجان کا ہاتھ پکڑ کے اسے روکنے چاہا پر وہ تیزی سے اس سے ہاتھ چھڑاتی بھاگ نکلی۔

وزیر کا انگھوٹے کا ناخن لوہے کا تھا جس پر ایک تیز دھار آلہ فٹ تھا۔ اس دھکم پیل میں وہ ناخن مرجان کی ہتھیلی سے گھستا ہوا گیا جسکے باعث اس سے خون رسنے لگا۔ لیکن وہ بنا کسی پرواہ کے بھاگ رہی تھی۔ وزیر کے آدمی بھی اسکے پیچھے آرہے تھے۔ بھاگتے بھاگتے وہ ایک کھلے میدان میں آگ ئی، اسکا پاؤ ں کسی پتھر سے ٹکرایا تو وہ ٹھوکر کھا کر

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

زمین پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گ ئی۔ اسکے سر سے ڈوپٹا غائی ب تھا۔ بارش تڑ تڑ برس رہی تھی۔ اور وہ اس میں پوری بھیگ چکی تھی۔ ہتھیلی سے خون بہہ رہا تھا پر اسے اس وقت اپنے زخموں کی فکر نہ تھی۔ بھاگتے قدموں کی دھمک اسے اپنے پیچھے سنائی دی تو وہ اٹھی اور پھر سے بھاگنا شروع کردیا۔ وہ اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔

کبھی کبھی بجلی کڑکتی تو اسکا دل دہل جاتا تھا

بھاگتے قدموں کی آواز شاید دور ہوگ ئی تھی اس لئے وہ رکی اور ہانپنے لگی۔ وہ کافی دیر تک گھٹنوں پر ہاتھ رکھی جھکی رہی اور گہرے گہرے سانس لیتی رہی۔ تھوڑی دیر بعد جب اسکی حالت بہتر ہوئی تو وہ سیدھی ہوئی۔ لیکن اسی وقت کوئی بھاری چیز اسکے سر پر لگی اور اسکی چیخ نکل گ ئی۔ وہ تیورا کر گر پڑی

بشارت سے ہوشیاری-------"بشارت نے ہاتھ میں پکڑا ڈنڈا ہوا میں لہراتے " ہوئے کہا

اٹھاؤ اسے" اس نے اپنے آدمیوں سے کہا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

----------*-----------------*--------*

اسکی آنکھیں کھلی تو سب کچھ یاد کرنے میں اسے دس منٹ لگ گئے۔ وہ بشارت کا اڈا تھا، اور مرجان اس وقت کسی کمرے میں قید تھی۔ اس نے یہاں وہاں سر گھمایا تو اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔اس کمرے میں مزید بیس بائیس لڑکیاں تھیں۔ سب کے منہ پر کپڑے بندھے تھے اور ہاتھ زنجیروں میں قید تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ ہلانے کی کوشش کی، اب جاکے اسے نظر آیا تھا کہ اسکے ہاتھ بھی زنجیروں میں جکڑے ہیں۔ وہ دو دن تک بھوکی پیاسی اسی کمرے میں پڑی رہی۔ دو دنوں میں کمرے سے پانچ لڑکیاں غائب ہو چکی تھیں۔ وہ کہاں گ ئی؟ ان کے ساتھ کیا ہوا کسی کو معلوم نہیں تھا؟ لیکن اتنا اندازہ ضرور تھا کہ انکے ساتھ کچھ برا ہوا ہے۔ جب بھی کوئی دروازہ کھولتا تو سب کے چہروں پر دہشت نظر آتی۔ سب کی آنکھوں میں ایک ہی سوال ہوتا کہ------آج کس کی باری ہے؟

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مرجان کو وہاں تیسرا دن تھا، بھوک و پیاس اور کمزوری سے اس پر طاری تھی۔ جب ہی کسی نے کمرے کا دروازہ کھولا، دو نقاب پوش اندر داخل ہوئے سب کے چہروں پر خوف امڈ آیا۔ ان دونوں نے ایک نظر تمام لڑکیوں پر ڈالی پھر ایک ایک قدم اٹھاتے مرجان کیرف بڑھنے لگے، اسکے پاس پہنچ کر اسکے ہاتھ کھولے اور اسے گھسیٹتے ہوئے باہر لے جانے لگے۔ اسکی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن نقاہت کے مارے وہ کوئی مزاحمت نہ کر پارہی تھی۔باہر لاکر ایک آدمی نے اسکے منہ پر پانی سے بھرا گلاس پھینکا تو وہ ہربڑا کہ سیدھی ہوئی۔

اے اٹھ۔۔۔۔۔۔ "اس آدمی نے کہا اور مرجان کو دوبارہ سے گھسیٹنے لگا "

کک۔۔۔۔۔۔کہاں لے کر جارہے ہو مجھے۔۔۔۔۔۔چھوڑو" وہ چیخی مگر انکو کوئی " فرق نہ پڑا وہ دسے گھسیٹتے ہوئے ایک بڑے سے ہال میں لے آئے۔

ہال میں بہت سی کرسیاں تھیں جن پر مختلف لوگ بیٹھے تھے۔ سب کے سب مرد تھے۔ اور جس بات نے مرجان کو حیرت میں ڈالا وہ یہ تھی کہ وہ سب کے سب عربی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شیخ ٹائی پ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ان دونوں آدمیوں نے مرجان کو دو طرف سے پکڑ رکھا تھا کہ کہیں وہ بھاگ نہ جائے۔ تھوڑی دیر بعد ایک سربراہی کرسی پر بیٹھے آدمی نے ان سب کو مخاطب کیا

"بولی لگانے کا وقت شروع ہوتا ہے------جس کی بولی سب سے زیادہ ہوگی وہ ہی-------- "وہ رکا اور مرجان کی طرف مڑا تب مرجان نے دیکھا کہ وہ بشارت تھا

"وہ ہی اس لڑکی کا مالک ہوگا" اس نے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو مرجان !!!کنگ ہوگ ئی------مطلب-----اسکا سودا ہورہا تھا۔ نہیں یہ نہیں ہوسکتا

"اللہ------- "اس نے دل ہی دل میں اللہ کو پکارا، بولی لگنا شروع ہوگ ئی تھی

"دس ہزار درہم" ایک آدمی کا اٹھ کر بولا--- ہر شیخ کے ساتھ ایک ایک ترجمان بھی موجود تھا جو بولی لگا رہا تھا

"دس ہزار درہم ایک--------دس ہزار درہم دو----- "بشارت نے گنتی شروع کی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پندرہ ہزار درہم" کسی دوسرے نے کہا "

اللہ مجھ پر رحم کر۔۔۔۔۔۔میری مدد کر اللہ۔۔۔مجھے ان درندوں سے بچالے" وہ پوری شدت سے اللہ کو پکارا

"بیس ہزار درہم۔۔۔۔۔۔۔ "

"بیس ہزار درہم ایک۔۔۔۔۔۔۔بیس ہزار درہم دو۔۔۔۔۔۔ "

" اللہ مجھے موت دے دینا مگر مجھے رسوا نہ کرنا "

پچیس ہزار درہم۔۔۔۔۔۔ "یہ آخری آواز تھی اسکے بعد جو آواز آئی وہ شیشے ٹوٹنے اور گولیاں چلنے کی آواز تھی "

ہینڈز اپ !!!کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلے" پولیس والوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ جو جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا "

گرفتار کرلو سب کو" ایس پی نے سب کو حکم دیا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"اوکے سر" وہاں موجود تمام لوگوں کو پولیس والوں نے گرفتار کرنا شروع کردیا۔ کچھ پولیس کے جوان بنگلے کی تلاشی لینے لگے جس سے وہاں موجود باقی لڑکیاں بھی بازیاب ہوگ ئی۔ مرجان نے سکھ کا سانس لیا، لیکن------- اسی وقت ایک پولیس والی خاتون اسکے جانب بڑھی اور اسکے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دیں------وہ حیرانی سے اسکا منہ دیکھنے لگی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو پتہ چلا کہ وہاں موجود باقی لڑکیوں کو بھی ہتھکڑیاں لگائی جاچکی تھیں۔

*______________*______________*________

وہ ایک کال کوٹھری میں بند تھی۔ دو دن سے وہ یہیں تھی۔ پہلے اسے لاک اپ میں رکھا گیا تھا باقی لڑکیوں کے ساتھ، پھر ایک ایک کرکے ہر لڑکی کو اسکے گھر والے لے گئے مرجان کے علاوہ صرف دو لڑکیاں تھیں جن کا کوئی نہ تھا۔ انہیں بھی الگ الگ کال کوٹھریں میں قید کردیا گیا تھا۔ دن میں دو بار ایک عورت کھانا دے جاتی تھی۔ مرجان کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے کس جرم میں یہاں قید کیا گیا ہے۔ وہ بس گھٹنوں میں سر

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

دیئے زار و قطار روتی رہتی۔ اسکی صحت دن بہ دن گرتی جارہی تھی، اسکے ہاتھ کھلے ہوئے تھے

وہ بیٹھی رو رہی تھی جب ہی کوٹھری کا دروازہ کھلا اور ایک عورت اندر داخل ہوئی۔

اے اٹھو۔۔۔۔۔۔"اس نے مرجان کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا "

چلو میرے ساتھ۔۔۔۔اور خبردار، ایک آواز مت نکالنا" اس نے مرجان کو سختی " سے کہا

کک۔۔۔۔کہاں لے جارہی ہو مجھے۔۔۔۔۔۔پلیز، میری بات سنو۔۔۔۔۔تم مجھے غلط " سمجھ رہی ہو" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ وہ عورت اسے گھسیٹتے ہوئے باہر لے آئی

"تم سے کہا ہے ناں !خاموش رہو۔۔۔۔۔اگر جاں پیاری ہے تو اب منہ بند رکھنا "

وہ عورت اسے ایک رہداری سے گزارنے لگی۔ رہداری تنگ اور قدرے اندھیری تھی۔ وہاں ہر تھوڑے فاصلے پر ایک دروازہ تھا جیسے اس رہداری میں مزید کالکوٹھریاں ہوں۔ وہ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

عورت اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے لے جارہی تھی۔ بلاآخر رہداری ختم ہوئی اور وہاں ایک بڑا سا دروازہ آیا۔ وہ اسے دروازے سے باہر لائی تو مرجان کو معلوم ہوا کہ وہاایک بڑا سا میدان ہے۔ دن کا وقت تھا اور میدان میں ایک گاڑی کھڑی تھی۔ وہ اسے گاڑی کے پاس لے جانے لگی تو مرجان نے ایک بار پھر مزاحمت کی

" مجھے جانے دو پلیز!۔۔۔دیکھو تمہاری اپنی بھی تو بیٹیاں ہونگی، رحم کھاؤ مجھ پر "

مرجان نے خود کو اسکی منت کرتے ہوئے پایا۔ پر اس عورت نے اسکی ایک نہ سنی اور اسے گاڑی کے اندر دھکا دے کر بٹھایا پھر خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

پلیز کچھ توبتاؤ کون ہو تم۔۔۔۔۔۔۔ "مرجان نے پھر اس سے پوچھا پر وہ خاموش رہی، پورے راستے اس عورت نے خاموشی جب کہ مرجان نے روتے ہوئے گزارے۔

تھوڑی دیر بعد اس نے گاڑی روکی اور مرجان کی طرف دیکھا

جاؤ۔۔۔۔۔۔"اس نے حکمیہ لہجے میں کہا تو مرجان حیرت سے اسکا منہ دیکھنے لگی "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

”کک۔۔۔۔کہاں جاؤں؟“ مرجان نے کہنے ساتھ ہی کھڑکی کے باہر دیکھا۔ آس پاس چھوٹے چھوٹے اسٹول لگے تھے جن میں جائے نماز، چادر، پھولوں کا ہار اور نہ جانے کیا کیا بک رہا تھا اور لوگ انہیں خرید رہے تھے۔ کافی مصروف علاقہ تھا جب کہ سڑک کے دوسری جانب مزار تھا "حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ“ کا مزار۔۔۔۔۔۔

”آپ مجھے یہاں کیوں لائی ہیں؟“ اس ایک بار پھر اس عورت سے پوچھا

”میری بات غور سے سنو۔۔۔ تم اور تمہارے جیسی دو اور لڑکیاں جن کے آگے پیچھے کوئی نہیں ہے، انکے سر پر ایک بہت بڑی تلوار لٹک رہی ہے۔ میں سب کی مدد تو نہیں کرسکتی تھی لیکن چونکہ تم میرے انڈر میں ہو اس لئے میں تمہاری مدد کررہی ہوں“

”کیسی مدد؟ میں سمجھی نہیں۔۔۔۔۔۔“

”تمہارے جیسی لڑکیاں جن کے آگے پیچھے کوئی نہیں ہوتا وہ جیل کے حوالدار کرپٹ ایم این ایز کے ہاتھوں بیچ دی جاتیں ہیں، لیکنوچونکہ میں خود ایک عورت ہوں اس لئے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تمہارے ساتھ ایسا نہیں کرسکتی اور تمہیں ان لوگوں سے بچانے کے لئے وہانسے بھگا لائی

"ہوں-----

" پر میں کہاں جاؤں گی؟ "

یہ میں نہیں جانتی، میں بس اتنی ہی مدد کرسکتی تھی تمہاری---اب تم جہاں جاؤ " تمہاری مرضی، پولیس تمہیں زیادہ سے زیادہ ایک یا دو دن ڈھونڈے گی لیکن پھر خود ہی پیچھے ہٹ جائے گی۔ اور ہاں !کسی کو بھی اپنا اصلی نام نہ بتانا کیونکہ پولیس مرجان نام کی لڑکی کی تلاش کرے گی---چلو اب جاؤ" اس نے کہتے ساتھ ہی مرجان کی طرف کا دروازہ کھول دیا ناچار اسے اترنا ہی پڑا

اسکے اترتے ہی وہ پولیس والی خاتون گاڑی بھگا لے گ ئی۔ روڈ کے سامنے مزار تھا۔ وہ سر پر ایک دھول مٹی سے اٹی چادر ڈالے فوتھ پات پر کھڑی سامنے بنے مزار کو دیکھ رہی تھی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شام کا وقت تھا مزار کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ بہت سے لوگ مزار آجارہے تھے، وہ بھی ،سڑک پار کرکے مزار کی جانب آئی اور پرسوچ نظروں سے مزار کی سیڑھیاں دیکھنے لگی جے سے فیصلہ نہ کرپارہی ہو کہ اسے اندر جانا چاہیئے یا نہیں۔ کافی دیر وہ اسی کشمکش میں مبتلا رہی پھر چھوٹے چھوٹے قدموں سے مزار کی سیڑھیاں چڑھ کر اندر آگ ئی۔ اندر بہت سے لوگ قرآن پڑھ رہے تھے۔ ایک جانب دیوار سے ٹیک لگائے ایک ملنگ بیٹھا "حق، حق" کا نعرہ لگا رہا تھا

وہ مزار کے صحن میں آگ ئی۔ وہاں لنگر کھل رہا تھا، بہت سے لوگ قطار میں لگے اپنی باری کا انتظار کررہے تھے۔ وہ دو دن سے بھوکی تھی۔ جیل میں صرف ایک ہی وقت کا کھانا آتا تھا جسے وہ ہاتھ بھی نہیں لگاتی تھی۔ اپنی چادر سے چہرہ چھپاتی وہ عورتوں کی لائ ن کی جانب بڑھنے لگی جیسے اسے ڈر ہو کہ کوئی اسے وہاں دیکھ نہ لے۔ وقدم من من بھاری ہورہے تھے۔ وہ بھی قطار میں لگ گ ئی اور اپنی باری کا انتظار کرنے لگی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

چہرہ چادر سے چھپایا ہوا تھا اس لئے کوئی دیکھ نہ سکا کہ وہ رورہی تھی------ہاں.!---وہ رو رہی تھی۔ بھیک میں ملا کھانا پہلی بار جو کھارہی تھی۔

اسکی بار آگ ئی تو وہ ایک تھیلی لئے لنگر دینے والے کے سامنے جا کھڑی ہوئی، اس نے تھیلی آگے کی تو لنگر دینے والے نے دیگ سے ایک بڑا چمچ بھر کر نکالا اور اسکی تھیلی میں ڈال دیا، اور اسے آگے بڑھنے کا اشرہ کردیا۔ وہ خاموشی سے ایک سائیڈ پر جا کے بیٹھ گ ئی جہاں اور بھی بہت سی عورتیں بیٹھی کھانا کھارہی تھیں۔ اپنے گردآلود اور پھٹے پرانے کپڑوں سے وہ انہیں جیسی لگتی تھی۔ اس نے کھانے کے لئے چہرے سے چادر ہٹائی تو وہاں بیٹھی دیگر عورتیں حیران رہ گ ئی۔ شریف اور پڑھے لکھے مہذب لوگوں کی یہی تو خامی ہوتی ہے کہ وہ چاہے جتنے بھی گندے کپڑے پہن لے لیکن اپنی شکل سے وہ پہچان میں آجاتے ہیں کہ وہ اچھے گھر کے ہیں۔

مرجان کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔ وہ اپنی شکل اور اپنے انداز سے اچھے گھر کی لگتی تھی۔ کھانا کھایا نہیں جارہا تھا لیکن وہ پھر بھی کھارہی تھی۔ وہ روتی جاتی تھی اور کھاتی جاتی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تھی۔ کھانا ختم کر کے وہ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گ ئی تھی۔ آگے کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا

اے اللہ! میری مدد کریں، مجھے سیدھا راستہ دکھا دیں" وہ آنکھیں موندیں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ مزار پر کہیں پر میوزک سسٹم لگا تھا جس میں وقفے وقفے سے قوالیاں بج رہیں تھیں

تاجدار حرم، ہو نگاہ کرم

ہم غریبوں کے دن بھی سنور جائے گے

حامیِ بے کساں کیا کہے گا جہاں

آپ کے در سے خالی اگر جائے گے

"میں مزاروں پر دعائیں مانگنے والوں میں سے نہیں ہوں اللہ کیونکہ مزاروں پر منت ماننا توہمات ہے۔ میں صرف آپ سے مانگوں گی۔ مجھے اپنے در سے خالی مت لوٹانا"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کوئی اپنا نہیں، غم کے مارے ہیں ہم

آپ کے در پہ فریاد لائے ہیں ہم

ہو نگاہِ کرم ورنہ چوکھٹ پہ ہم

آپ کا نام لے لے کہ مر جائے گے

مجھے یہاں سے نکال لیں اللہ! میں کسی کے آگے ہاتھ پھیلا کر یا بھیک مانگ کر زندگی نہیں گزار سکتی۔۔۔۔ میں نہیں گزار سکتی ایسی زندگی" وہ رو رہی تھی

خوفِ طوفان ہے بجلیوں کا ہے ڈر

سخت مشکل ہے آقا کدھر جائے ہم

آپ ہی گر نہ لے گے ہماری خبر

ہم مصیبت کے مارے کدھر جائے گے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میں کہاں جاؤ ں میرے مالک؟ میرا کوئی نہیں ہے اس دنیا میں سودئے آپ کے "

" مجھے یہاں سے نکال لے۔ مجھے ایک عزت والی زندگی دے دے میرے میرے مولا

وہ روتی رہی

شام کے سائے رات میں ڈھل گئے۔ مزار پر مزید رش بڑھ گیا۔ وہ اب رونا بند کر چکی تھی کیونکہ اب شاید اس میں آنسو بہانے کی ہمت بھی نہ تھی، اپنے بے سائی بان ہونے کا احساس شدت سے ہورہا تھا۔ لنگر ایک مرتبہ پھر کھل چکا تھا لیکن اس بار وہ لنگر سے کھانا کھانے نہیں گ ئی تھی۔ ابھی وہ اسی طرح دیوار سے سر ٹکائے بیٹھی تھی جب کوئی اسکے برابر آکے بیٹھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہی پولیس والی عورت تھی جو اسے یہاں چھوڑ کہ گ ئی تھی

آپ؟-----"مرجان نے حیرت سے پوچھا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہاں !تم یہاں چھوڑ کر جانے کے بعد مجھے چین نہیں آرہا تھا۔ بار بار یہ سوچ پریشان کررہی تھی کہ تمہارے تو آگے پیچھے کوئی بھی نہیں ہے تو تم جاؤ گی کہاں؟ بس مجھ سے رہا نہ گیا تو تمہارے پاس واپس آگئی"

"پر آپ کو میری اتنی فکر کیوں ہورہی ہے؟"

پتہ نہیں۔۔۔۔۔میں خود نہیں جانتی کہ اللہ نے میرے دل میں تمہارے لئے اتنا رحم کیوں ڈال دیا ہے؟ شاید وہ میرے ذریعے تمہاری مدد کروانا چاہتا ہے۔۔۔اب زیادہ سوال مت کرو اور چلو میرے ساتھ" اس نے ہاتھ دے کر مرجان کو اٹھایا اور اپنے ساتھ گاڑی میں لے آئی۔ اسکے بعد وہ نرجان کو اپنے گھر لائی اور اپنی بیٹی کے صاف ستھرے کپڑے اسے دے کر کہا کہ وہ جاکر نہا آئے۔ مرجان نے ویسا ہی کیا، پھر رات کا کھانا کھانے کے بعد اس عورت نے اسے اپنے ساتھ چلنا کا کہا

اب کہاں جارہے ہیں؟" گاڑی میں بیٹھتے ہوئے مرجان نے پوچھا

تمہارے رہنے کا بندوبست کرنے" عورت نے مسکراتے ہوئے کہا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آپ کا نام کیا ہے ؟" مرجان کو اب اسکا نام پوچھنے کا خیال آیا "

شگفتہ" اس نے گاڑی ایک چھوٹے سے گھر کے سامنے روکی "

" یہ ہم کہاں آئے ہیں "

یہ میری خالہ کا گھر ہے۔ انکا نام زہرہ بیگم ہے۔ انکا ایک ہے بیٹا ہے سعد جو کہ دو " سال سے سعودیہ میں ہے۔ جانا تو خالہ نے بھی سعودیہ ہی تھا پر انکے ویزے کا کوئی مسلہ ہے تو ایک دو سال تک وہ یہی ہیں اور اپنے گھر میں ایک کمرہ کرائے پر کسی لڑکی کو دے نا چاہتی ہیں۔ اب میرے بات غور سے سنو۔۔۔۔میں خالہ کو یہ بتاؤں گی کہ تم میری دوست کی بہن ہو اور یہاں رہنے جاب کرنے آئی ہو۔ وہ تمہیں کرائے پر رکھ لیں " گی۔ اور ہاں !انکو اپنا نام مرجان مت بتانا

" وہ سب تو ٹھیک ہے پر میرے پاس کرائے کے پیسے نہیں ہیں "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اسکی فکر تم مت کرو تمہارا تین مہینے کا کرایا میں بھر دونگی، اس دوران تم کوئی نوکری وغیرہ ڈھونڈ لینا اور جب تمہارے پاس ہو تو میرے پیسے واپس کردینا" گاڑی میں ہی شگفتہ نے مرجان کو ساری بات سمجھادی اس نے صرف ہاں میں سرہلادیا۔ گھر میں آکر شگفتہ وہی سب باتیں زہرہ بیگم کے سامنے دہرا دی، وہ کچھ حیران اور کچھ پریشان نظروں سے مرجان کو دیکھتی رہی

"تمہارا نام کیا ہے بیٹی؟" اس نے شفقت سے پوچھا

"جی مر۔۔۔۔میرا نام فاطمہ خان ہے" اور اس دن سے وہ مرجان سے فاطمہ ہوگ ئی۔

"بیٹی تمہارا سامان وغیرہ کہاں ہے؟" انہوں نے اسے خالی ہاتھ دیکھ کر پوچھا تو وہ گڑبڑا گ ئی

"خالہ اسٹیشن پر اسکا سامان گم ہوگیا تھا" شگفتہ نے فوراً سے بات سنبھالی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"اچھا۔۔۔۔میں چائے لے کر آتی ہوں" وہ کہتی ہوئی کچن میں چلی گ ئی۔ انکے جانے کے بعد شگفتہ نے فاطمہ کے کان میں سرگوشی نما آواز میں کہا

"سنو۔۔۔تم کہہ رہی تھی کہ تمہارا بھائی کسی کمپنی کا اونر ہے، تم مجھے اس کمپنی کا نام بتاؤ میں اسکے بارے میں پتہ کراتی ہوں"

"ٹرائی اسٹار" فاطمہ نے جواب دیا تو اس نے سرہلادیا۔

یوں فاطمہ نے وہاں رہنا شروع کردیا لیکن چند دنوں میں ہی زہرہ بیگم کو محسوس ہوگیا کہ اسکے ساتھ کوئی مسلہ ہے نہ وہ سوتی تھی نہ کچھ بولتی تھی۔ سوتی تھی تو راتوں کو ڈر کر اٹھ جایا کرتی تھی۔ ایک دن زہرہ بیگم نے پوچھ ہی لیا۔ اور فطمہ چھپا نہ پائی اور سب بتادیا انہیں بہت دکھ ہوا۔

"بیٹا اب تم خود کو اکیلا مت سمجھنا میں تماری ماں جیسی ہوں اور اگر تم بھی سعد کی طرح مجھے امی کہو تو مجھے اچھا لگے گا" اس دن کے بعد سے اس نے زہرہ بیگم کو امی کہنا شروع کردیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

------------*------------*------------*

اس دوران ایک چھوٹا سا واقعہ پیش آیا۔ مارکیٹ میں ٹرائی اسٹار نامی دو کمپنی تھی۔ ایک کے مالک شیخ برادرز تھے اور ایک شہریار اور علی وغیرہ کی کمپنی تھی، حنان کی ایکسیڈنٹ کی خبر نیوز پر چلنے کے بعد شیخ برادرز کے بہت سے کلائی,ینٹ نے انکو تعزیتی فون کرنے شروع کردیا تو وہ پریشان ہو گئے۔ تب جاکے یہ راز کھلا ٹرائی اسٹار نامی دو کمپنی تھی۔ پھر فیضان شیخ اور اذلان شیخ دونوں بھائی شہریار اور علی کے پاس آئے اور انتہائی شائی ستگی سے ان سے اپنی کمپنی کا نام بدلنے کی درخواست کی کیونکہ وہ لوگ پچانوے سال سے مارکیٹ میں تھے جب کے علی لوگوں کی کمپنی کہ مارکیٹ میں تیس سال ہی ہوئے تھے لہذا انھوں نے ایک لمبے پروسیس سے گزر کر، ن ئی ے سرے سے میمورینڈم تیار کرنے اور اخبار میں اشتہار دینے کے بعد انھوں نے کمپنی کا نام ٹرائی اسٹار سے تبدیل کرکے ٹرائی سرکل کردیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو شیخ برادز ان پر عدالت میں کیس بھی کرسکتے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تھے۔ اور انکے کیس ہارنے کے پورے سو فیصد چانسز تھے کیونکہ انہیں مارکیٹ میں زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔

جب شگفتہ نے ٹرائی اسٹار کمپنی کے بارے میں معلومات کرانی چاہی تب تک اسکا نام سوشئیل میڈیا سے لے کر آفیشیل ویب سائیڈ تک نام تبدیل ہوچکا تھا۔ اسطرح اسے حنان کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہوپایا۔ اس دوران فاطمہ نے اپنی ایک یونیورسٹی فیلو کی مدد سے اپنی تمام ڈگریاں نکلوا کر کراچی منگوالی۔ جب اسے کراچی کے راستے صبح سے یاد ہوگئے۔ تو وہ حنان کے گھر گئی وہاں دروازے پر بڑا سا تالا لگا ہوا تھا۔ اس نے پڑوسی کے گارڈ سے پوچھا تو اس نے صرف اتنا کہا کہ

"پتہ نہیں بی بی۔۔۔میں تو ابھی آیا ہوں بس اتنا جانتا ہوں کہ اس گھر کے مالک کا آٹھ دس مہینے پہلے ایک حادثے میں انتقال ہوگیا تھا" اس دن فاطمہ کی ساری امیدیں دم توڑ گئی۔ اس نے دل سے تسلیم کرلیا کہ اسکا بھائی مر چکا ہے۔ اور اسے ڈھونڈنا ترک کردیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اور قسمت کا کرنا یہ ہوا کہ جب اس نے جاب کے لئے اپلائی کیا تو اسکو ٹرائی سرکل کمپنی کی طرف سے ہی آفر آئی۔ ایمپلائی ز کا انٹرویو لینے کا کام کمال صاحب کا تھا۔ اس نے سی وی پر تو اپنا ندم مرجان ہی لکھا لیکن انٹرویو کے دوران دانستہ اپنا نام فاطمہ خان بتایا یوں وہ پورے آفس میں فاطمہ کے نام سے جانی گ ئی۔ اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ موجودہ ٹرائی اسٹار کمپنی کا مالک اسکا بھائی ہی ہے

اسکی ملازمت کے دوران ہی حنان کوما سے باہر آگیا لیکن دو ماہ تک فیزیو تھراپی وغیرہ کی وجہ سے وہ کمپنی نہیں آیا۔ اسکے بعد جب اس نے کمپنی جوائ ن کی تو وہ ورکرز اور ایمپلائی ز کے سامنے ہی نہیں آیا اور یوں کسی کو اسکے برے میں معلوم نہ ہوا۔ جب اس نے ایمپلائی ز کے سامنے اپنی شادی کی خوشخبری سنائی تب تک فاطمہ ریزائ ن دے چکی تھی یوں وہ دونوں ایک دوسرے سے نہ مل سکے

فاطمہ نے اپنی زندگی کو محدود کرلیا تھا۔ نہ اسکا کوئی دوست تھا نہ رشتہ دار۔ وہ بس زندگی گھسیٹ رہی تھی۔ وہ اپنی ذات میں اتنا مگن تھی کہ کبھی کسی کہ بارے میں سوچا ہی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

نہیں لیکن پہلی بار علی کو انکار کرکے وہ اسے یاد کررہی تھی نہ ہی اسے بھلا پارہی تھی۔ اوپر سے زہرہ بیگم بھی اس سے ناراض تھی ان سب کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ڈپریشن میں چلی گ ئی

----------------------*-------------

،اندھیرے میو بننے والے چہروں کو وہ اب پہچاننے کے قابل ہوئی تھی۔ وہ چہرے دادی امی، حنان اور علی کے تھے۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ کسی گہری کھائی میں گر رہی ہے۔ اور اپنے آپ کو اس کھائی میں گرنے سے روک نہیں پارہی ہے۔ تب ہی اسکے کانوں کے پاس ایک آواز گونجی

"مجھے جھوڑ کر مت جانا مرجان ورنہ میں مر جاؤ ں گا" کچھ تو تھا اس آواز میں اسکی ساری حسیات اور ساری قوت پھر سے زندہ ہوگ ئی

نہیں۔۔۔۔اب وہ اپنے بھائی کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جائے گی۔۔۔ کبھی نہیں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اور اسی وقت اس نے اپنی ساری طاقت لگا کر اپنے آپ کو اس گہری کھائی سے نکال لیا اور آنکھیں کھول دیں۔

"مرجان-------ڈاکٹر------ "حنان اسے آنکھیں کھولے دیکھ کر چیخا پھر ڈاکٹر کو آوازیں دینے لگا۔ ڈاکٹرز نے جلدی سے پہلے اسکے منہ پر آکسیجن ماسک لگایا تاکہ اسے سانس لینے میں دشواری نہ ہو پھر اسکا چیک اپ کرنے لگے۔

"امیزنگ----اٹس مریکل---یہ تو معجزہ ہوگیا" ڈاکٹر کچھ خوشی اور کچھ حیرت کے ملے جلے تاثرات سے کہہ رہا تھا، مرجان نے گردن موڑ کر حنان کو دیکھا اور بہت دیر تک دیکھتی رہی پھر اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا۔ حنان جلدی سے اسکے قریب گیا

"ہاں مرجان بولو---"اس نے فاطمہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھا۔ فاطمہ نے آکسیجن ماسک منہ سے ہٹایا

"مت ہٹاؤ اسے" حنان نے اسے روکنا چاہا پر اس نے نہیں سنا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بھ۔۔۔ بھائی آپ۔۔۔۔۔آپ کک۔۔۔کہاں چلے گئے تھے۔۔۔۔آپ "

کو۔۔۔۔۔۔پتہ ہے میں۔۔۔۔مر رہی تھیں" اس نے اٹک اٹک کر کہا شاید اسے

بولنے میں دشواری ہورہی تھی۔ حنان کا دل کٹ گیا۔ اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا

فاطمہ بے ہوش ہوگ ئی

ڈاکٹر۔۔۔ "اس نے فکر مندی سے ڈاکٹر کو دیکھا "

ڈونٹ وری۔۔۔۔یہ دواوں کی وجہ سے بے ہوش ہوگ ئی ہیں۔اب یہ بلکل ٹھیک "

ہیں" ڈاکٹر صاحب نے کہا تو حنان وہیں فرش پر سجدہ ریزہ ہوگیا

-----------*------------*-----------*

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

dont copy paste without permission

#کھو_گئے_ہو_کہاں#

از ژیلہ ظفر

آخری_قسط#

تقریباً دو دن بعد اسے مکمل ہوش آیا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھی اور کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ شہزاد اور ماہین صوفے پر بیٹھی باتیں کررہی تھیں، شہریار کسی سے فون پر بات کررہا تھا جبکہ حنان اور علی غائب تھے۔ اسکی نظریں اس وقت صرف اور صرف حنان کو تلاش کررہی تھی۔ جب کافی دیر تک حنان نہ آیا تو اسکے دل کو وہمہ ہونے لگا

"جو میں نے دیکھا کہیں وہ میرا وہم تو نہیں تھا۔۔۔۔۔۔کہیں بھائی سچ میں تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس سے آگے وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔ تھوڑی دیر گزرنے کے باوجود بھی حنان کے آثار دکھائی نہ دیئے تو فاطمہ نے رونا شروع کردیا۔ اسکی رونے کی آواز

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سن کر آپس میں محو گفتگو شہزاد اور ماہین چونکی اور پھر اسے روتا دیکھ کر گھبراتی ہوئی اسکے پاس آئی

"کیا ہوا فاطمہ آپ رو کیوں رہیں ہیں؟ کہیں درد ہورہا ہے کیا؟" شہزاد نے پوچھا

"اگر سر میں درد ہے تو میں ڈاکٹر کو بلا لاؤں؟" ماہین نے بھی پوچھا، پر وہ کسی کو بھی جواب نہیں دے رہی تھی۔ بس گھٹنوں میں سر دیئے زار وقطار رو رہی تھی۔ اسے روتا دیکھ کر شہریار بھی وہیں آگیا

"کیا ہوا ہے اسے؟" اس نے ان دونوں سے پوچھا

"پتہ نہیں کچھ بول ہی نہیں رہی، بس روئے جارہی ہے" ماہین نے پریشانی سے جواب دیا۔ اسی وقت دروازہ کھولنے کی آواز آئی اور علی اور حنان ایک ساتھ اندر داخل ہوئے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اچھا ہوا تم آگئے۔ دیکھو یہ کب سے رو رہی ہے" ماہین نے حنان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ وہ تیزی سے اس کے پاس آیا۔ وہ بیڈ کے سرہانے سے ٹیک لگائے دونوں بازو گھٹنوں کے گرد لپیٹے اس میں سر دیئے رو رہی تھی۔ حنان اسے کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن------بیڈ کے پاس پہنچ کر اسکے قدم زنجیر ہوگئے۔ آس پاس کا منظر تبدیل ہونے لگا۔ وہ اٹھارہ برس پیچھے پہنچ گیا، جب وہ دس سال کا بچہ تھا۔ ایک ہفتے پہلے ہی اسکے ماں باپ کا ایک حادثے میں انتقال ہوا تھا۔روزانہ ہی تعزیت کرنے کوئی نہ کوئی آ جاتا تھا۔آج بھی تعزیت کے لئے آنے والوں کا سلسہ بندھا ہوا تھا جو کہ رات کو جاکر تھما رات کے کھانے کے لئے اس نے دادی کو بلایا تو انہوں نے منع کردیا کیونکہ انکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، پھر وہ مرجان کو بلانے اسکے کمرے میں گیا پر وہ وہاں نہیں ملی۔ اس نے گھر کے دوسرے حصوں میں اسے تلاش کیا مگر وہ کہیں نہ ملی۔ اب تو حنان کو پریشانی ہونے لگی۔ قریب تھا کہ وہ دادی کو جاکے اٹھاتا جب اسے ڈرائی‌نگ روم سے کسی کی سسکیوں کی آواز آئی۔ وہ جلدی سے وہاں گیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مرجان؟۔۔۔ "اس نے ڈرائی نگ روم میں داخل ہوکر لائیٹ آن کی اور اسے پکارا۔ "

لیکن اسے وہ دکھائی نہ دی، سسکیوں کی آواز اب بھی آرہی تھیں۔ وہ آواز پر غور کرنے لگا۔ سسکیاں صوفے کے پیچھے سے سنائی دے رہی تھی۔ وہ صوفے کے پیچھے گیا۔ تو دیکھاکہ چار سالہ مرجان صوفے سے ٹیک لگائے، گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے، ان میں سر دیئے زار و قطار رو رہی تھی

مرجان کیا ہوا گڑیا؟ کیوں رورہی ہو؟" حنان اسکے رونے سے پریشان ہوگیا "

بھائی۔۔۔ ماما کو بلائے مجھے انکی یاد آرہی ہے" اس نے روتے ہوئے کہا تو حنان " کا دل کٹ گیا

دادی نے تمھیں بتایا تھا ناکہ وہ اللہ کے پاس چلے گئے ہیں۔ اب وہ کبھی واپس " نہیں آسکتے" چار سال کی بچی کو زندگی اور موت کی اتنی سمجھ نہیں ہوتی اسے بس اتنا بتایا گیا تھاکہ اسکے ماں باپ اب واپس نہیں آئے گے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کیوں نہیں آسکتے واپس؟ پہلے بھی تو باہر جاتے تھے نا لیکن گھر واپس آجاتے تھے تو "
پھر اب کیوں نہیں آسکتے؟" اس نے روتے ہوئے پوچھا

تم رو نہیں پلیز، چل کر کھانا کھالو۔۔۔۔۔ "حنان نے اسے پچکارتے ہوئے کہا "

ماما سے کہے نا میں اب سے انکی ہر بات مانوں گی، ہوم ورک بھی خود سے کروں گی۔ "
ٹی وی دیکھنے کے لئے ضد بھی نہیں کروں گی۔ بابا سے پارک لے کر جانے کی ضد بھی
" نہیں کروں گی۔ بس ماما بابا کو واپس آنے بول دے۔ پلیز

دیکھو مرجان !جسے اللہ اپنے پاس بلا لیتا ہے نا وہ کبھی واپس نہیں آتے" اس "
نے سمجھایا

تو پھر اللہ تعالیٰ سے کہیں کہ مجھے بھی اپنے پاس بلا لیں" اس نے روتے ہوئے "
کہا

مرجان۔۔۔۔۔ "حنان کا دل دہل گیا، اس نے مرجان کو خود میں بھینچ لیا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا۔ تمہارے علاوہ میرے پاس ہے ہی کون؟ "

اس دن حنان نے خود سے وعدہ کیا کہ وہ مرجان کو کبھی کوئی دکھ نہیں دے گا۔ اسکی ہر بات مانے گا، اسکی ہر ضد پوری کرے گا۔ اسکی آنکھوں میں کبھی آنسو نہیں آنے دے گا۔ اس دن کے بعد سے اس نے مرجان کو خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش شروع کردی وہ جب بھی گھر آتا اس کے لئے دو چاکلیٹ ضرور لاتا۔ کبھی اسکے لئے آئی سکریم لے آتا، تو کبھی اسکے ساتھ کھیلنے لگتا، اور چند ہی دنوں میں وہ پنے ماما بابا کو بھول گ ئی

لیکن آج وہ پھر سے رو رہی تھی، بلکل ویسے ہی جیسے بچپن میں روتی تھی۔ گھٹنوں میں منہ چھپا کر زار و قطار روتی تھی۔ وہ آج بھی بچی ہی تھی۔ حنان اپنے آنسو اندر اتارتے ہوئے اسکے پاس آکے بیٹھا اور اسکے سر پر ہاتھ رکھا

" مرجان۔۔۔۔۔" اس نے پکارا تو فاطمہ نے سر اٹھا کر دیکھا، آنکھوں میں بے یقینی سی اترنے لگی۔ آج کتنے عرصے بعد اس نے اپنے لئے مرجان نام سنا تھا۔ دو سالوں میں وہ تو بھول ہی گ ئی تھی کہ اسکا نام مرجان ہے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" بھائی۔۔۔۔۔آپ کہاں۔۔۔چلے گئے تھے؟" اس نے بے قراری سے اسکے ہاتھ تھامے، اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتا مرجان نے اسکے سینے سے لگ کر رونا شروع کردیا۔ حنان بہت مشکل سے ضبط کررہا تھا۔آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ وہ اسکا سر سہلاتا رہا

" اب مجھے چھوڑ کر نہ جانا بھائی۔۔۔ "وہ چھوٹے بچوں کی طرح رو رہی تھی

" نہیں جاؤں گا۔۔۔۔۔اب اپنی بہن کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا" حنان نے اسکے آنسو پونچھتے ہوئے اسے یقین دلایا

--------------------------*--------

اگلے دن ڈسچارج ہوکر فاطمہ گھر آگئی۔ ماہین نے اسے لاؤنج میں رکھے صوفے پر بٹھایا

" تم بیٹھو میں تمہارے لئے سوپ لے کر آتی ہوں" ماہین کہتے ہوئے کچن میں چلی گئی

" ارے۔۔۔۔۔تم یہاں بیٹھی ہو؟" حنان گاڑی پارک کر کے اندر آیا اور اسے وہاں بیٹھا دیکھ کر پوچھا

" آؤ تمہیں تمہارا روم دکھاؤں" حنان نے کہا

" میرا روم؟" وہ حیران ہوئی

" ہاں !تمہارا روم۔۔۔۔میں نے خود ڈیکوریٹ کیا ہے تمہارے لئے" اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسے سیڑھیوں سے اوپر لے آیا۔

براؤن کلر کی دیوار میں ایک سفید رنگ کا لکڑی کا دروازہ تھا۔ حنان نے دروازہ کھولا اور اندر گیا فاطمہ بھی اسکے پیچھے کمرے میں داخل ہوئی۔ حنان نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر ساری لائٹ آن کردی۔ جیسے ہی لائٹز آن ہوئیں۔ فاطمہ مبہوت ہوگئی اور ٹکر ٹکر کمرے کو دیکھنے لگی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کمرے کی تھیم وائٹ اور لائٹ بلو کلر کی تھی۔ کھڑکی، دروازے، فرنیچر اور صوفے وائٹ کلر کے تھے۔ جب کہ دیواریں، کشنز، بیڈ شیڈ اور تکیے کے کور وغیرہ لائٹ بلو کلر کے تھے۔ کمرے کے بیچ میں بیڈ رکھا تھا، بیڈ کی دائیں طرف صوفے تھے اور اس سے پیچھے ایک چھوٹا سا ٹیریس تھا، جسکا دروازے سفید رنگ کا ہی تھا۔ ایک جانب واڈ روب تھا۔ جو کہ سفید ہی رنگ کا تھا۔ دائیں طرف سفید رنگ کی ڈریسنگ ٹیبل اور اسکے برابر میں رائٹنگ ٹیبل تھی۔ رائٹنگ ٹیبل کی اوپر والی دیوار پر بے شمار تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ اسکے اور حنان کی بچپن سے لے کر جوانی تک کی بے شمار تصاویر۔ ایک تصویر میں سات سالہ حنان، ایک سال کی مرجان کو چاکلیٹ کھلانے کی کوشش کررہا تھا اور وہ کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔ دوسرے تصویر مرجان کی سولہویں سالگرہ کی تھی جس میں وہ حنان کو کیک کھلا رہی تھی۔ ایک اور تصویر میں حنان اسے سائیکل چلانا سکھا رہا تھا۔ اور ایک تصویر جسے حنان حیرت سے دیکھ رہا تھا وہ ایک سال پہلے کی تھی جس میں کمال صاحب فاطمہ کو بیسٹ ایمپلائی کا ایوارڈ دے رہے تھے۔ یہ تصویر کل ہی ماہین نے یہاں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

لاکر لگائی تھی۔کمرے کی کھڑکیوں اور ٹیریس کے دروازے کے پردے بلو کلر کے تھے۔ اور سب سے خوبصورت چیز جو اس کمرے میں تھی وہ بیڈ کی دائیں طرف والی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا ایک فل سائز کا ٹیڈی بیئر تھا۔وہ بھی ہلکے نیلے رنگ کا تھا۔

کیسا لگا کمرہ؟" حنان نے اسکی محویت کو توڑا "

بہت پیارا ہے۔ آپ بہت اچھے ہیں بھائی" اس نے حنان کے گلے لگتے ہوئے " کہا تو اس نے مسکراتے ہوئے اسکے سر پر ہاتھ رکھا

ارے۔۔۔ تم دونوں بہن بھائی ابھی تک کھڑے ہوئے ہو۔"کمرے میں سوپ کا " پیالہ لے کر داخل ہوتی ماہین نے مسکرا کر پوچھا۔ فاطمہ بیڈ پر جاکر بیٹھ گئی۔ ماہین اسکے برابر میں بیٹھی جبکہ حنان رائٹنگ ٹیبل کی چیئر گھسیٹ کر بیڈ کے برابر میں رکھ کر بیٹھ گیا

کیسا ہے سوپ؟" فاطمہ نے ایک سوپ کے پیالے سے ایک چمچ منہ میں رکھا تو " ماہین نے پوچھا، وہ دونوں اسے کسی بچے کی طرح ٹریٹ کر رہے تھے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بہت اچھا ہے۔ تھینک یو بھابھی" ماہین کو اسکے منہ سے بھابھی سننا بہت اچھا لگا

" بھائی۔۔۔۔۔مجھے نا ایسا ایک اور ٹیڈی بی ئیر چاہیئے لیکن چھوٹا سا تاکہ میں اسے اپنے بیڈ پر رکھوں" وہ فاطمہ جس نے دو سال سے کسی سے کوئی فرمائش نہیں کی تھی، جو اپنی ذات کی فکر کرنا بھول چکی تھی، جو دو جوڑوں میں ہی پورا پورا سال گزار دیتی تھی۔ بھائی کے پاس آتے ہی اسکا سارا لاڈ، نخرا واپس آگیا تھا۔ اس لئے اس نے حنانا سے فرمائش کی

" مل جائے گا" حنان نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اور مجھے آپ کے ہاتھ کا بنا ہوا میکرونی بھی کھانا ہے جو آپ نے لاسٹ ٹائم مجھے بنا کر کھلایا تھا"

" بلکل جناب اور کچھ؟"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہاں !اور کل آپ مجھے اور بھابھی کو آئی سکریم کھلانے لے کر جائے گے" اسکا فرمائشی پروگرام جاری تھا۔ ماہین اور حنان مسکرا رہے تھے۔ وہ سوپ کا پورا پیالہ ختم کر چکی تھی

"ویسے جتنا تم بچپن میں کھاتی تھی، اتنا ہی آج بھی کھاتی ہو۔ پتہ ہے ماہین !مرجان جب چھوٹی تھی نا، تو اتنی موٹی تھی کہ پوچھو ہی مت۔ ایک بار جھولے پر بیٹھی تو جھولا ہی ٹوٹ کر گر گیا" حنان نے مزے سے کہا تو ماہین ہنسنے لگی جبکہ فاطمہ نے ناراضگی سے اسے دیکھا

"کوئی نہیں اتنی بھی موٹی نہیں تھی میں" اس نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا

"جھوٹ بول رہی ہے، اتنی ہی موٹی تھی یہ۔ بلکل گول مٹول سی فٹ بال جیسی لگتی تھی" حنان نے پھر اسے چھیڑا تو اس نے ماہین کی طرف منہ کرلیا

"پتہ ہے بھابھی، بھائی بچپن میں کتنے بےوقوف تھے؟ ایک بار دادی نے انہیں سودا لینے بھیجا تو۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ مزے سے اسے حنان کے بچپن کا کوئی قصہ سنانے لگی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ماہین دونوں بہن بھائی کی نوک جھونک سن کر محفوظ ہورہی تھی۔ حنان مسکراتے ہوئے اپنی بیوی اور بہن کو دیکھ رہا تھا۔ دونوں کو ہی اس نے کھو کر دوبارہ پایا تھا۔ ایک لمبی آزمائش سے گزرنے کے بعد آج اسکا گھر مکمل ہوگیا تھا

------------------------*------------

علی کو اپنے گھر دیکھ کر حنان کو بہت حیرت ہوئی تھی کیونکہ جب سے فاطمہ گھر آئی تھی تب سے وہ ایک بار اس سے ملنے نہیں آیا تھا بس آفس میں ملاقات ہوجاتی تھی۔ شہریار اور شہزاد تو اکثر آجاتے تھے

آؤ علی !تم اچانک کیسے ؟" حنان نے پوچھا۔ اصولاً تو اسے آفس میں ہونا چاہیے تھا " اس وقت، ماہین بھی آفس میں تھی۔ حنان فاطمہ کی وجہ سے رک گیا تھا کیونکہ اسے بخار تھا۔ اور بخار میں وہ ویسے بھی بہت چڑچڑی ہوجاتی تھی، سوائے حنان کے کسی کی نہیں سنتی تھی۔ دو ہفتوں میں اسکا ناز نخرا، اور لاڈ اٹھوانے والا مزاج پھر سے واپس آگیا تھا۔ کل رات ہی اس نے زہرہ بیگم کو اسکائپ کال کر کے حنان کے بارے میں ناصرف

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سب کچھ بتایا تھا بلکہ اس سے بات بھی کرائی تھی۔ حنان ان سے بہت عاجزی اور تشکر سے ملا تھا۔ آخر وہ اسکی محسن تھی کیونکہ انہوں نے بغیر کسی رشتے کے فاطمہ کا اتنا خیال رکھا تھا۔ وہ ساری زندگی ان کا احسان نہیں اتار سکتا تھا۔ زہرہ بیگم تو نہال ہوگئی تھی دونوں بہن بھائی کو ساتھ دیکھ کر، بار بار ان کی نظریں اتارتی تھی۔ ان دو ہفتوں میں علی ایک بار بھی فاطمہ یا حنان سے ملنے نہیں آیا تھا

”یار۔ !ایک کام کرتے ہیں کہ یہی لان میں بیٹھ جاتے ہیں“ علی نے کہا تو حنان نے اسکی بات مان لی اور دونوں لان میں رکھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ حنان نے ملازم کو چائے لانے کا کہا

”تم آفس نہیں گئے آج؟“ حنان نے پوچھا

”گیا تھا لیکن جلدی واپس آگیا۔ دراصل۔۔۔۔مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی“

”مجھ سے؟ ہاں !کہو کیا بات کرنی ہے“ حنان نے

پوچھا، اسے علی کچھ کنفیوز لگ رہا تھا

"بات یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔اصل میں مجھے یہ کہنا تھا کہ۔۔۔۔ "علی کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ اسے کیسے بتائے

"کیا ہوگیا ہے علی؟ اتنے پریشان کیوں ہو؟" حنان اسے دیکھ کر حیران ہوا

"پہلے تم قسم کھاؤ کہ جو میں تم سے کہوں گا اسکے بعد تم مجھے مارو گے نہیں" علی نے جلدی سے کہا

"ہیں؟" حنان نے پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھا

"کھا قسم۔۔۔۔"علی نے پھر کہا تو حنان کو اسکی ذہنی حالت پر شک گزرا

"ٹھیک ہے تیری قسم نہیں ماروں گا تجھے"

"دیکھ تو نے میری قسم کھائی ہے اگر تو نے مجھے مارا نا تو میں مر جاوں گا"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کیا ہوا گیا ہے علی؟ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو؟" حنان کو اسکی مشکوک حرکتیں دیکھ کر یہ یقین کرنے میں دیر نہ لگی کہ۔۔۔۔۔۔اسکا جان سے پیارا دوست اپنا ذہنی توازان کھو چکا ہے

بات اصل میں یہ ہے۔۔۔۔۔تم غصہ مت کرنا" علی پھر سے کہا تو حنان چڑ گیا

" اب اگر تم نے نہیں بولا نا تو میں سچ میں ماروں گا تمہیں "

میں تم سے تمہاری بہن کا ہاتھ مانگنا چاہتا ہوں" علی نے جلدی سے بات مکمل کرکے سر جھکا لیا کیونکہ وہ حنان کا ریایکشن نہیں دیکھنا چاہتا تھا اب دوست سے اسکی بہن کا ہاتھ مانگنے کے بعد کم از کم بھی دو تھپڑ تو بنتے تھے ناں۔

کیا؟۔۔۔۔۔۔"حنان کو شاک لگا "

میں پہلے بھی فاطمہ کو پرپوز کرچکا ہوں جب مجھے یہ معلوم بھی نہ تھا کہ وہ تمہاری بہن ہے لیکن۔۔۔۔۔اس نے مجھے انکار کردیا تھا" وہ سر جھکائے ہی بولا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کیوں انکار کردیا" حنان کو ایک اور جھٹکا لگا "

وہ سمجھتی تھی کہ اگر مجھے اسکے ماضی کہ بارے میں معلوم ہوگا تو میں اسے برا سمجھوں گا لیکن حنان !۔۔۔۔۔۔۔میں تم سے وعدہ کرتا ہوں میں فاطمہ کو بہت خوش رکھوں گا، مجھے اسکے گزرے ہوئے کل سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ نہ ہی میں کبھی اس سے اسکے ماضی کے حوالے سے باز پرس کروں گا" علی نے مضبوط لہجے میں کہا۔ حنان تو قسمت کی اس مہربانی پر اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا۔ اسکی بہن کو علی سے اچھا انسان مل ہی نہیں سکتا تھا۔

،تم کچھ بول کیوں نہیں رہے۔ "علی نے حنان کو خاموش دیکھ کر پریشانی سے پوچھا "

اٹھو۔۔۔۔۔۔ "حنان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے اسے بھی اٹھنے کو کہا "

" تمہیں برا لگا ہے کیا ؟ "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"میں کہہ رہا ہوں اٹھو" علی کھڑا ہوگیا اور حنان کے سنجیدہ چہرے کی طرف دیکھا لیکن اسے اسکی آنکھوں میں چمکتی شرارت نظر نہ آئی تھی

"کیا ہوا ہے حنان؟" علی نے پوچھا

"ہاں تو برخودار! کما کتنا لیتے ہو؟" حنان نے سنجیدگی سے پوچھا تو علی نے پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھا

"دو وقت کی روٹی تو کھلا سکتے ہو نا میری بہن کو؟" اس نے کہا، علی اسکی شرارت سمجھ گیا

"صرف روٹی؟ میں تو اور بھی بہت کچھ کھلا سکتا ہوں جیسے پزا، برگر، فرائی ز۔۔۔۔۔"

وہ مزے سے ڈیلشیز سے کے نام گنوا رہا تھا جب حنان نے مفی میں سر ہلاتے ہوئے اسکی بات کاٹی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" نہیں۔۔۔۔۔۔۔مجھے اس رشتے پر اعتراض ہے" علی نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا پھر دونوں قہقہ لگا کر ہنس پڑے

" میں مرجان کی مرضی پوچھ لوں پھر تمہیں جواب دوں گا" حنان نے کہا تو علی نے اسے گلے لگالیا

------------------------*------------

چار ماہ بعد

وہ قبرستان میں کھڑا تھا۔ اسکے سامنے لائن سے چار قبریں تھیں۔ایک اسکی ماں، دوسری اسکی ماں جیسی چاچی، تیسری اسکے بھائیوں جیسے کزن شہیر کی اور چوتھی اسکی بہنوں جیسی دوست سوہا کی۔ وہ قبر پر فاتحہ پڑھتا رہا پھر قبرستان سے باہر آیا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔ کافی دیر تک ڈرائیو کرنے کے بعد اس نے گاڑی ایک مارکیٹ کے سامنے روکی۔ اور اتر کر مارکیٹ میں داخل ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں کھانے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پینے کی اشیا کے علاوہ کچھ گرم کپڑے اور ایک کمبل بھی تھا۔ اس نے سارا سامان گاڑی میں رکھا اور ایک بار پھر ڈرائیو کرنے لگا

تھوڑی دیر کے بعد اس نے گاڑی کراچی سینٹرل جیل کے سامنے روکی۔ وہ وہاں اپنے ڈیڈ سے ملنے آیا تھا۔ گھر میں اگر کوئی مصطفٰی صاحب سے ملنے جیل آتا تھا تو وہ صرف شہریار ہی تھا کیونکہ اپنے باپ سے محبت کرنا اسکی مجبوری تھی۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ اپنے باپ کی فکر کرنا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ وہ جتنے بھی بڑے مجرم ہوں، تھے تو آخر اسکے باپ ہی نا۔۔۔۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود، ایک حقیقت یہ بھی تھی کہ اس نے کسی بھی غلط کام میں انکا ساتھ نہیں دیا تھا اور نہ ہی چاچا کے سامنے انکی سفارش کی تھی۔ بلکل اسی طرح گھر میں چاچو اور شہزاد نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ مصطفٰی صاحب انکے گھر کی خوشیوں کے قاتل ہیں، انہوں نے شہریار کو ان سے ملنے سے ایک بار بھی نہ روکا کیونکہ وہ اس کے جذبات سمجھتے تھے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"کیسے ہیں آپ؟" ملاقاتی کمرے میں دونوں باپ بیٹا آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ وہ شکل سے کافی کمزور لگ رہے تھے۔ داڑھی اور سر کے بال سفید ہو چکے تھے۔

انکا کیس بہت سیدھا تھا کیونکہ مجرم نے خوداقبال جرم کرلیا تھا اس لئے دو ہی یرنگ میں ہی کیس ختم ہو گیا۔عدالت نے انکی عمر دیکھتے ہوئے انہیں پھانسی کے بجائے عمر قید کی سزا دی تھی۔ جیل میں انہیں کافی مشقت کرنا پڑ رہی تھی، اس پر سے کھانا بھی صرف ایک وقت کا ملتا تھا

"ہاں !میں ٹھیک ہوں۔ بس یہاں جیل کا بستر بہت پتلا ہے رات میں مجھے ٹھنڈ لگتی ہے" انھوں نے آہستگی سے کہا

"جی مجھے یاد تھا اس لئے میں آپ کے لئے کمبل اور کچھ گرم کپڑے لایا ہوں" شہریار نے کہتے ہوئے ساری تھلیاں انکی طرف بڑھادی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شکریہ بیٹا!۔۔۔۔۔ "انہوں نے تھیلی کھولی اور اس میں رکھا ایک بسکٹ کا پیکٹ نکالا اور وہیں کھول کر کھانے لگے۔ وہ شاید بہت زیادہ بھوک لگی تھی۔ یہ اسکا وہ باپ تو نہیں تھا جسکی شخصیت سے ایک وقار اور رعب جھلکتا تھا

"ڈیڈ !اس سے زیادہ چیزیں جیل میں لانے کی اجازت نہیں تھی تو میں بس یہی لا سکا تھا" شہریار نے کہا انہوں نے بس سرہلادیا اور بسکٹ کھانے میں ہی مصروف رہے

"ملاقات کا وقت ختم۔۔۔۔۔۔۔ "باہر سے ایک حوالدار نے آواز لگائی تو شہریار اٹھ کھڑا ہوا

"کہاں جارہے ہوں۔۔۔ "وہ جلدی سے اٹھے۔ انہوں نے بسکٹ ختم کرلی تھی

"ملاقات کا وقت ختم ہوگیا ہے ڈیڈ !۔۔۔۔اب گھر جارہا ہوں"

"پھر کب آؤ گے؟" انہوں نے امید سے پوچھا"

"اگلے ہفتے ان شاء اللہ"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میں تمہارا روز انتظار کرتا ہوں" انہوں نے بتایا "

میں روزانہ تو نہیں آسکتا نا۔۔۔۔۔۔ "شہریار نے کہا اور جلدی سے باہر نکل گیا پیچھے " کھڑے مصطفیٰ صاحب مایوسی سے اسے جاتے دیکھ رہے تھے

گاڑی میں آکر شہریار نے جلدی سے گیٹ بند کیا اور اسٹئیرنگ سے سر ٹکا کر رودیا۔ وہ ہر ہفتے یہاں آتا تھا اور ہر ہفتے یہاں سے جاتے ہوئے وہ ایسے ہی روتا تھا۔ اسے اب تک اپنے باپ کو اس روپ میں دیکھنے کی عادت نہیں ہوئی تھی۔ وہ یہ جانتا تھا کہ وہ ایک مجرم کو جیل میں آرام پہنچانے کی کوشش کررہا ہے لیکن کیا کرتا؟ وہ مجرم آخر کو اسکا باپ تھا اور وہ چاہ کر بھی ان سے نفرت نہیں کر پایا تھا

رات کے ساڑھے نو بجے اسکی واپسی ہوئی۔

آپ کہاں رہ گئے تھے شیری؟ ہم کب سے آپ کو فون کررہے تھے" اسے گھر میں " داخل ہوتا دیکھ کر شہزاد نے پوچھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ موبائل کی بیٹری ڈیتھ ہوگئی تھی اس لئے فون آف ہوگیا تھا۔ تم کیوں فون کررہی تھی؟"

شیری !ہمیں ہال پہنچنا تھا نو بجے۔ اور اب ساڑھے نو بج چکے ہیں" شہزاد نے کہا

ہال؟" شہریار نے حیرت سے پوچھا اور اگلے ہی لمحے اسکا ذہن میں جھماکہ ہوا۔

اوہ شٹ !میں تو بھول گیا کہ آج حنان کا ولیمہ ہے" اب جا کے اس نے دیکھا تھا کہ شہزاد ڈارک براؤن میکسی پر ڈارک براؤن کلر کا ہی نیٹ کا ڈوپٹہ پہنے، میک اپ کیئے بلکل تیار کھڑی تھی۔

شہی !تم یہ میرا موبائل چارج پر لگاؤ میں ابھی نہا کر آتا ہوں" وہ اسے موبائل پکڑاتا جلدی سے نہانے کے لئے چلا گیا۔ دس منٹ بعد وہ تیار ہوکر باہر آیا۔ اس نے بلیک جینز پر بلیک ڈریس شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوکر اپنے بال سیٹ کیئے پھر بیڈ پر پڑا اپنا گرے کوٹ اٹھا کر پہننے لگا کہ شہزاد نے اسے روک دیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آپ یہ مت پہنے" اس نے شہریار کے ہاتھ سے کوٹ لے لیا "

کیوں؟" وہ حیران ہوا "

ابھی بتاتے ہیں آپ ایک منٹ رکے" وہ کوٹ لے کر الماری کے پاس گ ئی اور "
وہ والا کوٹ واپس ٹانگ کر ایک دوسرا کوٹ نکال لائی جو ڈارک براؤ ن کلر کا تھا

یہ پہنے، کم از کم کوٹ تو ہمارے سوٹ سے میچنگ کا ہوگا" اس نے معصومیت سا "
کہا تو شہریار ہنس دیا

جو حکم بیگم صاحبہ" شہریار نے شرارت سے کہا اور کوٹ پہن لیا "

آؤ سیلفی لیتے ہیں" اس نے اپنے جیب سے موبائی ل نکالا "

" اف۔۔۔۔۔شیری ہم لیٹ ہورہے ہیں "

بس ایک سیلفی" شہریار نے کہا اور اسکے ساتھ کھڑا ہوکر سیلفی لینے لگا "

نہیں اچھی نہیں آئی ایک اور لے" شہزاد نے کہا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

" اچھا اب دیر نہیں ہورہی تمہیں؟ "

" ایک اور لیں ورنہ ہم یہ والی بھی ڈیلیٹ کردے گے "

تم ہمیشہ یہی کرتی ہو۔۔۔۔۔۔۔ "وہ دونوں لڑ رہے تھے، باہر سے گزرتے ارتضٰی صاحب کی نظر ان دونوں پر پڑی تو وہ مسکراد یئے۔ انکی بیٹی زندگی کی طرف واپس لوٹ آئی تھی اور اس میں سب سے بڑا ہاتھ شہریار کا تھا۔ اگر اسکی جگہ کوئی اور ہوتا تو کیا وہ ایک ایسی لڑکی کو قبول کرتا جو متعدد بار خودکشی کی کوشش کرچکی ہو؟ جو ڈپریشن کی پیشنٹ رہ چکی ہو؟ نہیں نا۔۔۔۔۔۔۔ اور اگر کر بھی لیتا تو ساری زندگی اسے اس بات کا طعنہ دیتا کہ شہزاد ماضی میں ذہنی مریضہ رہ چکی ہے۔ لیکن شہریار۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ انکی بیٹی سے بچپن سے محبت کرتا تھا اور اس نے شہزاد کو اسکی تمام خوبیوں اور تمام خامیوں سمیت قبول کیا تھا اور ہر کوئی اتنا اعلٰی ظرف نہیں ہوتا

*___________*____________*___________

وہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ کوئی ہوتا بھی کیسے؟ یہاں کا مکین تو کب کا منوں مٹی تلے جا سویا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چل کر رائی ٹنگ ٹیبل کے پاس آیا۔ ٹیبل پر رائی ٹنگ پیڈ، اسٹھتواسکوپ، بلڈ پریشر مشین، شوگر کی مشین اور دواؤ ں کے ڈبے وغیرہ پڑے تھے۔وہ ایک ایک چیز کو ہاتھ سے چھو چھو کر دیکھ رہا تھا۔ پھر اسکی نظر الماری پر پڑی وہ لاشعوری طور وہ الماری کے پاس گیا اور اسکے دروازے کھول دیئے۔ اندر بیشمار گاؤ ن، شرٹ اور پینٹ لٹکی ہوئی تھی۔ اس نے دراز کھولا تو وہاں ایک والٹ رکھا ہوا تھا- اس نے والٹ کھول کر دیکھا تو اس میں اسی کی تصویر لگی ہوئی تھی، وہ مسکرا دیا۔ پھر وہ چلتے چلتے اس دیوار کے پاس آیا جہاں ان کی تصویر لگی تھی۔ وہ انکی کوئی پروفیشنل تصویر تھی۔ انکی شخصیت میں ایک رعب اور دبدہ تھا لیکن انکی آنکھیں۔۔۔۔۔۔انکی آنکھوں میں دنیا جہاں کی اداسی اور ملال تھا

"آپ جانتے ہیں بابا !کہ میری زندگی میں کتنی بڑی تبدیلی آئی ہے۔ میں اس گھر میں آپکی بہو کو لے کر آیا ہوں۔ میری زندگی کی اتنی بڑی خوشی تھی، مجھے کتنی ضرورت تھی آپ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کی---------- اگر آپ یہاں ہوتے تو اپنی بہو کو خود اس گھر میں لاتے۔ "وہ انکی تصویر سے باتیں کررہا تھا۔ لیکن اگر وہ زندہ ہوتے تو کیا علی ان سے اتنی محبت سے بات کرتا جتنی محبت سے انکی تصویر سے کررہا تھا؟ کیا وہ انہیں اپنی خوشی میں شامل کرتا؟ اسکے ضمیر نے اسے کچوکا مارا۔ اسکا سر جھک گیا۔

علی چلے دیر ہورہی ہے" فاطمہ اسے ڈھونڈتے ہوئے وہیں آگ ئی "

ہاں چلو------- "علی ایک آخری نظر ان کی تصویر پر ڈال کر باہر نکل گیا "

وہ جتنا بھی خوش رہے لیکن ایک احساس ندامت ساری زندگی خلش بن کر اسکے دل میں رہی گا۔ اور یہ خلش آب آخری سانس تک اسکے ساتھ رہے گی

--------------------------*----------

تم بہت اچھی لگ رہی ہو" اسٹیج پر بیٹھے حنان نے اپنے برابر دلہن بنی بیٹھی " ماہین سے کہا

پورے تین مہنے بعد میری تعریف کی ہے تم نے" اس نے شرارت سے کہا تو حنان سر کھجانے لگا

"یہ شہریار وغیرہ اب تک کیوں نہیں آئے" اس نے حنان سے پوچھا

"وہ کبھی زندگی میں وقت پر آیا" حنان نے من بسورتے ہوئے کہا

"ویسے میں سوچ رہا تھا کہ مرجان کو آج اپنے ساتھ گھر لے چلتے ہیں۔ بہت عرصے سے اسے نہیں دیکھا" حنان نے گیٹ پر کھڑے مہمبنوں کو ریسیو کرتے علی اور فاطمہ کو دیکھتے ہوئے کہا

"ہیں؟ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟ ابھی پرسوں ہی تو اسے رخصت کیا ہے تم نے" ماہین نے حیرت سے کہا

"ہاں تو؟ ولیمے کے بعد دلہن میکے آتی ہے، اور علی بدتمیز نے کل میری بہن کو آنے ہی نہیں دیا" اس نے پھر سے منہ بسور لیا تو ماہین ہنسنے لگی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آج تو میں اسے گھر لے کر ہی جاؤں گا۔ "حنان نے مصنوئی غصے سے کہا "

تو پھر علی کو بھی ساتھ لے جانا ورنہ وہ بے چارا مرجان کے بغیر کیسے رہے گے؟ "

ماہین نے ہنستے ہوئے کہا "

کیا باتیں ہورہی ہیں؟" اسی وقت شہریار اور شہزاد بھی سٹیج پر آگئے "

" ارے۔۔۔۔۔۔ تم اتنی جلدی کیوں آگئے؟ ابھی تو فنکشن بھی شروع نہیں ہوا "

حنان نے ہاتھ میں بندھی گھڑی دیکھتے ہوئے شہریار پر معصوم سا طنز کیا

ہے نا! میں تو شہزاد سے کہہ بھی رہا تھا کہ اتنے جلدی جاکر کیا کریں گے" شہریار "

نے ڈھٹائی کی انتہا کردی

کبھی وقت پر نہ پہنچنا تم" حنان نے خفگی سے کہا "

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"تو کیا کروں یار؟ تم ماہین اور علی تو نئے نویلے دلہا دلہن ہو اس لئے آفس سے چھٹی مار کر بیٹھے ہو اور ساری ذمہ داری مجھ غریب پر آگئی ہے" اس نے مظلومیت سے کہا تو حنان اچھل پڑا

"اوہ بھائی !میں نے تو آج ہی چھٹی لی ہے۔ اس علی سے پوچھ جاکے جو چار دن سے چھٹی مار کر بیٹھا ہے۔اور-----------تو بھول گیا کہ تیری شادی پر تو نے پورے ڈیڑھ ہفتے کی چھٹی ماری تھی۔ "حنان اچھا خاصا خفا تھا

"اچھا اب آپ دونوں لڑنا بند کریں۔ "شہزاد نے ان دونوں کو لڑتا دیکھ کر کہا

"چل ادھر آکر بیٹھ۔ فوٹوگرافر کو بلوا کر ایک تصویر کھنچواتے ہیں" حنان نے مسکراتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے !علی کو بھی بلا لیتے ہیں" شہریار نے کہا اور علی کو آواز دینے لگا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علی نے اسے دیکھا تو اس نے اسے اسٹیج پر آنے کا اشارہ کیا۔ علی نے سرہلایا اور فاطمہ کی طرف دیکھا جو انکے کسی پرانے کلائی نٹ کی وائی ف سے مل رہی تھی۔ لوگ اسکی پہلے بھی عزت کرتے تھے لیکن اب وہ حنان شاہ کی بہن اور علی عابد کی بیوی تھی، اسکی عزت میں کئی گنا اضافہ ہوگیا تھا

"فاطمہ!۔۔۔۔ذرا یہاں آنا" اس نے فاطمہ کو بلایا تو اس نے اس خاتون سے معذرت کی اور اپنی ساڑھی سنبھالتی علی کے پاس آئی

"جی۔۔۔۔۔۔"

"وہ شہریار اسٹیج پر بلارہا ہے گروپ فوٹو کے لئے"

اچھا! چلے پھر۔۔۔۔ "وہ علی کے ساتھ اسٹیج کی طرف بڑھنے لگی"

علی! ایک بات پوچھوں؟" اس نے چلتے چلتے علی سے پوچھا"

سو باتیں پوچھو تم کو اجازت کی کیا ضرورت ہے" علی نے مسکراتے ہوئے کہا"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اب تو سب ہی مجھے مرجان کہتے ہیں۔ بھابھی، شہریار بھائی اور شہزاد بھی مجھے اسی نام سے پکارتے ہیں۔ پھر آپ مجھے فاطمہ کیوں کہتے ہیں؟"

"کیونکہ مجھے تمہارا نام فاطمہ ہی اچھا لگتا ہے، اور ویسے بھی------میرے نام کے ساتھ تو فاطمہ نام ہی جچتا ہے" علی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسٹیج پر آگیا۔ جہاں باقی سب اسکا انتظار کر رہے تھے۔

وہ سب لوگ بہت خوش تھے۔ خوشیاں سب کی زندگی میں آتی ہے لیکن مکمل خوشی کسی کو بھی نہیں ملتی۔ کہیں نہ کہیں کوئی دکھ انسان کے سینے میں دفن رہتا ہے۔

جیسے شہریار جب بھی اپنے باپ سے مل کر آئے گا، وہ روئے گا۔ ساری خوشیاں ایک طرف لیکن یہ ایک دکھ کہ اسکے باپ نے اسے اتنا بڑا دھوکہ دیا ساری زندگی اسکے ساتھ رہے گا۔

علی اپنی زندگی کی خوشیوں میں جتنا بھی مگن ہو لیکن عابد صاحب کی موت کا دکھ، پچھتاوا بن کر ساری زندگی اسکے ساتھ رہے گا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شہزاد سب کچھ بھلا کر اپنی زندگی ن ئی ے سرے سے شروع کر چکی ہے لیکن وہ چاہ کر بھی اپنے بھائی کی بے رحمانہ موت کو کبھی بھلا نہ پائے گی۔

ماہین کو بھلے حنان نے معاف کردیا ہو لیکن نہ کبھی اپنی زندگی کے ان لمحات کو بھلا نہ سکے گی جب حنان اس سے نفرت کرنے لگا تھا۔

حنان کا گھر مکمل ہوگیا تھا لیکن یہ دکھ اسکے ساتھ ہمیشہ رہے گا کہ وہ آخری بار اپنی دادی کا چہرہ نہ دیکھ سکا، اور اسکی لاڈو پلی بہن نے دوسال اذیت ناک زندگی گزاری تھی

اور فاطمہ۔۔۔۔وہ بھی چاہے جتنے خوش رہے لیکن اپنا ماضی کبھی نہ کبھی یاد ضرور کرے گی۔ اپنی زندگی کے ان دو سالوں میں اٹھائی جانے والی تکلیف وہ ہمیشہ یاد رکھے گی

لیکن اصل انسان وہی ہے جو دکھوں کے ساتھ بھی خوش رہنا سیکھ جائے۔۔۔ اور یہ لوگ اپنے دکھوں کے ساتھ خوش رہنا جانتے تھے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

!دنیا کی محفل میں، اے ہمنوا

تم کھو گئے ہو کہاں

کھو گئے ہو کہاں

ختم شد